

مُشکل کُشا

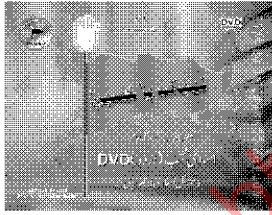
عَلَمِ مَوْلَا

کے
معجزات اور اقوال



یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

Presented by: Rana Jabir Abbas



۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماں اور کئی

DVD
Version

لبیک یا حسینؑ

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.

www.sabelesakina.page.tl

sabelesakina@gmail.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

<http://fb.com/ranajabirabbas>

NOT FOR COMMERCIAL

www.ziaraat.com



(۷۸۶/۱۱۰)

مولائے کائنات

ابوالائمہ حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام
کی مناجاتوں میں سے ایک مناجات

إِلٰهِ كَفَىٰ بِي عِزًّا أَنْ أَكُونَ لَكَ عَبْدًا أَوْ كَفَىٰ
بِي فَخْرًا أَنْ تُكُونَ لِي رَبًّا أَنْتَ كَمَا أُحِبُّ
فَاَجْعَلْنِي كَمَا تُحِبُّ

میرے اللہ میری عزت کے لیے یہی کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں
اور میرے فخر کے لیے یہی کافی ہے کہ تو میرا پروردگار ہے۔ تو ویسا
ہی ہے جیسا میں چاہتا ہوں، پس تو مجھ کو ویسا بنالے جیسا تو
چاہتا ہے

مُشکل گشتا

علی مولا

کے

سبیل سکینہ حیدر آباد سندھ پاکستان

معجزات اور اقوال

نظرائی

پروفیسر سید سبط جعفر زیدی

تحقیق و ترتیب

عالیہ ایوب

عصمہ لائبریری گشتا

سی۔ ۲۹ بلاک جے نارتھ ناظم آباد کراچی۔ پاکستان

فون نمبر: ۶۶۲۵۶۱۸

جملہ حقوق حق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب :	علی مولا کے معجزات واقعات
نظر ثانی :	پروفیسر سید سبط جعفر زیدی
تحقیق و ترتیب :	عالیہ ایوب
ناشر :	عصمہ پبلی کیشنز کراچی۔
تاریخ اشاعت :	مارچ ۲۰۰۱ء
طباعت :	پرٹنگ محل ناظم آباد نمبر ۲، کراچی
تعداد :	ایک ہزار
ایڈیشن :	پہلا ایڈیشن
قیمت :	100 روپے

اسٹاکسٹ

- ۱۔ مکتبہ الرضا۔ ۸ بیسمنٹ میاں مارکیٹ۔ اردو بازار۔ لاہور
- ۲۔ افتتاحی بک ڈپو۔ اسلام پورہ کرشن نگر۔ لاہور
- ۳۔ رحمت اللہ بک ایجنسی کھارادر۔ کراچی
- ۴۔ حسن علی بک ڈپو۔ کھارادر۔ کراچی
- ۵۔ محفوظ بک ایجنسی۔ مارٹن روڈ۔ کراچی
- ۶۔ عباس بک ایجنسی۔ رستم نگر۔ لکھنؤ
- ۷۔ خراسان بک سینٹر بریٹور وڈ۔ کراچی
- ۸۔ ولیم بک پورٹ (پرائیویٹ) لمیٹڈ مین اردو بازار۔ کراچی
- ۹۔ احمد بک ڈپو۔ رضویہ سوسائٹی۔ کراچی
- ۱۰۔ علمدار جعفری بک ڈپو۔ انجولی۔ کراچی
- ۱۱۔ الحسن بک ڈپو مسجد باب العلم۔ نارتھ ناظم آباد۔ کراچی

انتساب

اپنے پیارے والد
مرحوم سید علی عابد رضوی

کے نام

امانتوں میں نہ زہار خور دُبر دکر و
غمِ حسینِ نئی نسل کے سپرد کر و
(شاد آں دہلوی)

زیر اہتمام

پروفیسر سید سبط جعفر زیدی اکیڈمی

باشتراک : ادارہ عتروت مجسوز خوانی

کراچی لاہور اسلام آباد

2281380 5720672 6625618

فہرست

43	اثر وہا سے کلام	10	حکم ہمارے میں
44	غلی سے بغض	10	خانہ کعبہ میں
45	ایک اہم انکشاف	11	جھولے میں سانپ
47	جنگ نروان کے لئے پیش گوئی	11	پانی کی تلاش
49	امیر معاویہ اور موت	13	در خیر
50	رشید بھری کی شہادت	14	یونانی حکیم
52	گائے اور آدمی	15	ایک پرندے کی اطاعت
54	ایک اشارے میں	16	ہاتھیوں کی اطاعت
55	حکم علی اور درخت	17	سورج سے کلام
57	ایک کافر کی مشکل	18	سزا کے بعد
61	مسجد کا بار بار گر جانا	20	شنگ انا کا درخت
61	زمانہ لباس پہننے والا زانی	21	کوفہ سے مدینہ
68	سجھو رکاد درخت	22	پتھروں کا موتی
69	پتھروں کی صورت	22	یسودیوں کا مسخر اپن
70	عطر مند جن کی شکل	23	قاتل کون ہے؟
73	شہد کی سمی	26	یسودی کا مال
73	بد دعا کا اثر	27	گستاخی کا انجام
73	حدیث چھپانے کا انجام	28	مدینہ میں زلزلہ
74	دیوار کا گرنا	29	منافقوں کی سازش
74	مست اونٹ کا واقعہ	31	لشکر کی شکایت
76	چتر کا سونا	32	کتنے کی صورت
77	ایک ہاشمی سلطنت	33	شرک کا انکار
78	اثر دہان گیا	36	پانچ مسودہ ہم
78	چتر پر نشان	38	علی کا حکم
79	یسودی نے آزمایا	39	آل نوح کا ایک سوال
79	فرشتوں کی تعداد	41	نماز عصر اور سورج
80	قرآن کی تلاوت	42	آزمائش

118	شیر کا زخمی ہاتھ	80	بغض کا انجام
118	علی علی کی صدا	81	نہر کبابی
120	ڈاکو سے نجات	82	کھوپڑی سے کلام
123	بھارتی اداکارہ جیلن	82	ام فردہ کو زندہ کرنا
124	یا علی کے نعرے	83	حضرت داؤد اور تام علی
124	چین کا ایک درخت	84	تخلیق آدمی سے قبل
125	ایک ہمار لڑکی	85	نعرہ حیدری کی قوت
126	چور کی جھوٹی قسم	85	شب معراج علی کی آواز
127	یہ ضرب حیدری ہے	86	آسمانوں پر نکاح
127	بھولو بھلوان	88	مشکل کشاکش عوئی
128	بھارتی ٹیم کی عقیدت	89	جب علی سوار ہوئے
129	مشکل حل فرمائیں	89	میدان جنگ میں
131	ایک گونگا لڑکا	90	بلاک ہو گیا
132	ڈونتا ہوا اجاز	90	ابری کا طاعت
132	روضہ علی پر	92	اعلان نبوت کے وقت
133	حضرت علی کی معجزہ نمائی	96	ہجرت کی رات
135	آج بھی علی کا نام سن کر	100	پر خطر کنواں
135	ہر لاش پر صرف ایک تلوار	102	جنگ بدر کی رات
136	علی کو دیکھ کر	104	یہودی کے سات سوال
137	علی کی نماز کے لئے دو دفعہ سورج پلٹ آیا	105	ایک اعرابی کے تین سوال
139	علی بدلتے کرتے تو شیر کھا جاتا	107	حالت رکوع میں
140	جبر علی کی پردوں کی آواز	108	ایک کافر کا سوال
141	علی نے جھولے کے اندر سانپ کا منہ چیر دیا	108	ایک بڑھیا کی صدا
141	جنوں سے یہودی کا مال واپس دلادیا	110	قبر مبارک سے
142	شیر کا حضرت علی کو سجدہ کرنا	111	خلفائے ہبنی عباس
143	علی کے ہاتھوں میں سنگرموتی بن گیا	114	شہر امیر میں
143	عورتوں کی فریاد پر علی نے مدد کی	115	بے حرمی کا انجام
144	یہ علی کی بارگاہ نشان ہے	117	خواب میں دیکھا
145	چم علی کے سپرد کرنا نہ در ہے گا	117	تازہ خون نظر آنا

- 179 یہ چہ مبارک ہے 147 فرات کی طغیانی سے اہل شر کو چالیا
- 179 شکل کتے جیسی لیکن کان انسانوں کی طرح 148 علیؑ کے لعاب دہن کا معجزہ
- 182 تاریخ کا عجیب و غریب فیصلہ 149 علیؑ کا ملک عظیم کی سیر کرنا
- 185 منکر مرد سے عورت بن گئی 150 ہمارے ساتھ خدا کا شیر ہے
- 189 علیؑ کے جنازے کے لئے غیبی اونٹ آیا 153 ابن ہلوطہ
- 190 علیؑ سے عداوت رکھنے والے کا منہ کالا 153 مولا علیؑ کی قبر پر آرام مل گیا
- 191 مچھلی نے جنتِ خدا ہونے کی گواہی دی 154 علیؑ کو برا کہنے والے کو اونٹ نے پکڑ دیا
- 191 جادوگر عورت 154 علیؑ سے جھوٹ بولنے والا اندھا ہو گیا
- 192 دنیا کی لاش کی ہر آمدگی 155 ناصبی کتے کی شکل میں تبدیل ہو گیا
- 194 شہد کی بکھی 156 دس دینار
- 195 قبر سے اٹھ کر مردے نے کہا 156 علیؑ کے ساتھ درخت بھی نماز پڑھنے لگے
- 196 امام حسنؑ نے جنت سے انار منگوائے 157 کمان علیؑ کے ہاتھ سے گرتے ہی انڈو حائلن گیا
- 197 وہ پتھر تلاش کرو 158 شہنشاہِ صفائی کا شہر کوئی
- 198 ایک عیسائی خاتون کا انٹرویو 159 یہاں سے لوٹے لنگڑے سب ٹھیک ہو جاتے ہیں
- 199 آج بھی معجزے ہوتے ہیں 160 مرہن قیس کا قتل
- 200 مسٹر ڈی۔ ایف۔ کرا کا تعارف 160 ایک پالہ پانی سے سارے لشکر کو سیراب کر دیا
- 208 صراطِ مستقیم 162 رات بھر رسول اللہ ﷺ کے سونے کا گمان ہوتا رہا
- 216 درود محمد ﷺ و آل محمد ﷺ کا زندہ معجزہ 164 کھوپڑی والی مسجد
- 217 علیؑ کی شہادت پر درخت خشک ہو گیا 165 سانپ نے علیؑ سے بات کی
- 218 علیؑ کے نام کا موح مبارک جنت سے آئی 165 اونٹ کے سر کے برابر اونٹ دھے کا منہ تھا
- 219 علیؑ کی ولادت کے لئے دیوارِ کعبہ شکن ہو گئی 166 کبھی علیؑ کی ہمسری مت کرنا
- 220 آسمان سے بجلی چمکی اور کالے رچھ کو جلادیا 167 سبحان اللہ العظیم
- 223 لڑکی کے پیٹ سے بہت بڑا کبیرا نکلا 167 علیؑ نے کہا جاکتے دور ہو جا
- 225 بیت 168 لشکر کی تعداد بارہ ہزار ایک تھی
- 228 منکر حدیث 169 رسول اللہ ﷺ کے حکم سے علیؑ نے مردے کو زندہ کر دیا
- 229 علیؑ کی بس تمہارے دل میں جگہ ہو 170 حبشی غلام کے کتے ہوئے ہاتھ دوبارہ جوڑ دیئے
- 229 خدا کے بعد نبی ﷺ ہے نبی ﷺ کے بعد علیؑ 171 علیؑ کے حکم سے بیت کے اندر چرے سب کچھ بتادیا
- 232 نبی ﷺ اور علیؑ 176 کتے نے کہا میں نے منافقوں کو کٹا ہے
- 240 لیلِ منعم کا انجام 177 علیؑ کا دشمن مسجد میں گیا فوراً اندھا ہو گیا

278	اونٹ کا کلام	242	علی کی ولادت سے قبل کا معجزہ
278	کربلا کی زمین	242	زمانہ رسول ﷺ میں آپ کے معجزات
279	حضرت تمہار کی شہادت	247	بصرے کا غرق ہونا
280	زنا کی تہمت	247	مرعانیوں کی اطاعت
284	خولہ کلبیان	248	آدھامہ کالا
286	ایک یتیم پر ظلم	249	علی کا امتحان
289	ایک لڑکی کی فریاد	250	جن کا خوف
293	حضرت جبرئیل کا سوال	251	مردے کو زندہ کرنا
294	حضرت جبرئیل کا فخر	252	علی کی دعا
295	ایک سوداگر کی امانت	252	باہل کا کھڑا
296	حضرت اویس قرنی	254	درخت کی گویائی
	اقوال	255	علم ہادر میں گفتگو
297	اسلام	256	ابو جہل کی گردن
298	توحید	257	آنحضرت ﷺ کو دیکھا
300	عدل	258	اصحاب کف کلبیان
302	امامت	259	درخت کی نماز
304	سمیل سیکینہ حیدرہ بالطف آباد	261	حدیث سے انکار
306	شفاعت	262	دو چوں کا کلام
307	حق	263	معراج سے انکار
309	حکمت	265	پانی کا ایک پیالہ
310	فکر	266	ابلیس اور دیو
311	نماز	268	زمین سے کلام
312	روزہ	269	نوشیرواں کا بوسیدہ سر
313	جماد	271	علی سے بغض
315	دین	272	چتر پر انبیاء کے نام
317	دنیا	273	سبز درخت سے آگ
318	اخلاص	275	قاتل کی خبر
		276	شروں کی بربادی
		277	لوہے کا موم بن جانا

شکم مادر میں

حضرت علی شیر خدا کی ولادت باسعادت عمل میں آئی بھی نہ تھی کہ آپ کی گرامات و معجزات کا سلسلہ ایسا جاری ہوا جو آپ کی شہادت اور بعد از شہادت سے لے کر اب تک اور رہتی دنیا تک آپ کے نام کے طفیل ایسے معجزات ظہور میں آتے رہیں گے جو آپ کی شان و عظمت کا نشان ہیں۔ آپ ابھی اپنی مادر گرامی حضرت فاطمہ بنت اسد کے شکم میں تھے کہ معجزات رونما ہونے لگے۔ آپ اپنی ماں سے ان ایام میں بھی گفتگو فرماتے تھے۔ یہ گفتگو خانہ کعبہ میں ہوتی تھی۔ جب آپ کی مادر گرامی خانہ کعبہ میں داخل ہوئیں تو تمام بت منہ بے بل گر پڑتے، اس وقت آپ کی مادر فرماتیں ابھی تو تم اپنی ماں کے شکم میں ہو اور ابھی سے یہ بت تمہیں سجدہ کرنے لگے ہیں جب تم شکم مادر سے دنیا میں تشریف لاؤ گے اس وقت تمہاری کیا شان ہوگی۔

خانہ کعبہ میں

مشہور و معروف حقیقت جس کے سامنے ہر ایک نے سر خم کیا ہے، یہ سعادت سوائے علیؑ کے کسی اور کے حصہ میں نہیں آئی اور یہ بھی ایک بہت بڑا معجزہ ہے کہ خانہ کعبہ علیؑ کی ولادت گاہ بنی۔ جس کی تفصیلات یہ ہیں کہ جب حضرت علیؑ کی ولادت کا وقت قریب آیا، آپ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت

اسد خانہ کعبہ کے پاس تشریف لائیں اور بارگاہ الہی میں دعا فرمائی، دعا ہونے والے فرزند کے طفیل منظور ہوئی دیوار کعبہ شق ہوئی۔ فاطمہ بنت اسد خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئیں کیا دیکھتی ہیں کہ ہونے والے فرزند کے لئے جناب مریم، جناب آسیہ، حضرت موسیٰ کی والدہ موجود ہیں۔ ان سب نے زچگی کے فرائض انجام دیے۔ تین دن تک آپ وہاں رہیں لاکھ چاہا کہ در کعبہ کھولیں مگر باہر والا کوئی نہ کھول سکا۔

جھولے میں سانپ

ہر کتاب میں کثرت سے یہ روایت ملتی ہے کہ سکسنی میں بھی آپ کی طاقت اس عمر کے لحاظ سے ایک بہت بڑا معجزہ تھی۔ یہ روحانی منزلت ہے کہ آپ کی مادر گرامی آپ کو جھولے میں لٹا کر اپنے کام میں مشغول ہو گئیں۔ آپ نے اپنی طرف ایک بہت بڑے سانپ کو بڑھتے ہوئے دیکھا۔ سانپ جھولے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ آپ نے اپنا ایک ہاتھ باہر نکال کر اس سانپ کی گردن پکڑ لی، ایک سخت جھٹکے کے ساتھ اپنی انگلیاں سانپ کے منہ میں داخل کر دیں اور اس وقت تک اس سانپ کو پکڑے رکھا جب تک وہ مرنے لگا۔ اتنے میں آپ کی والدہ ماجدہ تشریف لے آئیں، آپ نے علی کے ہاتھوں میں مرے ہوئے سانپ کو دیکھا تو لوگوں کو پکارا۔ آواز سن کر لوگ جمع ہو گئے۔ آپ فرمانے لگیں میرا بیٹا تو حیدر ہے جس نے سانپ کو دو ٹکڑے کر دیا۔ خیر کے مقام پر مرحب نابی پہلوان آپ کے مقابلے پر آیا تو آپ نے اپنا تعارف حیدر کے نام سے کرایا تھا۔

بانی کی تلاش

حضرت علیؑ نے صفین کی جنگ کے موقعہ پر ایک ایسی بستی میں قیام فرمایا جہاں دور دور تک پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ مالک اشتر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی "یا امیرالمومنین آپ نے ایسی جگہ قیام فرمایا ہے جہاں دور دور تک پانی کا نام و نشان نہیں"۔ آپ نے جواب میں فرمایا "اے مالک! ہم عنقریب اسی جگہ پانی سے سیراب ہوں گے، پھر آپ نے زمین کے ایک ٹکڑے کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا "تم اور تمہارے ساتھی اس مقام پر ایک گڑھا کھودیں"۔ سب نے مل کر ایک گڑھا کھودا۔ وہاں سے ایک بہت بڑا سیاہ رنگ کا پتھر نکلا۔ سو آدمیوں نے مل کر اس پتھر کو بٹانا چاہا مگر پتھر ذرا بھر بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ آخر جناب امیرؑ نے اپنے ایک ہاتھ سے پتھر کو اٹھایا اور چالیں ہاتھ دور پھینک دیا پتھر ہٹتے ہی وہاں سے شفاف، صاف، میٹھا، ٹھنڈا پانی ظاہر ہو گیا۔ سب نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ آپ نے اس پتھر کو پھر اسی مقام پر رکھ دیا۔ آپ کے اصحاب نے اس پر مٹی ڈال کر اس جگہ کو چھپا دی۔

لشکر اسلامی اس مقام سے روانہ ہوا ابھی کچھ ہی فاصلے پر پہنچے تھے کہ آپ نے فرمایا "تم میں سے کون ہے جو اس مقام کو دوبارہ تلاش کرے گا؟" سب نے ایک زبان ہو کر عرض کی کہ ہم سب پہچان لیں گے۔ سب واپس گئے مگر وہاں کوئی بھی اس مقام کو نہ پہچان سکا۔ اس اثنا میں قربی گرجے سے ایک راہب آتا دکھائی دیا۔ آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا تمہارا نام شمعون ہے اس نے عرض کی ہاں میرا یہی نام ہے مگر یہ نام میں یا صرف میری ماں جانتی ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا "اے شمعون تم کیا چاہتے ہو؟" عرض کی اس چشے کے لئے معلومات

چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس چشمہ کا نام راجوہ ہے یہ جنت کا چشمہ ہے جس سے تین سو نبیوں اور تیرہ ادھیاں نے پانی پیا ہے۔ میں آخری وصی ہوں جو اس چشمہ سے پانی پی رہا ہوں۔“ راہب نے عرض کی میں نے کتاب انجیل میں اسی طرح پایا ہے۔ یہ راہب مسلمان ہو گیا اور آپ کے ساتھ اس نے جنگ صفین میں حصہ لیا۔ ایک روایت ہے کہ آپ کی طرف سے وہ پہلا شہید تھا۔ جب یہ درجہ شہادت پر فائز ہوا تو آپ اپنی سواری سے نیچے اترے۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور فرمایا ”یہ شخص قیامت کے روز ہمارا ساتھی ہوگا۔“

در خمیر

ہر خاص و عام کتب میں کثرت کے ساتھ در خمیر کا واقعہ درج ہے جو آپ کی روحانی قوت کا آئینہ دار ہے۔ رسول خدا نے حضرت علی کو بروز خمیر علم عطا فرمایا اور آپ کے حق میں دعا فرمائی۔ آپ یہودیوں کے مضبوط ترین قلعہ کی طرف روانہ ہوئے اور نانی گرامی پہلوانوں کو شکست دی۔ یہودیوں نے جب دیکھا کہ اب ان کی خیر نہیں تو وہ قلعہ کے اندر داخل ہو گئے اور دروازے کو اندر سے مضبوطی سے بند کر دیا۔ یہ لوگ اندر سے تیروں سے حملہ آور ہوئے۔ حضرت علی نے قلعہ کے مضبوط ترین دروازے کو ایک جھٹکے کے ساتھ اس طرح اکھٹا جیسے تیز ہوا روٹی کو اڑا کر ادھر ادھر لے جاتی ہے۔ آپ نے اس دروازے کو چالیس ہاتھ دور پھینک دیا۔ صفیہ کا بیان ہے کہ میں ایک طاق میں بیٹھی تھی کہ اچانک دروازہ اکھڑنے کی وجہ سے منہ کے بل گر پڑی کہ شاید زلزلہ آگیا ہے۔ کسی نے مجھے بتایا کہ حضرت علی نے قلعہ کو جھٹکا دیا ہے۔ آپ کا

ارادہ صرف اتنا تھا کہ دروازے کو اکھاڑ دیں۔ بعض روایتیں ہیں کہ آپ نے اس در کو ڈھال کے طور پر استعمال کیا۔ جابر سے روایت ہے کہ جب علیؑ نے اس در کو اٹھا کر پھینکا تو تجربے کے طور پر پہلے چالیں پھر ستر پھر سو آدمیوں نے مل کر اس در کو اٹھانا چاہا مگر در اس قدر وزنی تھا کہ اس کو ہلاتک نہ سکے۔ اس در کے لئے مشہور ہے کہ چالیں نامور پہلوان اسے کھولا اور بند کیا کرتے تھے۔ آپ سے جب کسی نے اس کے لئے دریافت کیا تو حضرت علیؑ نے فرمایا یہ جسمانی قوت کا نتیجہ نہیں سب روحانی قوت اور آغوش رسالت کی وجہ سے ہے۔

یونانی حکیم

حضرت علیؑ کی خدمت میں ایک یونانی حکیم حاضر ہوا۔ آپ کے ہجرے اور پنڈلیوں کو دیکھنے کے بعد کہنے لگا آپ کے ہجرے کی زردی کا علاج تو میں کر سکتا ہوں مگر آپ کی پنڈلیوں کا علاج میرے پاس نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میرے ہجرے کی زردی کتنی مقدار میں چلی جائے گی۔ حکیم نے عرض کی اگر آپ اس دوا میں سے دو بالوں کے سروں کے برابر تناول فرمائیں تو آپ ٹھیک ہو جائیں گے اور اگر ایک دانے کے برابر آدمی کھالے تو آدمی کو مار دیتی ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے پاس اس وقت یہ دوائی کتنے مقدار میں موجود ہے حکیم نے عرض کی دو مشال۔ آپ نے اس کے ہاتھ سے تمام دوائی لے کر کھالی۔ یونانی حکیم یہ دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ فوری مرجائیں گے اور میں کسی بڑی مصیبت میں پھنس جاؤں گا۔ یونانی حکیم کی یہ حالت دیکھ کر آپ مسکرائے اور فرمانے لگے اے حکیم اس زہر کا مجھ پر کوئی اثر نہ ہوگا آپ نے فرمایا اپنی

آنکھیں بند کرو اس نے بند کر لیں پھر فرمایا اب آنکھیں کھول دو۔ حکیم نے جب آپ کے چہرے پر نظر ڈالی تو حیران ہو گیا کہ آپ کا چہرہ سرخ و سفید ہو چکا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا۔ یہ تیرے زہر کی وجہ سے ہوا ہے۔ آپ نے پھر ایک چبوترے پر جس پر یہ یونانی حکیم بیٹھا ہوا تھا اس کے اوپر دو کمرے تھے آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے دیواروں سمیت اٹھالیا۔ یہ دیکھ کر یونانی حکیم غش کھا کر گر پڑا۔ پھر آپ نے مکان کو اسی حالت میں رکھ دیا۔ حکیم ہوش میں آیا تو آپ نے اس سے فرمایا ”دیکھا دو پتلی کمزور پنڈلیوں کی قوت کا نتیجہ۔“

ایک پرندے کی اطاعت

عمار بن یاسرؓ اور جابر انصاریؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرت علیؓ امیر المومنین کے ساتھ ایک صحرا سے گزر رہے تھے۔ ہم ابھی پیچھے ہی تھے کہ حضرت علیؓ آسمان کی طرف دیکھ کر مسکرائے پھر اتنا مسکرائے کہ ہنس پڑے اور آسمان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے پرندے تجھے کیا کہنا ہے ہم دونوں نے عرض کی یا امیر المومنین پرندہ کہاں ہے، دور دور تک آسمان پر کسی پرندے کا سہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا ”تمہیں نظر نہیں آتا“ پھر فرمایا کیا تم اس پرندے کو بولتا ہوا دیکھنا چاہتے ہو، ہم نے عرض کی ہاں۔ آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کوئی دعا مانگی جو آہستہ آہستہ تھی۔ پرندہ فوراً زمین پر آگیا اور آپ کے ہاتھ پر آکر بیٹھ گیا۔ آہستہ آہستہ اپنی پشت سے آپ کے ہاتھ کو مس کرنے لگا۔ آپ نے پرندے سے فرمایا ”اللہ کے حکم سے بولو“ پرندہ صاف عربی زبان میں گویا ہم کلام ہوا اور عرض کی السلام علیکم یا امیر المومنین۔ آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ پھر حضرت علیؓ نے پرندے سے دریافت کیا

کہ اس صحرا میں جہاں نہ پانی نہ پودے ہیں تم اپنی خوراک کہاں سے حاصل کرتے ہو؟

پرنڈے نے عرض کی "اے آقا جب بھوکا ہوتا ہوں آپ حضرات کی روایت کا ذکر کرتا ہوں اور سیر ہو جاتا ہوں پھر کھانے کی متنا نہیں رہتی اور جب پیاسا ہوتا ہوں آپ حضرات کے دشمنوں سے میزاری کرتا ہوں تو پیاس بجھ جاتی ہے۔" یہ کلام سن کر آپ نے پرنڈے سے فرمایا اللہ تجھے برکت دے اللہ تجھے برکت دے۔

ہاتھیوں کی اطاعت

جانب عمار سے روایت ہے کہ رسول خدا نے حضرت علی کو عمان کے شہر میں جلندی بن کر کرہ سے لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ آپ وہاں پہنچے اور سخت جنگ کا آغاز ہوا۔ جلندی نے اپنے غلام کنڈی کو طلب کیا اور کہا کہ تم سیاہ عمامے والے شخص کے پاس چلے جاؤ اور اسے گرفتار کر کے ذلت کے ساتھ زمین پر گرا دو تو میں انعام میں اپنی جہیتی بیٹی کی شادی تمہارے ساتھ کر دوں گا جس کی شادی بادشاہ کے لڑکے سے نہیں کی۔ کنڈی ایک سفید ہاتھی پر سوار ہوا اپنے ساتھ ۲۹ ہاتھیوں کو لیا اور حضرت امیر المومنین کے لشکر پر حملہ آور ہوا۔ امیر المومنین نے جلندی کو دیکھا آپ بغلے سے اتر پڑے۔ سراقس سے کپڑا نکھایا۔ تمام جنگل چمک اٹھا پھر دوبارہ آپ بغلے پر سوار ہو گئے۔ ہاتھیوں کے قریب آئے اور ایسا کلام فرمایا جس کو انسان نہ سمجھ سکے۔ اچانک ان تیس ہاتھیوں نے پلٹ کر مشرکین پر حملہ کر دیا اور انہیں دوڑاتے ہوئے عمان کے دروازے تک پہنچا دیا۔ صرف ایک ہاتھی جس پر کنڈی سوار تھا اس نے آپ کا

حکم نہیں مانا۔ تمام ہاتھی واپس حاضر ہوئے اور ایسی گفتگو کی کہ تمام نے سنی اور ان ہاتھیوں نے عرض کی ہم سب حضرت محمدؐ کو جانتے ہیں وہ اللہ کے نائب ہیں مگر یہ سفید ہاتھی محمدؐ و آل محمدؐ کی معرفت نہیں رکھتا۔ حضرت سخت کڑکے جیسا کہ جنگوں میں مخالفین کے خلاف کڑکا کرتے تھے۔ سفید ہاتھی کانپنے لگا آپ نے ایک ضرب لگا کر اس ہاتھی کا سر جدا کر دیا اور اس پر سوار کنڈی غلام کو سر سے پکڑ لیا۔ جبرئیلؑ نے نبیؐ کو آگاہ فرمایا کہ آپؐ فصل پر تشریف لے جائیں اور علیؑ سے بلند آواز میں فرمائیں کہ اسے بخش دیجئے یہ آپ کے قیدی ہیں۔ علیؑ نے کنڈی کو چھوڑ دیا۔ کنڈی نے آپ سے عرض کیا مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا ذرا نظر اٹھا کر دیکھو سنا کون ہے۔ کنڈی نے دیکھا کہ رسول خدا اور آپ کے اصحاب مدینہ کی دیوار پر کھڑے ہیں، آپ نے کنڈی سے پوچھا کون ہے؟ کنڈی نے عرض کی رسول اللہ ہیں آپ نے فرمایا کہ کتنے فاصلے پر ہیں کنڈی نے عرض کی چالیس دن چلنے کی راہ پر ہیں۔ یہ معجزہ دیکھنے کے بعد کنڈی نے عرض کی یا ابوالحسن! آپ کا رب، رب تم ہے۔ آپ کا نبی، نبی کریم ہے۔ آپ اپنا دست مبارک آگے بڑھائیے میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے جلندی کو قتل کیا بے شمار مخلوق سمندر میں ڈوب کر مر گئی، بے شمار قتل ہوئے باقی مسلمان ہو گئے۔ حضرت نے قلعہ کنڈی کے سپرد کیا اور جلندی کی بیٹی کی شادی کنڈی سے کی اور کچھ مسلمانوں کو وہاں چھوڑ دیا تاکہ انھیں تعلیم دیں۔

سورج سے کلام

محمد بن مسلم اور جابر سے روایت ہے کہ سورج نے حضرت علیؑ سے سات

مرتبہ کلام کیا۔ پہلی مرتبہ سورج نے حضرت علیؑ سے اس طرح کلام کیا کہ اے مسلمانوں کے امام اللہ کے ہاں میری سفارش فرمائیے کہ وہ عذاب نہ دے۔ دوسری مرتبہ کہا کہ آپ مجھے حکم دیں کہ میں آپ کے دشمن کو جلادوں، میں ان کو ان کی پیشانیوں سے جانتا ہوں۔ تیسری مرتبہ بابل میں آپ سے اس وقت گفتگو کی جب آپ سے نماز عصر فوت ہو گئی تھی۔ امیر المومنین نے سورج سے مخاطب ہو کر فرمایا "اپنی جگہ سے پلٹ کر آجا۔" سورج نے لبیک کہا اور پلٹ کر آگیا۔ چوتھی مرتبہ حضرت علیؑ امیر المومنین نے فرمایا۔ "اے سورج تو نے کوئی میرا گناہ دیکھا ہے؟" خدا کے حکم سے سورج گویا ہوا اور عرض کی۔ "میرے رب کی عزت کی قسم اگر خدا آپ کی مانند تمام مخلوق کو پیدا کرتا تو دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔" پانچویں مرتبہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد جب نماز کے بارے میں اختلاف ہو گیا تو لوگوں نے حضرت علیؑ کی مخالفت کی اس وقت سورج نے کھلم کھلا کلام کیا۔ اور سورج نے کہا تھا۔ "حق علی کے لئے ہے، حق علی کے ہاتھ میں اور حق آپ کے ساتھ ہے" قریش و دیگر افراد نے ان باتوں کو سنا۔ چھٹی مرتبہ حضرت علیؑ نے سورج کو طلب کیا تھا اور وہ آپ کے لئے آب حیات کا پانی لے کر ایک برتن میں حاضر ہوا تھا اور آپ نے اس سے وضو کیا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟ سورج نے عرض کی میں روشن سورج ہوں۔ ساتویں مرتبہ حضرت علیؑ کی شہادت کے وقت سورج حاضر ہوا آپ نے سورج سے کلام کیا۔

سزا کے بعد

ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علیؑ کی خدمت میں

ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے چوری کی ہے جس کی سزا دے کر مجھے آپ پاک کر دیں۔ اس شخص نے امیر المومنین حضرت علیؑ کے سامنے اپنی چوری کا تین مرتبہ اقرار کیا۔ اس کے بعد آپ نے اس کا ہاتھ کلٹنے کا حکم فرمایا۔ ہاتھ کلٹنے کے بعد وہ شخص اپنا کٹا ہوا ہاتھ لیکر مجلس سے باہر آیا۔ راستے میں ابن عباسؓ سے ملاقات ہوئی آپ نے اس شخص سے پوچھا تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے۔ جواب میں اس شخص نے کہا میرا ہاتھ امیر المومنین و مہدی سید المرسلین - مولائے جملہ انس و جان غالب کل غالب جو اس مخلوق میں آنحضرتؐ کو سب سے پیارا ہے علی ابن ابی طالب نے۔ ابن عباسؓ نے کہا جس نے تیرا ہاتھ کاٹا ہے تو اسی کی اس قدر تعریف کرتا ہے۔ عرض کی وہ ذات میری تعریف سے بہت بلند ہے ان کی محبت میرے نس نس میں بسی ہوئی ہے۔ ابن عباسؓ اس شخص کو لیکر حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو کچھ اس شخص سے سنا تھا وہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا بعض دوست ہمارے ایسے ہیں کہ اگر ہماری محبت میں ان کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیئے جائیں تب بھی ان کے دل میں ہماری محبت کے سوائے کچھ خیال نہ گزرے گا اور بعض ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو شہید کیوں نہ چٹائیں مگر ان کا بغض ہمارے لئے اور زیادہ ہوگا۔ آپ نے اس شخص کا کٹا ہوا ہاتھ اٹھا کر کٹی ہوئی جگہ پر نصب کر دیا۔ اپنی چادر سے ڈھانپ کر چند پوشیدہ کلمات پڑھے، چادر اٹھائی تو اس شخص کا ہاتھ اصلی حالت میں ٹھیک ہو گیا۔ یہ شخص ہمیشہ آپ کی خدمت میں حاضر رہا اور جہاد میں بلا جرمہ حصہ لیتا رہا آخر یہ جنگ نہروان میں جہاد کرتا ہوا شہید ہوا۔ اس شخص کا نام اُفّ تھا۔

خشک انار کا درخت

ایک روز امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ایک خشک انار کے درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔ آپ کے ہمراہ آپ کے بہت سے دوست بھی تھے۔ آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”آج میں تمہیں ایک نشانی دوں گا۔“ حاضرین نے عرض کی: ”ہاں! آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”اس درخت پر نظر ڈالو۔“ سب نے اس درخت کی طرف دیکھا تو وہ درخت حرکت میں آگیا۔ دیکھتے دیکھتے وہ درخت سرسبز ہو گیا اس درخت پر اس قدر پھل لگے کہ حاضرین بے اختیار ہو کر کہنے لگے ہم نے ایسا درخت کبھی نہیں دیکھا اور نہ ایسا میوہ دیکھا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: ”تم سب باری باری اس درخت سے انار کو توڑو۔“ سب نے آپ کے حکم کے مطابق درخت سے انار توڑنا شروع کئے کچھ ہاتھوں میں انار آگئے اور کچھ ایسے بھی تھے کہ وہ اپنا ہاتھ بڑھاتے تو ہٹنی اور پٹی ہو جاتی۔ حاضرین تعجب سے حضرت امیر المومنین سے دریافت کرنے لگے: ”یا حضرت کچھ کے ہاتھ میں نہ آسکی اس کا سبب کیا ہے؟“

آپ نے فرمایا: ”جو میرے محب ہیں ان کے ہاتھ تو پہنچے ہیں اور جو میرے دشمن ہیں ان کے ہاتھ سے ہٹنی دور ہو گئی، بروز قیامت بھی ایسا ہی ہوگا۔ جو میرے محب ہوں گے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوں گے۔ جب وہ میوے کی خواہش کریں گے درخت خود بخود جھک جائیں گی اور جو دشمن ہوں گے وہ جنت کی چیزوں سے محروم ہوں گے۔“

کوفہ سے مدینہ

ہبیرہ بن عبدالرحمن سے منقول ہے کہ میں ایک دن کوفہ میں حضرت علیؓ امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا "اے ہبیرہ۔ تیرا دل اپنے اہل و عیال کی طرف مائل ہے جو مدینہ میں ہیں۔" میں نے عرض کی "یا امیر المومنین یہ حقیقت ہے۔" آپ نے فرمایا "نماز عشاء پڑھ کر میرے گھر کی چھت پر آجانا۔" میں نماز عشاء سے فارغ ہو کر سیدھا آپ کے گھر کی چھت پر گیا وہاں آپ تشریف فرما تھے، مجھے دیکھ کر فرمایا "اپنی آنکھیں بند کرلو۔" میں نے اپنی دونوں آنکھیں بند کر لیں پھر مجھ سے فرمایا "اب آنکھیں کھولو۔" میں نے جب اپنی آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو مدینے میں اپنے گھر کی چھت پر پایا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا "جا اپنے اہل کے پاس جا کر اپنا عہد تازہ کر لے اور واپس آجا۔" میں واپس آیا پھر آپ نے مجھ سے فرمایا "آنکھیں بند کر لے۔" میں نے آنکھیں بند کر لیں آپ کے حکم سے جب دوبارہ آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو کوفہ میں جناب امیر المومنین کی چھت پر پایا اور آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے ہبیرہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ایک جادوگر عورت ایک رات میں عراق سے ہندوستان جاتی ہے اور وہ باوجود کفر کے اس بات پر قادر ہے ہم ایمان دار ہو کر اس امر پر کس طرح قادر نہ ہوں اور معلوم ہوا ہے کہ آصف برخیا کے پاس کتاب خدا سے ایک علم تھا۔ وہ تخت بلقیس کو شہر سبا سے ایک مہینے کی راہ پر تھا۔ آنکھ تھپکنے میں سلیمانؑ کے پاس لے آیا میں خیر المرسلین کا وصی ہوں اور مجھ کو چاروں کتابوں کا علم ہے۔ کس طرح اپنی خواہش کے پورا کرنے پر قادر نہ ہوں۔

پتھروں کا موتی

حضرت علی امیر المومنین ایک دن اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد کوفہ میں تشریف لائے کہ ایک شخص آیا اور وہاں آکر کہا کہ مجھے سخت تعجب ہے کہ دنیا دوسروں کے پاس تو ہے اور تمہارے ہاتھ میں نہیں۔ حضرت علی نے اس شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا تو گمان کرتا ہے کہ ہم دنیا کو چاہتے ہیں اور ہم کو نہیں ملتی۔ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھا کر زمین سے چند چھوٹے چھوٹے پتھر اٹھائے آپ کے ہاتھ میں آتے ہی یہ پتھر بیش و بہا قیمتی موتیوں کی شکل میں تبدیل ہو گئے۔ آپ نے فرمایا اگر میں چاہتا تو ایسا ہی ہوتا یہ کہہ کر ہاتھوں سے یہ پتھر پھینک دیئے جو زمین پر گرتے ہی اپنے اصلی شکل کے پتھر بن گئے۔

یہودیوں کا مسخر اپن

راحت القلوب مصنفہ شیخ فرید کج شکر قدس میں تحریر ہے جس کو کوکب دری کے حوالے سے تحریر کیا جا رہا ہے۔ ایک دن چند یہودیوں نے آزمائش کے طور پر مسخرے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک فقیر کو حضرت علی امیر المومنین کے پاس یہ کہہ کر بھیج دیا کہ شاہ مرداں شیر یزداں تشریف لارہے ہیں۔ ان سے کچھ مانگ یہ تجھے ضرور دیں گے۔ اس فقیر نے حضرت علی سے اپنے فقر وفاقہ کا حال بیان کیا، اپنی ضرورت بیان کی کہ مجھے کچھ عنایت کر دیں۔ آپ نے اپنے پاس تلاش کیا مگر اپنے پاس کچھ نہ پایا آپ اپنے علم باطنی کی وجہ سے یہودیوں کے اس بد ارادے سے آگاہ ہوئے آپ نے اس فقیر سے فرمایا تجھے تیری مراد ضرور ملے گی۔ آپ نے سائل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر دس مرتبہ درود پڑھ کر دم کیا اور فرمایا اپنی مٹھی بند رکھنا۔ درودیش حضرت کے حکم کے مطابق

یہودیوں کے پاس گیا۔ انہوں نے آپ کا تمسخر اڑانے کے لئے اس درویش سے پوچھا۔ ”شاہ مردان نے تجھے کیا دیا؟“ درویش نے کہا انھوں نے کچھ دیا تو ہمیں البتہ دس مرتبہ میرے ہاتھ پر دروہ پڑھ کر دم کیا ہے اور مٹھی بند رکھنے کا حکم دیا ہے۔ یہودی نے کہا ”مٹھی کھول ہم بھی تو شاہ مردان کے دعویٰ کی کرامت دیکھیں“ درویش نے اپنی مٹھی کھولی تو یہ دیکھ کر سب یہودی حیران رہ گئے کہ اس مٹھی میں دس سرخ رنگ کے دینار ہیں۔ ان یہودیوں نے جب یہ آپ کا یہ معجزہ دیکھا تو سب یہودی اپنے خاندان سمیت مسلمان ہو گئے۔

قاتل کون ہے؟

زہرۃ الریاض اور احسن الکبار میں شمیم تمار سے مروی ہے کہ جس کو کوکب دری صفحہ ۳۶۸ کے حوالے سے تحریر کیا جا رہا ہے۔ ایک روز میں امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے ساتھ اصحاب کی ایک جماعت بھی موجود تھی کہ یکایک ایک شخص زرد عمامہ سر پر باندھے کمر میں تلوار لگائے حاضر ہوا اور بلند آواز میں کہنے لگا کہ تم میں کون شخص ہے جس نے تمام عمر میدان جنگ سے کبھی فرار نہیں کی، اپنی شجاعت سے دشمنوں کو زیر کیا، جس کی ولادت بیت اللہ میں ہوئی، جو اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ میں کمال کو پہنچا ہوا ہے، جو تمام غزوات میں محمد مصطفیٰ کا ناصر و مددگار رہا، عرب کے مشہور سورما عمرو بن عبدود۔ غزوہ مرہب کو قتل کیا۔ کون ہے جس نے در خیبر کو ایک حملہ میں اکھاڑا۔ امیر المومنین نے اس شخص کی گفتگو سنی اور فرمایا اے سعید بن الفضل وہ شخص میں ہوں پوچھ جو کچھ مجھ سے پوچھنا چاہتا ہے میں ہی ہوں۔ غم زدوں، یتیموں، اسیروں، خستہ دلوں کا مرہم میں ہی ہوں وہ شخص جس کے

اوصاف توریت، انجیل، زبور اور فرقان میں مرقوم ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تو ہی رسول خدا کا وصی اور اولیاء اللہ کا پیشوا ہے اور سید المرسلین کے بعد زمین و آسمان کی حکومت تیرے واسطے ہیں۔ فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا سوال کر جو تیرا جی چاہے۔ اعرابی نے آپ کی خدمت میں عرض کی میں ساٹھ ہزار مردوں کی طرف سے جن کو عقیقہ کہتے ہیں اہل بنی کر آیا ہوں اور ایک مردہ لایا ہوں جس کے قتل میں اختلاف ہے۔ اگر آپ اس مردہ کو زندہ کر دیں تو ہمیں تحقیقی طور پر معلوم ہو جائے کہ رسول خدا کے وصی اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ ابن شیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کوفہ کے لگی کوچوں میں منادی کرا دی جائے کہ جو کوئی علی بن ابی طالب کی کرامات جو حق تعالیٰ نے انھیں عطا کی ہے اس کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہے وہ کل نجف میں جا کر حاضر ہو۔ ابن شیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ کے حکم کے مطابق کوفہ میں منادی کر دی۔ دوسرے دن صبح کی نماز سے فارغ ہو کر جنگل کی طرف متوجہ ہوئے اہل کوفہ آپ کی رکاب میں تھے۔ جب آپ مقام مقررہ پر پہنچے تو اس اعرابی سے فرمایا اس جنازے کو حاضر کیا جائے۔ آپ کے سامنے جنازہ لایا گیا کپڑا ہٹا کر دیکھا کہ ایک جوان ہے جو تلواروں سے ٹکڑوں ٹکڑے کیا گیا ہے۔ آپ نے اس اعرابی سے فرمایا اس جوان کو قتل کئے کتنے دن گزر چکے ہیں؟ اعرابی نے عرض کی اکتالیس دن ہو چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کے خون کے طالب کون ہیں؟ اعرابی نے عرض کی قوم کے پچاس آدمی اس کے خون کے طالب ہیں۔ امیر المومنین نے فرمایا اس کو اس کے بچانے قتل کیا ہے جس کا نام حریث بن

حسان ہے اس نے اپنی لڑکی اس سے بیاہی تھی اس نے اس کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نکاح کر لیا۔ اس کی وجہ سے اس کے چچا نے اس کو قتل کیا ہے اعرابی نے عرض کی یا امیرالمومنین ہمارا بھی خیال بھی ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں لیکن میں اس پر راضی نہیں ہوں جب تک آپ اس مردہ کو زندہ نہ کر دیں اسی وقت آپ نے اہل کوفہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے اہل کوفہ بنی اسرائیل کی گائے اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم الانبیاء کے وصی سے بڑھ کر معظم نہیں ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت نے اس گائے کا ایک عضو اس مردے پر لگایا تھا جس کو قتل ہوئے ایک ہفتہ گزر چکا تھا۔ حق تعالیٰ نے اس کو زندہ کیا۔ میں بھی اپنا ایک عضو اس مردے پر لگاتا ہوں جو اس چیز سے جس کو بنی اسرائیل نے اس مقتول پر لگایا تھا آپ نے یہ فرما کر دایاں پاؤں اس مقتول پر لگا کر فرمایا۔ اے جوان اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ وہ جوان زندہ ہو گیا اور عرض کی میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔ امیرالمومنین نے فرمایا تجھ کو کس نے قتل کیا ہے اس نے جواب دیا کہ مجھے میرے چچا حریش بن حسان نے قتل کی ہے اور امیرالمومنین نے جو وجہ بیان فرمائی تھی اس شخص نے وہی وجہ بیان کی۔ جب تمام حضرات نے یہ عجیب و غریب واقعہ مشاہدہ کیا تو تمام حضرات جناب امیرالمومنین کی مدح و ثنا کرنے لگے بعد ازاں امیرالمومنین نے فرمایا اے اعرابی تم جاؤ اپنی قوم کو اس چشم دید واقعہ کی خبر دو۔ انہوں نے عرض کی یا امیرالمومنین ہم نے خدا سے عہد کیا تھا کہ جناب کی خدمت میں جدا نہ ہوں گے یہ لوگ آپ کی خدمت اقدس میں رہے یہاں تک کہ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔

یہودی کا مال

امیر المومنین حضرت علیؑ اپنے دور خلافت میں ایک روز بازار کوفہ سے گزر رہے تھے آپ نے ایک یہودی کو دیکھا جو اپنے سر پر ہاتھ مار مار کر کہہ رہا تھا۔ اے مسلمانوں تم جاہلیت کے طریق پر عمل کر رہے ہو۔ تم اسلام کا باقاعدہ نہیں برتنے۔ یہودی کی آواز سن کر جناب امیر المومنین نے فرمایا "اے یہودی تجھے مسلمانوں سے کیا تکلیف پہنچی ہے جو اس طرح کی باتیں کر رہا ہے یہودی نے جواب دیا کہ میں سوداگر ہوں میں ساٹھ گدھے مال اور اسباب سے لادے ہوئے تھے۔ جب میں فلاں مقام سے گزرا تو رہزن میرا تمام اسباب لوٹ لے گئے۔ جناب امیر نے یہودی سے فرمایا گھبراؤ ہمیں تمہارا مال ضائع نہ ہوگا اور اپنے غلام قنبر کو حکم دیا کہ کھوڑا لیکر آؤ۔ اس نے آپ کے لئے سواری کا انتظام کیا اور اس یہودی کو لے کر ایک جماعت کے ساتھ اس مقام پر پہنچ گئے جہاں سے اس یہودی کا مال گم ہو گیا تھا۔ آپ نے زمین کے اس ٹکڑے پر چابک سے ایک خط کھینچا اور فرمایا سب لوگ اس خط کے اندر آ جاؤ اس مقام سے باہر نہ ہونا ورنہ جن تمہیں لے اڑیں گے۔ سب لوگ اس خط میں لگے۔ آپ نے بلند آواز میں فرمایا "اے جنوں خدا کی قسم اس یہودی کا مال اگر تم نہ لے کر آئے تو تمہارے اور میرے درمیان جو عہد ہوا ہے وہ ٹوٹ جائے گا اور میں تمہیں ذوالفقار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔" یہ آواز سننے ہی جن پکاراٹھے "اے وصی خیر المرسلین ہم خدا اور رسول کے فرماں بردار ہیں آپ کے اطاعت گزار ہیں۔ ہماری تقصیر معاف فرمائیں۔ آپ کے حکم سے یہودی کے گم شدہ ساٹھ گدھے مع اسباب کے نمودار ہوئے۔ امیر المومنین نے ان کو یہودی کو حوالے

کر کے فرمایا اپنا اسباب دیکھ لو سب کچھ وہی ہے یا کچھ کم ہے۔ یہودی نے اپنا اسباب دیکھنے کے بعد عرض کی یا امیر المومنین تمام مال بدستور قائم ہے یہودی نے جب اپنا گم شدہ مال آپ کے حکم سے پل بھر میں اپنے سامنے پایا تو یہودی فوراً مسلمان ہو گیا۔

گستافی کا انجام

ابن ابیاب سے منقول ہے کہ خالد بن عبد الملک مروانی جو شام کا حاکم تھا۔ مجھ کو خط لکھ کر بلایا تاکہ میں جناب امیر کی شان میں گستافی کروں میں اس بات سے واقف ہو کر بھاگ گیا اور ابن صفوان جو ابو خلف کی اولاد سے تھا۔ مجھ سے کھوڑا طلب کیا تاکہ خالد کے پاس جا کر جناب امیر المومنین کی شان میں گستافی کرے۔ مگر میں نے اسے کھوڑا نہ دیا۔ وہ چار میل پیدل چل کر مدینہ پہنچا اور خالد کے حق میں منبر پر جا کر قبلہ کی طرف رخ کر کے حضرت علیؑ امیر المومنین کی شان میں گستافی کرنے لگا اور کہا اے خداوند محض تیری اور تیرے رسولؐ کی محبت کے خاطر میں حضرت علیؑ پر سب کرتا ہوں۔ راوی بیان کرتا ہے ایک شخص مسجد میں بیٹھا تھا اس پر نیند کا غلبہ ہوا اس نے خواب میں دیکھا کہ قبر رسولؐ شکافتہ ہو گئی اور اس میں سے ایک ہاتھ باہر نکلا آواز آئی اگر تو جھوٹ کہتا ہے تو خدا کی لعنت تجھ پر ہو اور خدا تجھے اندھا کرے۔ ابن صفوان اندھا ہو کر منبر سے اترا اور اپنے بیٹے سے کہا اٹھ مجھے کوئی چیز دے مجھے کچھ دکھائی نہیں دے رہا اس پر تکیہ کروں۔ اس کا بیٹا جب اس کو باہر لایا تو اس نے اپنے بیٹے سے پوچھا کوئی بلا لوگوں کو پہنچی ہے یا کوئی ظلم ظاہر ہوا ہے۔ لڑکے نے جواب دیا "اے باپ یہ تیرے جھوٹ کی سزا ہے جو تو نے منبر

رسول پر جا کر کہا ہے اور تو نے اس شخص کی توہین اور اس کی شان میں گستاخی کی ہے جس کی دوستی خدا اور رسول کے حکم سے تمام مومنوں پر فرض ہے۔ ابن صفوان زندگی بھر اندھا رہا اسے کچھ نہ نظر آتا۔ اسی حالت میں اس کی موت واقعہ ہو گئی۔

مدینہ میں زلزلہ

حسین بن عبدالرحیم سے منقول ہے کہ ایک دن میں سلیمان شادگان کے پاس گیا۔ مجھ سے پوچھا کہاں سے آرہے ہو میں نے جواب دیا کہ فلاں فقیہہ کی مجلس سے آرہا ہوں۔ مجھ سے پھر پوچھا کہ وہاں کیا ذکر ہوا ہے میں نے جواب دیا کہ حضرت علیؑ امیر المومنین کی بعض مناقب کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس کے جواب میں سلیمان نے مجھ سے کہا کہ میں حضرت علیؑ کی ایک ایسی فضیلت بیان کروں جو میں نے ایک قریشی سے سنی ہے جسے سن کر سب آپ کا نام لیں گے سلیمان نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں قبرستان بقیع حرکت میں آیا۔ لوگوں نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں فریاد کی آپ لوگوں کی جماعت کے ساتھ مدینہ سے باہر آئے تاکہ خدا کے حضور میں دعا کریں جس سے اہل مدینہ کو پریشانی سے نجات مل سکے۔ آپ نے دعا فرمائی خدا اہل مدینہ کو اس زلزلہ سے امان فرما مگر زلزلہ جوں کا توں رہا پھر آہستہ آہستہ زلزلہ بڑھ گیا اور مدینہ شہر کی دیواروں کے قریب آگیا۔ اہل مدینہ سخت پریشان ہوئے انھوں نے انتہائی اضطراب و پریشانی کے عالم میں یہ فیصلہ کیا کہ مدینہ شہر سے کوچ کیا جائے۔ حضرت عمرؓ مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر ایک جماعت کے ساتھ امیر المومنین حضرت علیؑ کے پاس گئے آپ نے کہا ابوالحسن زلزلہ پیدا ہو گیا ہے

جس سے شہر ویران ہو رہا ہے آپ جلد توجہ فرمائیں تاکہ اہل مدینہ کی مشکل آسان ہو جائے۔ حضرت علیؑ نے تمام حالات سن کر فرمایا اصحاب رسولؐ سے سو آدمی حاضر ہوں جب وہ حاضر ہوئے تو ان حضرات میں دس حضرات جن میں سلمان فارسیؓ، ابوذر غفاریؓ، حضرت یاسر حبیبیؓ حضرات کو منتخب کر کے اپنے ساتھ لیکر اور اہل مدینہ کی جماعت بھی آپ کے پیچھے بقیع میں پہنچے آپ نے ان سب حضرات کے سامنے زمین پر تین مرتبہ پاؤں مار کر فرمایا۔ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ فوراً زلزلہ ساکن ہو گیا لوگ زلزلہ کے ساکن ہوتے ہی جناب امیر کو جھولی پھیلا پھیلا کر دعائیں دینے لگے اور ہنسی خوشی سب اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا میرے بھائی محمد مصطفیٰؐ نے مجھ کو لوگوں کے اس حالت اور زلزلہ کی خبر دی تھی۔

منافقوں کی سازش

حضرت امام حسن عسکریؑ سے مروی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے غزوہ تبوک کی طرف توجہ فرمائی۔ جناب امیر المومنینؑ حضرت علیؑ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ منافقوں نے جب دیکھا کہ آپ دونوں بھائی آپس میں جدا ہیں۔ ان دونوں کو فنا کر دینا آسان ہو گا۔ چند بد بختوں نے جناب امیر کے راستے میں ایک گہرا کنواں کھود کر خس و خاشاک سے ڈھانپ دیا اور جو دوسرے منافق آنحضرتؐ سرکارِ دو جہاں کے ہمراہ تھے انہوں نے چودہ شخصوں کو سیاہ لباس پہنا کر عقبہ کے سر پر بٹھا دیا اور کنکروں سے بھرے ہوئے مٹکے ان کے حوالے کئے تاکہ وہ اوپر سے لڑھکا کر سرورِ کائنات کے ناقہ کو بھڑکا دیں۔

جبریل نے ان منافقوں کی سازش سے آنحضرتؐ کو آگاہ فرمایا۔ جب حضرت علیؑ امیرالمومنینؑ کچھ مومنوں کو لیکر آنحضرتؐ کے استقبال کے لئے اس کنوئیں پر پہنچے جو منافقوں نے آپؐ کو گرانے کے لئے کھودا تھا اس وقت آپؐ کے کھوڑے نے اپنی زبان سے اس کنوئیں کے خطرہ سے آپؐ کو آگاہ فرمایا۔ آپؐ نے جواب میں فرمایا تو چل کنواں خود زمین کے برابر ہو جائے گا۔ آپؐ بڑے اطمینان سے اس کنوئیں کو عبور کر گئے منافقین گھات میں لگے تھے مگر یہ دیکھ کر ہلکے بکے رہ گئے کہ جناب کا کھوڑا بڑے آرام سے اس کنوئیں کو پار کر گیا۔ جناب امیرالمومنینؑ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کوڑا کرکٹ صاف کر دو چونکہ آنحضرتؐ سرکارِ دو جہاں تشریف لارہے ہیں جب تنگے ہٹائے گئے تو ایک گہرا کنواں نمودار ہوا۔ حضرت علیؑ نے اپنے کھوڑے سے پوچھا یہ کنواں کس نے کھودا ہے اور کس کے حکم سے کھودا گیا ہے۔ جواب میں تین آدمیوں کے نام لئے آپؐ کے ساتھیوں نے عرض کی یا امیرالمومنینؑ آنحضرتؐ کو بھی خبر کر دیں آپؐ نے جواب دیا انھیں حق تعالیٰ نے بذریعہ وحی ان کو خبردار کیا ہے۔ آنحضرتؐ نے اپنے صحابہ سے فرمایا جبریلؑ نے منافقوں کے اس مکر سے مجھے خبر دی ہے جو انھوں نے مدینہ میں علیؑ بن ابی طالب کے ساتھ کیا ہے خدا نے ان کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا ہے۔ مگر مخالفوں نے یقین نہ کیا اور یہ گمان کیا کہ علیؑ وفات کی خبر پہنچ گئی ہے جو ہم سے چھپائی جا رہی ہے اس اثناء میں حضرت علیؑ امیرالمومنینؑ اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا ان منافقوں نے ان باتوں کو جادو سمجھا اور کہا معاذ اللہ محمدؐ اور علیؑ دونوں جادو میں پوری مہارت رکھتے ہیں

اور وہ جودہ شخص جو عقبہ کی چوٹی پر کنکروں سے بھرے ہوئے مٹکے لئے بیٹھتے تھے۔ آنحضرت کے حکم سے عمار بن یاسر نے ان کے اونٹوں کی مہار کھول دی ان اونٹوں نے انھیں اس چوٹی سے نیچے گرا دیا ان کے اعضا زخمی ہو گئے جب تک یہ منافق زندہ رہے اس وقت تک ان کے زخم اچھے نہ ہوئے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ ان کے مکرو فریب کی علامت ہے۔

لشکر کی شکایت

کفایت المومنین میں مرقوم ہے کہ جنگ صفین میں حضرت علی امیر المومنین کے لشکر کو قیام کئے ہوئے بہت زیادہ مدت ہو گئی تو اہل لشکر نے بھوک کی زیادتی اپنی خوراک اور جانوروں کے چارے کی کمی کی شکایت کی۔ یا امیر المومنین ہمارے پاس ایک روز کا کھانا اور جانوروں کے لئے ایک رات کا بھی کھانا باقی نہیں رہا اس وجہ سے ہم پریشان و بے قرار ہو رہے ہیں۔ آپ نے لشکر کی شکایت سماعت فرمائی دوسرے صبح آپ نماز فجر کے بعد آپ ایک بلند ٹیلے پر تشریف لے آ گئے اور بارگاہ الہی میں لشکر کی خوراک کی اور مویشیوں کے چارے کی اور خوراک کی توسیع و توقیر کے واسطے دعا فرمائی۔ دعا فرمانے کے بعد آپ ٹیلے سے نیچے اتر کر اپنی قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئے راوی بیان کرتا ہے کہ ابھی آپ اپنی قیام گاہ تک بھی نہ پہنچے تھے کہ ایک قافلہ غیب سے وہاں پہنچا ان کے پاس فروخت کے لئے گوشت آنا فرما سہلے ہوئے کپڑے مویشیوں کے لئے چارا اور دیگر ضروریات انسانی کا سامان تھا جس سے اہل لشکر اور مویشیوں کی تمام ضروریات پوری ہو گئیں۔ اور تمام لشکر اپنی ضروریات سفر کا تمام اسباب خرید چکے تو یہ قافلہ صفین سے جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔ بعد ازاں کسی کو نہ معلوم ہوسکا کہ یہ قافلہ کہاں سے آیا تھا اور کہاں روانہ ہو گیا۔

کتے کی صورت

کفایتہ المؤمنین میں مرقوم ہے کہ ایک خارجی اور ایک مومن کے مقدمے کے فیصلے کے لئے دونوں کو امیر المؤمنین حضرت علیؑ کی خدمت میں پیش کیا گیا مقدمہ کی تمام کارروائی کے بعد مومن کا حق پر ہونا ظاہر ہو گیا اس پر خارجی برہم ہوا اور کہا کہ یا علیؑ آپ نے عدالت کی رو سے فیصلہ نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا! اے دشمن خدا تو اس فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتا جو خدا اور اس کے رسولؐ سے ظاہر ہے۔ اے خارجی سنع ہو جا۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ کلام جاری ہوا تو یہ خارجی فوراً کتے کی شکل میں تبدیل ہو گیا اور کپڑے اپنے بدن نجس سے اتار دیئے۔ جب یہ معجزہ خارجی نے دیکھا تو اضطراب اور گریہ وزاری کرنے لگا اور حسرت سے آنسو بہانے لگا۔ جناب امیر کو اس کی حالت پر ترس آ گیا اور اس کے حق میں دعا فرمائی تو یہ خارجی اپنی اصلی حالت میں آ گیا۔ اس وقت جناب علیؑ ابن ابی طالب امیر المؤمنین نے فرمایا آصف بر خیا جو سیلمان کا وصی تھا۔ تخت بلقیس لانے پر قادر تھا جس کا ذکر خدا تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے (اس شخص جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا کہا کہ میں اس تخت کو آنکھ بھپکنے سے پہلے تیرے پاس لے آؤں گا) آیا خدا کے نزدیک حضرت سلیمان افضل ہیں یا محمد مصطفیٰؐ؟ حاضرین نے عرض کی خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰؐ افضل ہیں۔ فرمایا اس ہستی کے وصی سے ایسا معجزہ ظاہر ہو تو کچھ تعجب کا مقام نہیں۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کی یا امیر المؤمنین آپ کو معاویہ کے ساتھ جنگ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کو بھی ایک اشارے سے کتے کی صورت کر دیتے آپ نے اس کے جواب میں یہ آیت کہ ہمہ تلاوت فرمائی۔

(ترجمہ)..... ان لوگوں کے عذاب سے وعقاب میں جلدی نہ کر کیوں کہ ہم نے ان کے لئے خوب طرح کے عذاب تیار کر دیئے ہیں۔

مشرک کا انکار

سید علی واعظ سے مروی ہے کہ سرور کائنات کی وفات کے بعد ایک روز امیرالمومنین حضرت علیؑ مسجد میں وعظ فرما رہے تھے کہ اے مسلمانوں آنحضرت اس دنیا سے کوچ فرما چکے ہیں۔ میں ان کا قائم مقام نائب ہوں جو بھی تم کو مشکل آنے اس کا حل کرنے کے لئے میری طرف متوجہ ہو کیونکہ پوشیدہ باتیں مجھ پر ظاہر ہیں۔ عیب کا حال مجھ پر روشن ہے۔ میں علوم انبیاء کا وارث ہوں مجھے نبی آنحضرتؐ نے اپنے علوم کا محافظ قرار دیا ہے۔ آسمان و زمین کے راز میں جانتا ہوں۔ سب کا علم مجھے ہے اس مجمع میں ایک مشرک بھی بیٹھا تھا جو کہ قارون کا خزانہ رکھتا تھا۔ کثرت مال کی وجہ سے بڑا مغرور تھا۔ جب حضرت کا یہ کلام سنا تو دل سے انکار کیا۔ مسجد سے باہر نکلا ہی تھا غضب الہی کا شکار ہوا۔ حکم خدا اس کی شکل مسخ ہو گئی اور وہ مشرک کتا بن گیا۔ جب اپنا یہ حال دیکھا تو بڑا پشیمان ہوا اور مسجد میں واپس گیا تاکہ امیرالمومنین اپنی نظر عنایت سے واپس حقیقی صورت میں تبدیل کر دیں۔ جب یہ مسجد میں داخل ہوا تو مسلمانوں نے اسے دھتکار کر مسجد سے باہر نکال دیا۔ یہ اپنے گھر کی طرف پلٹا اور اپنے قیمتی بستر پر جا کر آرام کرنے لگا۔ جب اس کی بیوی نے دیکھا کہ اس کے شوہر کی خواب گاہ میں کتا بیٹھا ہوا ہے تو اس نے اپنی باندیوں کی مدد سے اس کتے کو گھر سے باہر نکال دیا اور خوب ڈنڈوں سے اس کی پٹائی کی تاکہ واپس نہ آئے۔ جب باہر میدان میں پہنچا تو محلے کے کتوں نے اس پر حملہ،

کیا خوب دانت مارے لاچار ہو کر اس کتے نے جنگل کا رخ کیا اور پھر جنگل میں پھر مار رہا۔ کوئی چیز کھانا چاہتا مگر اس کے حلق سے نہ اترتی اور نہ خدا اسے موت دیتا۔ اس جنگل میں ایک ریت کا ٹیلہ تھا رات دن اس ٹیلے کے چکر لگاتا۔ برف، برسات، گرمی، سردی کی مصیبتیں جھیلتا۔ جب یہ منافق کتابن کر گم ہو گیا تو اس کے خاندان والوں کو بڑی لکڑی ہوئی اس کے قبیلے کے افراد اس کی تلاش میں نکلے۔ مگر اپنی تمام تر کوششوں باوجود بھی اس کو تلاش نہ کر سکے۔ جب اس کا کہیں نام و نشان نہ ملا تو آخر اس کے قبیلے کے افراد نے بھی خیال کیا کہ دشمنوں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ اس طرح اس کی موت کا سوگ منایا گیا۔ اس دشمن خدا کے گھر میں ایک عورت تھی جو ہنایت ایماندار جس کا دل محدود آل محمد کی محبت سے مالا مال تھا اور تھی بھی ہنایت خوبصورت و جوان وہ حسین عورت اپنے شوہر کے ماتم میں سیاہ پوش ہوئی اور سات سال تک اس لباس میں رہی اور لگاتار اپنے شوہر کی مفارقت میں آنسو بہاتی۔ ہر چند دیگر عورتوں نے آنسو بہانے سے منع کیا اور کہا کہ تیرے ایک ایک بال کے عوض تجھے شوہر مل سکتے ہیں۔ یہ عورت ان عورتوں کی باتوں سے اور غم زدہ ہوئی تو شاہ ولایت شاہ مرداں کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میں ایک مشکل میں آن پڑی ہوں جس کا غم مجھے کھائے جا رہا ہے حضرت علیؑ اس عورت کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے اے خاتون تو اپنی مشکل بیان کر تاکہ میں تیری مدد کر سکوں اور تیری مشکل کو آسان کر کے تجھے اس غم سے نجات دلا سکوں۔ اس عورت نے عرض کی میرا شوہر سات سال قبل تہنا گھر سے روانہ ہوا تھا جواب تک واپس نہیں آیا جس کی ہر ممکن تلاش کی گئی مگر اب

تک کوئی اس کا حال معلوم نہیں۔ امیرالمومنین نے اس عورت کے حالات سننے کے بعد فرمایا اے عورت تیرا شوہر زندہ ہے لیکن ہنایت بد حال اور پریشان ہے تو جا اور گھر جا کر کھانا تیار کر اپنے محرموں کو ہمراہ لے اور کھانے کے کھاناں پر ایک ٹیلہ لے گا اس مقام پر تجھے تیرا شوہر مل جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کی خبر پا کر بہت خوش ہوئی فوراً اپنے گھر پلٹی۔ گھر جا کر اچھے اچھے کھانے تیلہ کئے۔ کھانے ساتھ لیکر چند محرموں کے ہمراہ اس مقام پر پہنچی تو اسے ایک ٹیلہ نظر آیا چاروں طرف نظر دوڑائی مگر ویرانہ میں کسی شخص کو نہ دیکھا ایک طرف سے ایک کتا کھائی دیا جو کمزوری کی وجہ سے ٹیلہ پر چڑھ نہیں سکتا تھا۔ عورت کتے کے پاس آئی کتا عورت کے قدموں میں لیٹ گیا اور کمزوری سے بے ہوش ہو گیا۔

اپنے ملازموں سے کہا کہ اس کو کھانے کے لئے کچھ دیا جائے جب عورت نے ترس کھا کر اس کتے کو حلو کھانے کو دیا مگر کمزوری کی وجہ سے کتا کھانہ سکا۔ اس عورت نے اپنے ہاتھ سے پانی کا پیالہ اس کتے کو پلانا چاہا تو اس پانی کے پیالے میں سیاہ خاک نمودار ہوئی۔ یہ دیکھ کر عورت مزید حیران ہوئی اور کہنے لگی اے خالق ارض و سما میں نہیں جانتی کیا بات ہے مجھ کو امیرالمومنین نے فرمایا تھا کہ وہاں تجھے تیرا شوہر ملے گا میں ان کے فرمانے کے مطابق اس جنگل میں آئی مگر یہاں اس کتے کے سوا کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ اور مجھے یقین ہے اس بزرگ وار کا قول کبھی خلاف نہیں ہوتا۔ بعد ازاں وہاں سے روانہ ہوئی اور امیرالمومنین کی خدمت میں اپنی ناکامی و حسرت بیان کی تب امیرالمومنین نے فرمایا وہ کتا ہی تیرا شوہر ہے عورت نے جب یہ بات سنی تو پریشان ہوئی اور

جواب امیر کے پاؤں پر گر پڑی۔ درد بھرے انداز سے عرض کی تب امیر المومنین نے فرمایا کہ تیرا شوہر مشرک تھا۔ اس نے خدا اور رسولؐ سے دشمنی کی اور میری ولایت میں شک کیا۔ خدا تعالیٰ نے اسے مسخ کر دیا۔ عورت نے فریاد کی "یا امیر المومنین میرے شوہر کو اصلی صورت میں دکھا دیں۔" فرمایا "اس کتے کے گلے میں رسی ڈال کر میرے پاس لا۔" یہ سن کر عورت بے حد خوش ہوئی۔ کتا آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ خجالت اور شرم کے مارے اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ امیر المومنین نے دعا فرمائی۔ کتا فوراً اصلی صورت میں تبدیل ہو گیا۔ اس شخص نے امیر المومنین سے معافی چاہی اور عرض کی میں نے آپ کی ولایت پر شک کیا اور اپنے کیے کی سزا پائی۔ اب میں شرک سے میزار ہوں میرے حال پر لطف و کرم فرمائیے اور ہدایت کی راہ دکھائیے۔ آپ نے اسے معاف فرمایا اور اس کو ایمان کی تعلیم فرمائی وہ شخص دین محمدیؐ پر ایمان لایا اور اہل یقین میں داخل ہو گیا۔

(بحوالہ کوکب دری صفحہ ۳۹۳ تا ۳۹۴)

پانچ سو درہم

ایک مرتبہ حضرت علیؑ امیر المومنین ایک جنگ پر تشریف لے جانے لگے تو ایک شخص نے عرض کیا یا مولا ہمارے لشکر کی تعداد بہت کم ہے آپ نے فرمایا تمہارے دل میں جو شک گزرا ہے اسے دور کر کل ہمیں تین جتھہ ملیں گے ہر جتھہ کی تعداد ۱۲ ہزا ہوگی۔ وہ شخص صبح سیرے ایک بلند ٹیلے پر بیٹھ گیا۔ ایک ایک لشکر کو شمار کیا تو تعداد امیر المومنین کے حکم کے مطابق پوری تھی وہ شخص اس جنگ کے حالات بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

کہ میں نے تینوں جتھوں کو دیکھا ان کی تعداد آپ کے حکم کے مطابق تھی اس کے بعد حضرت علیؑ امیر المومنین نے فرمایا کل ہماری ان سے جنگ ہوگی جنگ کے خاتمہ پر ہم فخیاب ہوں گے ان کے مالوں کی تقسیم ہوگی ہر ایک کے حصہ میں پانچ سو درہم آئیں گے دوسرا دن آیا آپ نے لشکر سے فرمایا تم اپنی طرف سے لڑائی میں پھل نہ کرنا۔ ہم سب نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ اس کے بعد جنگ شروع ہوئی اور اس جنگ میں حضرت علیؑ کو فتح حاصل ہوئی۔ بہت سارا سامان لشکر کے ہاتھوں میں آیا۔ یہ مال سب کو برابر برابر تقسیم کیا گیا دریافت کیا گیا کہ کتنا مال ہر ایک کے حصہ میں آیا ہے جواب ملا سب کو پانچ سو درہم آئے ہیں اور ابھی دو ہزار درہم باقی بچ گئے ہیں آپ نے فرمایا یہ دو ہزار درہم میرا، حسن، حسین، اور محمد حنفیہ کا حصہ ہیں۔ جناب نے جیسا ارشاد فرمایا تھا اس کے مطابق سب کو پانچ سو درہم ملے ہیں۔

علی کا حکم

بہیل بن حنیف بیان کرتے ہیں کہ ایک جنگ کے موقع پر معاویہ نے دریا کے گھاٹ پر قبضہ جمالیا اور اپنے لشکر کو سختی سے حکم دیا کہ پانی کا ایک قطرہ بھی فوج علیٰ حاصل نہ کر سکے۔ امیر المومنین حضرت علیؑ نے اپنے مایہ ناز سپہ سالار مالک اشترؓ کو حکم دیا کہ جو لوگ دریا کے گھاٹ پر قبضہ جمائے بیٹھے ہیں انھیں کہو کہ علیؑ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ گھاٹ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ مالک اشتر اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ گئے اور وہاں پہنچ کر علیؑ کا حکم سنایا چنانچہ وہ ہٹ گئے۔ امیر المومنین کے آدمی گھاٹ کے اندر گئے اور پانی لے کر اپنے مورچوں پر لوٹ آئے۔ اس بات کا علم معاویہ کو ہوا۔ اس نے گھاٹ کے نگرانوں کو طلب کیا اور ان سے گھاٹ چھوڑنے کی وجہ دریافت کی۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس عمرو بن عاصؓ (جو کہ معاویہ کے عاصِ آدمی تھے) آئے تھے انہوں نے کہا کہ تمہیں امیر معاویہ حکم دیتے ہیں کہ گھاٹ چھوڑ دو اس بات پر امیر معاویہ عمرو بن عاصؓ سے ناراض ہوئے کہ کام تم خود کرتے ہو اور نام میرا لیتے ہو۔ دوسرے دن امیر معاویہ نے جمل بن عتابؓ کی کمان میں پانچ ہزار سپاہی دے کر گھاٹ کا نگر اس مقرر کیا۔ امیر المومنین حضرت علیؑ نے مالک اشترؓ سے فرمایا، جمل سے کہو علیؑ تمہیں حکم دیتے ہیں گھاٹ چھوڑ دو مالک اشتر نے ایسا ہی کیا۔ جمل نے گھاٹ چھوڑ دیا۔ امیر المومنین کے سپاہی اپنی ضرورت کے مطابق پانی لیکر واپس پہنچے۔ امیر معاویہ کو اس کی اطلاع ملی تو جمل کو طلب کیا کہ تم نے گھاٹ کیوں چھوڑا، جمل نے جواب دیا آپ کے فرزند یزیدؓ آئے تھے اور مجھے آپ کا نام لیکر کہا کہ آپ کی طرف سے حکم ہے کہ گھاٹ چھوڑ دیا جائے۔

معاویہ نے یزید کو طلب کیا، دریافت کرنے پر سچہ چلا کہ یزید تو وہاں گیا ہی نہیں۔ امیر معاویہ سخت پریشان ہوئے آخر انہوں نے حکم دیا کہ کل کوئی بھی شخص آئے، کسی طرح بھی اس کی بات نہ ماننا اگرچہ میں خود بھی کیوں نہ آجاؤں جب تک اس سے میری انگوٹھی نہ لے لو اپنی جگہ نہ چھوڑنا۔ جمل معاویہ کی طرف سے سخت حکم سننے کے بعد پہلے بے بھی زیادہ سواروں کو ساتھ لے کر گھاٹ کی نگرانی کرنے لگا اور دل میں سوچ لیا کہ جب تک امیر معاویہ کی انگوٹھی نہ لے لوں گا اس وقت تک گھاٹ نہیں چھوڑوں گا۔ امیر المومنین حضرت علیؑ نے مالک اشتر کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ جمل سے جا کر ہو کہ علیؑ حکم دیتے ہیں کہ گھاٹ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ مالک اشتر نے جمل کو حکم دیا وہ گھاٹ سے علیحدہ ہو گیا۔ مالک اشتر کے ساتھیوں نے پانی بھرا اور سب واپس پلے۔ معاویہ کو اس کی اطلاع ملی۔ اس نے جمل کو طلب کیا۔ جواب طلبی پر جمل نے اس کی انگوٹھی اسے دکھائی تو اس نے انگوٹھی پر ہاتھ مارا اور کہا یہ میری ہی انگوٹھی ہے اور کہا کہ یہ علیؑ کی معجزے میں سے ایک معجزہ ہے۔

آل نوح کا ایک سوال

کتاب علوی بصری میں ہے کہ یمن کی ایک جماعت آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؐ کی خدمت میں عرض کی، ہم گزشتہ امتوں کے بقایا لوگ ہیں جو آل نوح سے تعلق رکھتے تھے۔ ہمارے نبی کا ایک وصی تھا جس کا نام سام تھا اس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ہر نبی کا ایک معجزہ ہوتا ہے اور اس کا ایک وصی بھی ہوتا ہے جو اس کا نائب ہوتا ہے آپؐ کے وصی کون ہیں؟ آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کیا۔ اس جماعت نے

عرض کی یا محمد اگر ہم علی سے اس بات کا سوال کریں کہ ہمیں سام بن نوح دکھلا دیں تو کیا آپ ایسا کر سکتے ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا، ہاں اللہ کے حکم سے ایسا ہو سکتا ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا اے علیؑ ان کے ساتھ مسجد میں چلے جاؤ۔ محراب کے پاس زمین پر پاؤں مارو۔ حضرت علیؑ ان لوگوں کے ساتھ مسجد میں گئے۔ محراب رسول اللہؐ میں پہنچ کر جو مسجد کے اندر تھا دو رکعت نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد زمین پر پاؤں مارا۔ زمین پھٹی اور اندر سے قبر پھر تابوت ظاہر ہوا۔ تابوت کے اندر سے ایک بزرگ کھڑے ہوئے ان کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ وہ سر اور داڑھی سے مٹی جھاڑ رہے تھے۔ یہ بزرگ خدا کے حکم سے گویا ہوئے حضرت علیؑ کو سلام کیا اور کہا اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمدؐ رسول اللہ میں سام بن نوحؑ گواہی دیتا ہوں خدا کے سوائے کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ محمدؐ اللہ کے رسول اور رسولوں کے سردار ہیں۔ آپ علیؑ ہیں محمدؐ کے وصی اوصیا کے سردار۔ میں نوحؑ کا فرزند سام ہوں۔

اس جماعت نے اپنے صحائف کھولے۔ اس بزرگ کو ویسا پایا جیسا ان کے صحائف میں اس کے اوصاف بیان کئے تھے۔ اس جماعت کے لوگوں نے حضرت علیؑ کی خدمت میں عرض کی اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ (سام) اپنے صحائف میں سے کوئی سورۃ تلاوت کرے۔ حضرت سام نے پڑھنا شروع کیا حتیٰ کہ ایک سورہ ختم ہو گیا۔ پھر سام نے علیؑ پر سلام کیا اور پہلے کی طرح سو گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے زمین آپس میں مل گئی۔ اس حقیقت کو جماعت کے تمام افراد نے جب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو ان سب نے بیک وقت کہا اللہ کا دین

اسلام ہے اور تمام لوگ مسلمان ہو گئے۔

(بحوالہ عمدۃ المطالب، جلد اول)

نماز عصر اور سورج

اصول کافی میں حضرت حسین بن علی کی روایت ہے کہ جب امیر المومنین حضرت علی نہردان کی جنگ سے واپس ہوئے اس وقت بغداد شہر کی بنیاد نہیں پڑی تھی وہاں آپ نے ایک مقام پر نماز ادا فرمائی۔ نماز کے بعد آپ اس مقام سے روانہ ہوئے۔ بابل کی سرزمین میں داخل ہوئے اس وقت نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا۔ لشکر کے بعض افراد نے کہا کہ نماز کا وقت ہو چکا ہے یہاں نماز ادا کرنا مناسب ہے۔ جواب میں آپ نے فرمایا یہ زمین تین مرتبہ پہلے بھی تباہ ہو چکی ہے جو تھی مرتبہ پھر تباہ ہوئی میرے لئے جائز نہیں کہ میں اس سرزمین پر نماز ادا کروں، تم میں سے جو شخص نماز پڑھنا چاہے وہ پڑھ لے۔ لشکر میں سے چند منافقین نے کہنا شروع کر دیا کہ علی خود نماز پڑھتے نہیں ہیں ہمیں بھی پڑھنے نہیں دیتے، آپ خاموشی سے سنتے رہے۔

جویریہ بن مسر عبدی کا بیان ہے کہ میں امیر المومنین حضرت علی کے ساتھ رہا اور میں نے قسم اٹھا رکھی تھی کہ جب تک امیر المومنین نماز نہیں پڑھیں گے اس وقت تک میں بھی نماز نہیں پڑھوں گا۔ آپ نے بابل کی سر زمین کو عبور کیا اس وقت سورج غروب ہو چکا تھا۔ افق پر سرخی ظاہر ہو چکی تھی کہ حضرت علی نے مجھ سے فرمایا "اے جویریہ پانی لاؤ۔" میں نے پانی کا برتن آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے وضو کیا اور فرمایا "اذان کہو۔" میں نے عرض کیا "اب تو عشاء کی نماز کا وقت ہو چکا ہے۔" آپ نے فرمایا "میں عصر کی

اذان کہو۔ میں نے اذان نہیں دی۔ پھر آپ نے فرمایا "اقامت کہو" میں ابھی اقامت کہہ ہی رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کے دونوں لب متحرک ہوئے آپ کی زبان مبارک سے ایسا کلام جاری ہوا جس کو میں قطعی طور پر نہ سمجھ سکا۔ اس اشیا میں سورج پورے کا پورا دوبارہ لوٹ آیا ایسا معلوم ہوا کہ عصر کا وقت آگیا ہے۔ حضرت نماز کے لئے کھڑے ہوئے تکبیر کہی اور منانہ ڈھی۔ میں اور میرے دوسرے ساتھیوں نے بھی حضرت علیؓ کی اقتدا میں نماز ادا کی جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو سورج غائب ہو گیا۔ رات کا سماں چاروں طرف پھیل گیا۔ آسمان پر ستارے نکل آئے اس وقت حضرت علیؓ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا "اب تم عشاء کی اذان کہو۔"

آزمائش

ایک دن رسول خداؐ اپنے اصحاب کے پاس تشریف فرما تھے، صحابہؓ نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ خدا نے ابراہیمؑ کو خلیل بنایا اور موسیٰؑ سے باتیں کیں، عیسیٰ بن مریمؑ کو معجزہ عطا کیا کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ خداوند کریم نے آپؐ کو کیا چیز عطا کی ہے؟ آپ ان صحابہؓ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا "اگر خدا نے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ پردے میں رہ کر بات کی ہے تو میرے ساتھ بالمشافہ گفتگو فرمائی اور میں واحد ہوں جس نے اپنے رب کے جلال کو دیکھا اور اگر حضرت عیسیٰؑ کو یہ معجزہ عطا کیا کہ وہ مردوں کو زندہ کر سکتے تھے تو میں بھی تمہارے مردوں کو زندہ کر سکتا ہوں۔ تم جب چاہو جس مردے کو چاہو میں زندہ کر سکتا ہوں۔ ان صحابہؓ نے آپؐ کی خدمت میں عرض کی۔ "ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے مردے زندہ کر دیئے جائیں۔ آپؐ نے

حضرت علیؑ نے فرمایا "اٹھو علیؑ آج تم میری جگہ ان کے مردوں کو زندہ کرو۔" آپ نے اپنے ہاتھوں سے اپنی چادر آپ کے کندھوں پر ڈالی اور فرمایا "ان کے ساتھ قبرستان چلے جاؤ۔" پھر صحابہ کو حکم دیا کہ تم سب علیؑ کی اطاعت کرتے رہنا۔ تمام صحابہ حضرت علیؑ کے پیچھے پیچھے قبرستان کی طرف چلے مقام خاص پر پہنچے آپ نے اہل قبور کو سلام قبول کیا اور ان کے حق میں دعا فرمائی۔ آپ کی زبان مبارک سے ایسا کلام جاری ہوا کہ تمام صحابہؓ سمجھنے سے قاصر رہے اور تبھی زمین میں اضطراب پیدا ہوا زمین نے پھٹنا اورا بھرنا شروع کیا۔ اس منظر کو دیکھ کر تمام صحابہؓ اس قدر گھبرا گئے کہ ان سب نے حضرت علیؑ سے التجا کی "رک جائیں۔ ہمیں معاف فرمائیں۔" آپ دعا مکمل ہونے سے پہلے ہی رک گئے۔ یہ صحابہ رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہمیں بخش دیجئے۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا تم نے اللہ پر جرات کی ہے خدا تمہیں قیامت کے دن نہیں بخشے گا۔

اڑدہا سے کلام

حضرت امام جعفر صادقؑ اپنے آبائے طاہرین سے روایت کرتے ہیں کہ حسب معمول امیرالمومنین حضرت علیؑ مسجد کوفہ میں وعظ فرما رہے تھے، اچانک امیرالمومنین نے شور و غل کی آواز سنی۔ لوگ افرا تفری کے عالم میں ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر امیرالمومنین نے فرمایا۔ "اے لوگو تمہیں کیا ہو رہا ہے؟" حاضرین نے عرض کیا "یا امیرالمومنین ایک بہت بڑا اڑدہا اس طرف آ رہا ہے جس کی وجہ سے ہم ڈر رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں اسے ختم کر دیں۔" آپ نے فرمایا "اس کے قریب مت جاؤ یہ اپنی ضرورت

لے کر میرے پاس بطور اہلی آ رہا ہے۔ ”لوگوں نے اڑدہا کو آنے کی جگہ دے دی اڑدہا صفوں کو چیرتا ہوا سیدھا منبر کے قریب آیا اور آتے ہی اپنا منہ امیر المومنین کے کان کے قریب کیا پھر اس نے اپنی زبان میں کچھ کہنا شروع کیا اور کافی دیر تک کہتا رہا۔ آپ سر ہلاتے رہے پھر آپ نے اس کے جواب میں اسی کی زبان میں گفتگو فرمائی جو ہم میں سے کوئی بھی نہ سمجھ سکا۔ یہ اڑدہا گفتگو سننے کے بعد منبر سے اتر کر صفوں کو چیرتا ہوا درمیان سے ایسا غائب ہوا کہ پھر نظر نہ آیا۔ لوگوں نے دیکھنے اور تلاش کرنے کی کوشش کی مگر کوئی بھی نہ پاسکا۔ اڑدہے کے چلے جانے کے بعد لوگوں نے امیر المومنین سے دریافت کیا۔ آپ نے جواب میں فرمایا یہ درجان بن مالک میرا ماتحت ہے جس کو ہم نے مسلمان جنوں پر مقرر کیا۔ ان جہات کو بعض مسائل میں اختلاف ہو گیا۔ اختلاف بہت زیادہ شدت پکڑ چکا تھا اس لئے انھوں نے بطور سفیر میرے پاس مسائل کے حل کے لئے اس کو بھیجا ہے میں نے ان کے مسائل کا حل بتا دیا ہے اب وہ واپس چلا گیا ہے۔

علیؑ سے بغض

اعمشق بیان کرتے ہیں ”میں مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص کو دیکھا جس نے نماز ادا کی، بعد میں خدا کے حضور دعا کرنے لگا ”اے میرے رب میرا گناہ بہت بڑا ہے تو اس سے بڑا ہے۔ اے بڑے میرا بڑا گناہ تو ہی بخش سکتا ہے۔“ وہ شخص زمین پر گر کر رو رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ یہ سجدے سے اٹھے تو اس سے پوچھوں۔ جب وہ سجدے سے اٹھا تو میں نے دیکھا کہ اس کا چہرہ کتے کے چہرے کی طرح ہے جبکہ باقی بدن عام انسانوں کی طرح ہے۔ میں نے پوچھا

”اے اللہ کے بندے وہ کونسا گناہ ہے جو تم نے کیا ہے جس کی وجہ سے تمہاری صورت مسخ ہو گئی ہے۔“ اس نے جواب دیا کہ میرا گناہ بہت بڑا ہے میں نہیں چاہتا کہ لوگ میرا گناہ سنیں۔ میں نے اصرار کیا تو اس شخص نے بتایا کہ میں ناصبی تھا۔ میں حضرت علی بن ابی طالب سے بغض رکھتا تھا، اس بغض کا برملا اظہار بھی کرتا تھا۔ ایک دن بازار میں، میں حضرت امیر المومنین کی شان میں گستاخی کر رہا تھا۔ اتنے میں ایک شخص میرے پاس سے گزرا اس نے کہا کہ اے شخص تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ اگر تم جھوٹے ہو تو خدا تمہیں آخرت سے پہلے اسی دنیا میں مسخ کر دے تاکہ تمہاری دنیا میں خوب شہرت ہو اور اپنے انجام کو آخرت سے پہلے دنیا میں بھی دیکھ لو۔ میں نے اس شخص کی کوئی پرواہ نہ کی اور اپنے گھر روانہ ہو گیا۔ رات آئی، سو گیا۔ صبح اٹھا تو میری شکل کتے جیسی ہو چکی تھی۔ اب مجھے اپنے کتے کا احساس ہوا ہے اب میں پتھڑا ہوں اور خدا کے حضور میں معافی اور بخشش کا طلب گار ہوں۔

ایک اہم انکشاف

امیر المومنین حضرت علی کوفہ میں ایک صبح نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص سے فرمایا فلاں مقام پر ایک مسجد ہے۔ اس کے قریب ایک گھر ہے جس میں ایک مرد اور عورت آپس میں جھگڑ رہے ہیں ان دونوں کو بلا کر لے آؤ وہ شخص اس گھر پر پہنچا آپ کے ارشاد کے مطابق مرد عورت کو لڑتے پایا انھیں حکم دیا کہ آپ دونوں کو امیر المومنین نے طلب کیا ہے۔ دونوں امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس جوان سے مخاطب ہو کر فرمایا ”آج رات تم دونوں میں بہت زیادہ جھگڑا ہوا ہے۔“ اس جوان نے عرض کیا

”یا امیرالمومنین رات اس عورت کو نکاح کر کے لایا ہوں اس سے جب قربت کا خیال کیا تو مجھے اس سے سخت نفرت پیدا ہوئی میرا بس چلتا تو اسے اسی وقت میں گھر سے نکال دیتا۔ یہ عورت اس وقت سے مسلسل مجھ سے ٹھکڑی ہے اتنے میں آپ کا حکم آہنچاہم دونوں حاضر ہیں۔“ آپ نے مسجد میں دیگر حاضرین سے فرمایا کچھ باتیں ایسی ہیں جو ان دونوں کے علاوہ پردہ میں رہنی چاہئے اس لئے تم سب رخصت ہو جاؤ۔ حاضرین کے چلے جانے کے بعد فرمایا۔ اے عورت تو اس جوان کو جانتی ہے؟ عورت نے عرض کیا ”ہنیں۔“ آپ نے فرمایا میں تمہیں بتاؤں مگر تو حقیقت اور راستی سے گمراہ نہیں کرے گی۔ عورت نے عرض کیا میں سچ کا راستہ اختیار کروں گی۔ امیرالمومنین نے فرمایا تو فلاں بنت فلاں ہے۔ فلاں عورت کی بیٹی ہے تیرا ایک چچرا بھائی تھا تم دونوں میں بڑی محبت تھی۔ ایک رات تو قضا نے حاجت کے لئے باہر گئی وہاں تجھے وہ ملا۔ اس نے تیری رضا کے ساتھ تجھ سے جماعت کی۔ اس رات تو اس سے حاملہ ہوئی یہ راز تو نے سب سے پوشیدہ رکھا آخر اپنی ماں کو تو نے سب کچھ بتا دیا۔ جب وضع حمل کا وقت آیا تو رات تھی تیری ماں تجھے باہر لے گئی۔ تجھے بچہ ہوا تیری ماں نے اس بچہ کو پلیٹ کر ایک دیوار کے قریب جو قضا حاجت کی جگہ تھی وہاں رکھ دیا۔ اتنے میں ایک کتا آیا کہتے نے بچے کو سونگھا تو تو نے ایک پتھر مارا جو کہتے کی بجائے اس بچے کے سر پر لگا جس سے اس کا ماتھا شکستہ ہو گیا۔ تیری ماں نے اس بچے کا سر باندھا اور تم دونوں اس کو چھوڑ کر چلی گئیں۔ اس کے بعد کا حال تجھے معلوم نہیں۔ عورت نے ان تمام باتوں کا اعتراف کیا اور عرض کیا ”یا امیرالمومنین ان تمام باتوں کا علم مجھے اور میری ماں کے سوا کسی کو

ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا "آگے مجھ سے سن فلاں قبیلے کا قافلہ اس مقام سے گزرا۔ انہوں نے اس بچے کو اٹھایا اور اپنے ساتھ لے گئے۔ یہ بچہ جوان ہو گیا اور کوفہ میں آکر اس جوان کا نکاح تیرے ساتھ ہو گیا۔ جوان سے آپ نے فرمایا اے نوجوان اپنا سرنگا کر اس نوجوان نے جب اپنا سرنگا کیا تو اس کے سر پر شکستگی کا نشان صاف ظاہر تھا۔ امیر المنینؑ نے فرمایا "اے عورت یہ وہی تیرا بیٹا ہے اٹھ اور اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ لے جا خدا نے تجھے حرام کام سے محفوظ رکھا۔"

جنگ نہروان کے لئے پیش گوئی

ہر خاص و عام کتب میں موجود ہے حضرت علیؑ امیر المنینؑ کی پیش گوئی کافی شہرت پا چکی ہے جس کی روایت جندب بن عبد اللہ کرتے ہیں کہ میں جنگ جمل اور صفین میں امیر المومنینؑ حضرت علیؑ کے ساتھ حاضر تھا۔ مجھے کبھی بھی اس باب میں شک نہ گزرا کہ حق ہمارے ساتھ ہے لیکن میں آپ کے ساتھ جنگ نہروان میں شامل ہوا تو دل میں خیال آیا کہ مخالفین سب ہمارے اقربا اور نیک اشخاص ہیں، ان کو قتل کرنا سخت مشکل اور دشوار ہوگا۔ صبح کے وقت لوٹا لے لشکر گاہ سے باہر نکلا زمین پر نیزہ گاڑ کر ڈھال اس پر رکھی اس کے سایہ میں بیٹھا سوچ رہا تھا اتنے میں حضرت امیر المومنینؑ تشریف لائے۔ اس وقت آپ کا بھرہ آفتاب تاباں کی طرح چمک رہا تھا۔ مجھ سے پوچھا تیرے پاس پانی ہے میں نے لوٹا آگے بڑھا دیا آپ ایک سمت کی طرف روانہ ہوئے اتنی دور گئے کہ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ کچھ دیر بعد واپس آئے وضو کیا اور اس ڈھال کے سایہ میں بیٹھ گئے اتنے میں ایک سوار دیکھا۔ حضرت نے اس کے

بارے میں دریافت کیا، میں نے عرض کی یہ سوار آپ کو تلاش کرتا ہے۔ فرمایا اس سوار کو بلا لاؤ۔ سوار قریب آیا اور سوار نے عرض کیا یا امیرالمومنین مخالفین نہروان سے گزر کر دریا پار کر چکے ہیں، آپ نے فرمایا یہ غلط ہے ابھی وہ ہرگز نہیں گزرے۔ سوار نے پھر عرض کی خدا کی قسم جب تک وہ دریا کے پار نہیں گزرے اس وقت تک میں نہیں آیا۔ آپ نے فرمایا قطعی جھوٹ ہے۔ کیوں کہ ان کے قتل ہونے کی جگہ یہاں ہے ان میں سے صرف اسے کم بچ سکیں گے اور میرے لشکر میں سے دس شہید ہوں گے۔ آپ یہ کہہ کر اٹھے۔ میں نے دل میں سوچا خدا کا شکر ہے کہ امیرالمومنین کی باتوں کو جانچنے کے لئے میزان ہاتھ لگ گئی۔ اور دل میں عہد کیا کہ اگر مخالفین نہروان سے گزر چکے ہوں گے تو میں پہلا شخص ہوں گا جو امیرالمومنین کے ساتھ مقابلہ کروں گا ورنہ لشکر کے ساتھ اپنی شجاعت کے جوہر دکھاتا ہوا شہید ہو جاؤں گا۔ جب میں نے صفوں سے گزر کر دیکھا تو مخالفین کے نشانات جہاں تھے وہیں کے وہیں رکے ہوئے ہیں ذرا بھر بھی وہ نہیں بڑھے۔ اس وقت حضرت امیرالمومنین نے میری پیٹھ کو ہلاتے ہوئے فرمایا "اب تو تجھ پر حقیقت عیاں ہو گئی۔" میں نے عرض کی بیشک امیرالمومنین۔ آپ نے فرمایا "اب تو اپنے کام میں مشغول ہو جا اور تو اس جنگ میں ایک کو قتل کرے گا اور دوسرا مقابلہ کرتا ہی رہ جائے گا۔" آپ کے ارشاد کے مطابق ویسا ہی ہوا میں نے ایک شخص کو قتل کیا اور دوسرے سے مقابلہ کیا ایک ضرب اس نے مجھے لگائی اور ایک میں نے لگائی دونوں مہوش ہو کر زمین پر گرے۔ حضرت جنگ سے فارغ ہو چکے تھے۔ مجھے ہوش آیا تو آپ کے حکم کے مطابق ہمارے لشکر میں سے نو آدمی

شہید ہونے اور مخالفین کے لشکر میں سے صرف نو آدمی زندہ بچ سکے باقی سب مارے گئے۔

امیر معاویہ اور موت

متعدد کتب میں مرقوم ہے جس کو یہاں پر کوب دری، صفحہ ۳۰۴ کے حوالے سے تحریر کیا جاتا ہے۔ ایک دن امیر معاویہ اپنے دربار میں بیٹھے تھے حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا یہ کس طرح معلوم کیا جائے کہ اس دنیا سے پہلے میں یا علیٰ رحلت فرمائیں گے۔ حاضرین نے اس کے جواب میں بے بسی ظاہر کی کہ یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں۔ امیر معاویہ نے کہا کہ یہ بات علیٰ سے معلوم کی جاسکتی ہے کیوں کہ آپ کی زبان سے حق جاری رہتا ہے۔ اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی اپنے تین مستبر شخصوں کو بلا کر کہا کہ تم تینوں کوفہ کا سفر کرو جب کوفہ ایک منزل رہ جائے تو تم تین ایک ایک کر کے ایک ایک دن بعد کوفہ کے اندر داخل ہو اور وہاں جا کر میرے مرنے کی خبر بیان کرنا مگر تینوں میری بیماری کی قسم، مرنے کے دن، مرنے کا وقت، غسل، میت، جنازے کی غماز و دیگر تمام امور پر مستفق رہنا اور ہر ایک بھی کہے۔ امیر معاویہ نے ان تینوں کو اچھی طرح سمجھا کر انتہائی رازداری کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ کیا۔ یہ تینوں جب کوفہ کے قریب پہنچے تو ان میں سے ایک شخص کوفہ میں داخل ہوا۔ اہل کوفہ نے اس سے دریافت کیا کہاں سے آرہے ہو اس نے جواب دیا شام سے۔ اہل کوفہ نے شام کے حالات دریافت کئے اس نے جواب دیا کہ امیر معاویہ رحلت کر گئے ہیں۔ یہ خبر بعض فرد نے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں پیش کی مگر آپ نے ذرا بھر بھی توجہ نہ دی۔ دوسرے دن ایک

اور شخص کوفہ میں داخل ہوا اس نے پہلے والے کی طرح امیر معاویہ کی رحلت کی خبر دی۔ یہ خبر حضرت علیؓ تک پہنچی مگر اس بار بھی آپؓ نے کوئی توجہ نہ دی۔ بعض افراد نے عرض کی کہ یہ دونوں شخص الگ الگ آئے ہیں اور بیان دونوں کے ایک ہیں مگر آپؓ نے پھر بھی توجہ نہ دی۔ تیسرے دن پھر ایک شخص کوفہ میں داخل ہوا۔ اس نے پہلے دوسرے دو آدمیوں کی طرح امیر معاویہ کی رحلت کی خبر دی۔ یہ خبر حضرت امیر المومنینؓ تک پہنچی گئی آپؓ نے پھر بھی ذرا توجہ نہ دی بعض افراد نے بہت یقین سے کہا کہ یہ خبر تحقیق ہو چکی ہے اور حقیقت ہے مگر آپؓ نے ذرا بھی توجہ نہ دی اور حاضرین سے فرمایا "معاویہ اس وقت تک نہیں مر سکتا جب تک یہ داڑھی خون میں رنگی نہ جائے تم لوگ معاویہ کی چالوں اور مکر و فریب سے بے خبر ہو میں اسے جانتا ہوں وہ اس ماں کا بیٹا ہے جس نے سید الشہداء کا جگر انتہائی اشتیاق سے تلاش کر کے جنگ احد میں چبایا تھا۔ یہ تینوں شخص واپس شام پہنچے اور معاویہ کو تمام حالات بیان کئے اور حضرت علیؓ کا فرمان بھی بتایا کہ وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک یہ داڑھی خون میں رنگی نہ جائے۔ یہ خبر سن کر معاویہ بڑا خوش ہوا۔

رشید بھری کی شہادت

حضرت علیؓ امیر المومنین کوفہ میں اپنے دوستوں کی ایک جماعت کے ساتھ نخلستان میں ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے غرمہ متادل فرما رہے تھے۔ رشید بھری نے جناب کی خدمت میں عرض کی "کیسا اچھا غرمہ ہے آپؓ نے فرمایا "میری موت کے بعد تجھ کو اسی درخت کی لکڑی پر سولی چرمھائیں گے۔" رشید

ہجری کا بیان ہے کہ میں جناب امیر المومنین کی وفات کے بعد اس درخت کی ہر روز تواضع کرتا کہ خشک نہ ہو جائے۔ ایک دن وہاں جا کر دیکھتا ہوں کہ وہ درخت مرجھا گیا ہے۔

میں نے کہا افسوس میری اجل قریب آگئی ہے۔ دوسرے دن جا کر دیکھا کہ اس میں سے آدھا تناکاٹ کر کنوئیں کی چرخی کا ستون بنالیا ہے اس سے اگلے روز ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ تجھے امیر عبد اللہ بلاتا ہے۔ جب میں اس کے محل کے دروازے کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ آدھا درخت کا تناواہاں پڑا ہے۔ میں نے اس تنے پر پاؤں مار کر کہا ”مجھ کو تیرے لئے لائے ہیں۔“ الغرض مجھے ابن زیاد کے پاس لے گئے میں اس کے دربار میں پیش ہوا اس نے مجھے حکم دیا کہ میں حضرت علی بن ابی طالب کے کچے جھوٹ بیان کروں۔ میں نے جواب دیا ”خدا کی قسم حضرت نے کبھی جھوٹ نہیں فرمایا۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ حضرت علیؑ نے مجھے بشارت دی تھی کہ تو میرے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ کر سولی پر چڑھائے گا۔ یہ سن کر وہ طیش میں آگیا اور کہنے لگا میں علی کو جھوٹا کر دکھلاؤں گا میں تیرے ہاتھ پاؤں کاٹوں گا اور زبان چھوڑ دوں گا تاکہ علی کا جھوٹ ثابت ہو سکے۔ آپ نے کہا یہ ممکن نہیں جو علی نے فرمایا ہے وہ کبھی جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ اس مردود کے حکم سے آپ کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے لیکن زبان چھوڑ دی گئی۔ آپ اس حالت میں اہلبیت کے حق میں صحیح حدیث بیان کرتے رہے اور لوگوں سے فرماتے رہے کہ اے لوگو! ان حدیثوں کو لکھ لو اس سے قبل کے میری زبان کاٹ لی جائے، جب یہ خبر ابن زیاد کے دربار میں پہنچی تو وہ غصہ میں آگیا اور حکم دیا کہ رشید ہجری کی زبان قطع کر دی جائے تاکہ یہ حدیث

بیان نہ کر سکے۔ جب اس ظالم کے آدمی زبان کلٹنے آئے تو آپ نے فرمایا "اے بد بخت تو نے تو دعویٰ کیا تھا کہ تو جناب امیر کو جھوٹا ثابت کر دکھائے گا۔ اب بتا مولانے سچ کہا تھا یا نہیں۔" پھر آپ نے اپنی زبان باہر نکالی اور اس طرح آپ نے شہادت پائی اور امیر المومنین حضرت علی کی پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی۔

گلے اور آدمی

ابو الفضل کرمانی سے منقول ہے کہ عہد حضرت عمرؓ بن الخطاب میں ایک عابدہ عورت تھی۔ جب وہ حاملہ ہوئی تو ایک دن اس کا کباب کھانے کو دل چاہا۔ اپنے شوہر سے کہا کہ میرے لئے کباب لا اس کا شوہر کہنے لگا اگر کوئی چیز میرے بساط میں ہو تو میں کبھی بھی اس سے لانے میں دریغ نہ کروں۔ اتفاق سے ابھی باتیں چل رہی تھیں ایک گائے ان کے گھر میں گھس آئی۔ عورت نے اسے دیکھ کر کہا کہ اسے ذبح کر کے اس کے کباب بنائے جائیں۔ مرد نے کہا۔ "اے نیک بد بخت یہ کس طرح ممکن ہے کہ میں دوسرے کی گائے ذبح کرتا پھروں تم صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اللہ رزق تقسیم کرنے والا ہے وہ کوئی ایسا سبب پیدا کر دے گا جس سے تیرا مطلب پورا ہو جائے گا" اس مرد نے گائے کو باہر نکال دیا اور اندر سے کندھی پر چڑھا دی ابھی باتیں چل رہی تھیں کہ گائے دوبارہ اندر گھس آئی پھر عورت نے اصرار کیا مگر مرد نے کہا یہ بہتر نہیں انھوں نے گائے کو باہر نکال کر اندر سے قفل لگا دیا اور اطمینان سے بیٹھ گئے مگر گائے اپنے سینگوں سے دروازہ توڑ کر پھر اندر داخل ہو گئی۔ اس مرتبہ عورت نے کہا اس گائے کا بار بار ہمارے گھر میں گھس آنا ایک دلیل ہے ضرور اس

گائے پر کچھ نہ کچھ ہمارا حق ہے جو تین مرتبہ اس طرح اندر گھس آئی ہے۔ آخر عورت نے گائے کو ذبح کرنے کے لئے شوہر کو حرات دلائی۔ مرد نے گائے کو ذبح کیا اور بہت جلد تھوڑے سے گوشت کے کباب تیار کئے۔ جب کبابوں کی خوشبو ہمسایہ کے گھر پہنچی جس سے ان لوگوں کی سخت دشمنی تھی ہمسایہ نے حقیقت صورت حال کو چھت پر چڑھ کر دیکھا اور گائے کو ذبح پایا اور جان لیا کہ کس کی گائے ہے۔ دشمنی میں انہوں نے گائے کے مالک کو اطلاع دی گائے کا مالک آیا اور سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر معاملہ کو حضرت عمرؓ کے دربار میں پہنچایا۔ حضرت عمرؓ نے اس شخص سے پوچھا تو جواب میں اس مرد نے وہی کچھ بیان کیا جو کچھ اس کی عورت نے گائے کے لئے دلیل دی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس شخص سے کہا تم دوسروں کی گائے ذبح کرتے ہو یہ کس طرح مناسب نہیں تمہاری سزا یہ ہے کہ تمہارے ہاتھ کاٹے جائیں۔ اس شخص نے کافی شور مچایا جب اسے ہاتھ کاٹنے کے لئے لے جایا جانے لگا تو اتفاق سے امیر المومنین حضرت علیؓ راستے میں مل گئے۔ اس شخص نے اپنا تمام معاملہ حضرت علیؓ کو سنایا آپ نے فرمایا اس شخص کو دارالشرع لے چلو میں ابھی آتا ہوں۔ اس طرح اس شخص کو واپس لے جایا گیا۔ کچھ دیر بعد حضرت علیؓ وہاں پہنچ گئے۔ آپ نے حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ میں اس شخص کے بارے میں وہ حکم دوں جس کا مجھے رسول اللہؐ نے فرمایا تھا، حضرت عمرؓ نے کہا کیوں نہیں آپ ہی سب سے زیادہ ان کے قریب تھے۔ حضرت علیؓ امیر المومنین نے فرمایا کہ گائے کے مالک کو قتل کر دیا جائے اور سب لوگ عدل خداوندی کا تماشا دیکھیں۔ سب لوگ حیران ہو گئے کہ گائے کے مالک کو کیوں قتل کیا جا رہا ہے۔ آپ نے سب سے

فرمایا آرام سے دیکھتے رہو۔ آپ کے حکم سے گائے کے مالک کا سر کاٹا گیا اور گائے کے سر کو بھی لایا گیا ان دونوں سروں کو قریب قریب رکھا گیا آپ نے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک اسم پڑھا جس کو کوئی نہ سمجھ سکا۔ حکم خدا اس کٹے ہوئے سر سے آواز بلند ہوئی۔ ”اے مسلمانو! جانو اور گواہ رہو میں نے اس شخص کے باپ کو ناحق قتل کیا تھا اور گائے کو غضب کر کے لے گیا تھا۔ حق تعالیٰ امیر المومنین کو جزائے خیر دے کہ اس دنیا میں ہی مجھ سے قصاص لے لیا اور عاقبت کے عذاب سے اور ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہنے سے چھڑا دیا بعد ازاں گائے کا سر گویا ہوا جو کچھ اس مرد نے کہا تھا اس کی تصدیق کی۔ تمام حال دیکھنے اور گفتگو سننے سے مدینہ شہر حضرت علیؓ امیر المومنین کی مدح و ثنا بیان کرنے لگا۔ کسی نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ان تمام حالات کی خبر حضورؐ مجھے دے چکے ہیں میں سب کچھ جانتا ہوں جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھو۔

ایک اشارے میں

ایک سال دریائے فرات میں بڑی طغیانی تھی جس سے اہل کوفہ کی کھیتیاں تباہ و برباد ہو رہی تھیں۔ ایک جماعت اہل کوفہ کی، حضرت علیؓ امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا امیر المومنین اس سال دریا طغیانی پر ہے جس سے ہماری فصل تباہ ہو رہی ہے آپ دعا فرمائیں تاکہ یہ طغیانی کا زور ٹوٹ جائے۔ آپ اٹھ کر گھر کے اندر تشریف لے گئے لوگ دروازے پر آپ کے منتظر تھے۔ ایک ساعت کے بعد آپ باہر تشریف لائے غرق رسولؐ سمیٹے ہوئے تھے آپ کا چہرہ مبارک ماہ تاباں کی طرح چمک رہا تھا۔ کھوڑا منگوا یا گیا آپ اس پر سوار ہوئے۔ ایک طرف حسن ہیں دوسری طرف

حسین ہیں تمام افراد آپ کی رکاب میں دریائے فرات کی طرف روانہ ہوئے دریائے فرات پر پہنچنے کے بعد آپ نے اور قہام ساتھیوں نے دو رکعت نماز ادا کی پھر آپ اٹھے ہاتھ میں اعصا لیا اور آپ نے پانی کی طرف اشارہ کیا۔ اشارہ ہوتے ہی پانی ایک گز کم ہو گیا۔ لوگوں سے پوچھا اتنا کافی ہے؟ لوگوں نے عرض کی نہیں ہم اور کم چاہتے ہیں آپ نے پھر ہاتھ میں اعصا لیا اور پانی کی طرف اشارہ کیا پانی ایک گز اور کم ہو گیا۔ آپ نے پھر دریافت کیا لوگوں نے عرض کی ہم کچھ اور کم چاہتے ہیں۔ آپ نے اعصا ہاتھ میں لے کر پانی کی طرف اشارہ کیا۔ پانی ایک گز اور نیچے چلا گیا۔ سب لوگوں نے شور مچایا بس امیر المومنین اتنا کافی ہے۔

حکم علی اور درخت

حضرت علی امیر المومنین جنگ صفین کو جا رہے تھے۔ راستے میں ایک جنگل میں بڑا وکیا آپ نے طہارت کے لئے جانے کا ارادہ کیا تو منافقوں کی ایک جماعت نے کہا آؤ آپ کو دیکھیں۔ حضرت علی اپنی صفائی بالحسن کے سبب ان کے ناپاک عزائم سے مطلع ہو گئے۔ اس مقام پر دو درخت تھے ان دونوں کے درمیان ایک فرسخ کا فاصلہ تھا آپ نے اپنے چیمتے غلام قبر سے فرمایا۔ ان دونوں درخت کے پاس جاؤ اور انھیں کہو کہ علی حکم دیتا ہے کہ دونوں درخت آپس میں مل جائیں غلام قبر نے آپ کا حکم ان درختوں کو دیا دونوں درخت اپنی جگہ سے سر کے اور ایک دوسرے سے اتنے ہم آغوش ہوئے کہ آپ کے لئے پردہ قائم کر دیا۔ پھر آپ نے فرمایا مجھے ان درختوں کے پردوں کی ضرورت نہیں۔ درخت اپنی اپنی جگہ چلیں۔ دونوں درخت آپ کے حکم سے اپنی اپنی

جگہ چل گئے۔ حضرت امیر المومنین صحرا میں جا کر بیٹھ گئے۔ جب منافق آپ کی طرف دیکھنے کا ارادہ کرتے تھے تو اندھے ہو جاتے اور جب منہ پھر لینے تو ان کی آنکھیں روشن ہو جاتیں۔ یہاں تک کہ امیر المومنین اپنے عمل سے فارغ ہو گئے۔

jabir.abbas@yahoo.com

ایک کافر کی مشکل

کوکب دری صفحہ ۴۱۷ پر فوجات القدس کے حوالے سے درج ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ حیات میں شاہ ولایت پناہ حضرت علی امیر المومنین ایک روز مکہ معظمہ سے تن تنہا بغیر ذوالفقار کے سوار ہو کر نخلستان کی طرف روانہ ہوئے جب کچھ دور نکل گئے تو یکا یک ایک غبار اٹھا اور اس میں سے ایک سوار ظاہر ہوا۔ جو جنگی سپاہیوں کی طرح ہتھیار تن پر سجانے ایک طویل نیزہ ہاتھ میں لئے تلوار کمر پر جمائے آگے کی طرف بڑھ رہا ہے اس کی نظر حضرت علی امیر المومنین پر پڑی تو انتہائی غضب میں آکر پوچھا تو کون ہے۔ کہاں کا رہنے والا ہے اور تیرا نام اور نسب کیا ہے، جلد بیان کر ایسا نہ ہو کہ تو جلد ملک عدم کی راہ لے۔ حضرت علی نے اس جواں مرد کا یہ کلام سنا تو فرمایا۔ "تیزی کو چھوڑ دے کیونکہ شیر کو شکار کا ذرا بھی خوف نہیں، ہوتا۔ غرور ترک کر اور اسلام کی طرف آجا تاکہ نجات پائے اور آخرت تیری سنور جائے اور تو ممتاز مقام پائے۔ یہ کلام سن کر کافر جوش میں آیا اور نیزہ لے کر حملہ کیا۔ مشکل کشا نے پل میں اس جری جواں کا نیزہ پھین کر جنگل کی طرف پھینکا۔ کافر نے تلوار سنبھالی مشکل کشا پر وار کیا۔ مشکل کشا نے تازیانہ سے تلوار کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ کافر نے گرز اٹھا کر مارنا چاہا مشکل کشا نے چابکدستی سے ایک ہاتھ سے گرز کو پکڑا اور کمر میں ہاتھ ڈال کر زمین سے اونچا اٹھالیا۔ کافر بے بس ہو گیا۔ تب امیر المومنین نے پوچھا "تو کون ہے کہاں کا رہنے والا ہے اور کیا کام کرتا ہے۔" کافر کچھ دیر روتا رہا۔ جناب امیر المومنین نے فرمایا "شیر موت سے نہیں ڈرا کرتے۔ تیرے رونے کا کیا باعث ہے؟" کافر نے

عرض کی بیشک بہادر موت کے ڈر سے نہیں روتا اور میرا رونا بھی موت کے ڈر سے نہیں ہے۔ میں اپنے یار کے وصال میں روتا ہوں میرا نام رعد جنگی ہے۔ میں ممالک مغرب کا رہنے والا ہوں۔ میرا شمار وہاں کے بہادروں میں ہوتا ہے۔ بلاد مغرب میں ایک بادشاہ رفیع القدر و بلند مرتبہ حارث بن ربیع ہے۔ میں اس کا برادر زادہ ہوں۔ اس کے کوئی لڑکا نہیں جو اس کا جانشین ہو لیکن ایک بیٹی ہے جو فرط حسن و جمال سے خورشید منیر کو ذرہ حقیر سمجھتی ہے۔ میں ایک روز شکار کو گیا ہوا تھا اور شکار کی تلاش میں دوڑ دوڑ کر رہا تھا کہ لڑکی کو شکار گاہ میں دیکھ کر عاشق ہو گیا۔ جب میں گھر پہنچا تو طاقت طاق ہو گئی اور دل و جان سے اس کا مشاق ہو گیا۔ اپنے بچا کے پاس جا کر اس پیکر حسن و جمال کی خواستگاری کی اس نے جواب دیا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ میں تجھے اپنی لڑکی دے دوں اور تیری مراد بر لاؤں تو تن تہنا مکہ کا سفر کر اور وہاں جا کر علی بن ابی طالب کا سرا لے۔ اگر یہ کام نہیں کر سکتا تو دل سے یہ خیال چھوڑ دے۔ میں اس مہ جہیں کی آرزو میں ہتھیار بدن پر سجا کر علی سے لڑائی کے لئے روانہ ہوا ہوں ایک مہینہ ہو چکا ہے رات دن سفر میں ہوں اور اپنے دلدار کی آرزو میں اشک حسرت برسا رہا ہوں تم کو دیکھا تو خیال کیا کہ تمہارا کھوڑا چھین لوں اور تم کو علی کی تلاش میں بھیجوں تاکہ تم سہ پہر کے مجھے بتاؤ اور میری مشکل آسان ہو جائے لیکن مجھے کیا خبر تھی کہ تمہارے ہاتھوں گرفتار ہو جاؤں گا اور حسرت ہی میں جان دیدوں گا۔ اے دلاور آفرین ہو تجھ پر تو نے مجھ جیسے جری کو بغیر ہتھیار بے بس کر دیا۔ اے جوان تو کون ہے جس نے مجھے زیر کیا۔ علی مشکل کشا اس جوان کی باتیں سن کر کھوڑے سے نیچے اترے اور فرمایا "اے شخص

میں ہی علی بن ابی طالب ہوں، میرے ہاتھ باندھ اور میرا سر قلم کر لے اور اپنی مراد پا کیونکہ میں رضا حق کا طالب ہوں اور کئی دفعہ اپنا سر دشمن کے حوالے کر چکا ہوں۔ جب کہ میرے قتل سے تیرا کام بنتا ہے اور تیرا مطلب پورا ہوتا ہے تو میں خدا کی رضا کے لئے تیری حاجت پوری کرتا ہوں۔ "کافر نے جب یہ کلام سنا تو اس پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ آپ کی تعریف کرنے لگا اور عرض کی "آفرین ہے آپ پر کبھی ایسا شخص میں نے نہیں دیکھا اور نہ ایسا کام کسی نے کیا ہے اور نہ کوئی کر سکتا ہے۔ پس میں دل و جان سے اسلام لاتا ہوں۔" اس کافر نے اسلام قبول کیا اور حضرت علی کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ جناب امیر نے فرمایا غم نہ کھا۔ ذرا بھی فکر نہ کر۔ میں تیرا مطلوب تجھ کو پہنچاؤں گا اور اس کو تیرا قرین و ہم نشین بناؤں گا۔ میرے کھوڑے پر بیٹھ جاؤ۔ دونوں مل کر بلاد مغرب کی طرف چلیں اور وہاں جا کر تیرے مطلب کی بات کریں۔" پس وہ شخص آپ کے ہمراہ کھوڑے پر سوار ہوا اور چشم زدن میں بلاد مغرب پہنچ گئے۔ اتفاقاً اسی بادشاہ کی لڑکی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آنحضرت کی رہبری سے مسلمان ہو گئی اور اس بات پر مامور ہو گئی کہ کل حضرت علی بن ابی طالب کا استقبال کرے اور ایمان کو تازہ کر کے کلمہ شہادت زبان پر جاری کرے جب شہزادی بیدار ہوئی تو صبح سویرے شہر سے نکل کر جنگل کو روانہ ہوئی۔ ناگاہ شاہ ولایت حضرت علی بن ابی طالب کے پاس پہنچی اور آپ کو دیکھ کر پھول کی طرح کھل اٹھی۔ اور ہنایت ادب سے عرض کی "اے ابن عم رسول اے زوج بتول آپ پر میرا سلام ہو بعد ازاں بیان کیا یا علی رات میں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

خواب میں دیکھا اور میری طرف آئے اور مسکرا کر فرماتے ہیں ہماری محبت اپنے دل میں قائم کر اور اسلام اختیار کر تاکہ ہمیشہ کی دولت سے مالا مال اور سعادت ابدی سے خوشحال اور فارغ البال ہو۔ میں نے کفر سے توبہ کی اور ایمان لائی ہوں۔ بعد ازاں حضرت نے ارشاد فرمایا کل میرا بھائی علی بن ابی طالب آئے گا اور تجھ کو حق کی طرف رہنمائی کرے گا اس کے ہاتھ پر ایمان تازہ کرنا اور حق کی راہ میں داخل ہونا۔ شہرادی اپنا خواب بیان کرنے کے بعد اسلام کی طرف متوجہ ہوئی اور از سر نو اسلام اختیار کیا۔ اسی وقت گردو غبار منودار ہوا۔ ستاروں کی طرح بے تعداد لشکر سامنے آیا لڑکی نے عرض کی یہ بادشاہ جو ہتر فلک سا سر پر رکھے ہے۔ میرا باپ ہے جو شکار سے آرہا ہے جب شاہ ولایت امیر المومنین نے یہ خبر پائی جھپٹ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے بادشاہ میں ہوں علی بن ابی طالب ابن عم رسول خدا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ آتش دوزخ سے امان پائے اور گلشن فردوس میں داخل ہو تو کفر و ضلالت کو چھوڑ کر اسلام اختیار کر اس نے غضب آلود ہو کر لشکریوں کو حکم دیا کہ اے ہمارے تلواریں بھیج کر اس جوان کا کام تمام کر دو۔ لشکری حکم ملتے ہی شاہ ولایت حضرت علی امیر المومنین کی طرف متوجہ ہوئے سب نے مل کر تلوار و سنان اور گرز سے حملہ کیا۔ حضرت نے رعد غراں کی طرح ایک نعرہ کیا کہ تمام لشکر بیدست پا ہو گیا۔ اکثر تو مہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ پھر جناب نے دلیرانہ جولانی کر کے شاہ مغرب کو زمین سے اٹھالیا۔ وہ بادشاہ یکارا الامان اے شیر مرداں اے شیر یزداں الامان یہ سن کر حضرت نے اس کو زمین چھوڑ دیا۔ اس بادشاہ نے کلمہ شہادت زبان سے جاری کیا اور صدق دل سے تمام

سپاہ مسلمان ہو گئی بعد ازاں امیر المومنین نے رعد اور بادشاہ مغرب کی بیٹی کو طلب فرمایا اور ان دونوں کا باہم عقد کر دیا پھر آپ مکہ کو روانہ ہو گئے۔

مسجد کا بار بار گر جانا

ابو بصیر، ابو عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت میں مسلمان ساحل عدن پر ایک مسجد تعمیر کرنا چاہتے تھے۔ جب مسجد کی تعمیر سے فارغ ہوتے تو مسجد گر پڑتی۔ پھر بناتے پھر گر پڑتی مسلمان بڑے پریشان ہوئے آخر کار تمام مسلمان اس مشکل کو آسان بنانے کے لئے حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا قبلہ کی جانب سے دائیں اور بائیں زمین کھودی جائے وہاں دو قبریں نظر آئیں گی جن پر یہ عبادت درج ہوگی۔ "میں رضوی ہوں اور میری بہن حباہم عنہ زوجہ جبار کے ساتھ شرک نہیں کرتے تھے۔" یہ دونوں موجود ہو گئی انھیں غسل و کفن کے بعد نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دینا پھر مسجد تعمیر کرنا وہ باقی رہے گی تمام مسلمانوں نے حضرت علیؓ کے حکم پر عمل کیا جیسا آپ نے فرمایا اس طرح انھیں وہاں پیش آیا اور آپ کے حکم پر عمل کرنے کے بعد جب مسجد تعمیر کی تو وہ اس جگہ قائم رہی پھر کبھی نہ گری۔

زناہ لباس پہننے والا زانی

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ ایک صبح نماز کے لئے مسجد پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ ایک شخص محراب میں سویا ہوا ہے۔ آپ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ اسے بیدار کیا جائے۔ غلام نے قریب جا کر دیکھا تو سہ چلا کہ زناہ لباس میں ایک سر کئے ہوئے مرد کی لاش ہے۔ حضرت عمرؓ یہ دیکھا کہ حیرت

میں رہ گئے۔ آپ کی سبھ میں کچھ نہ آیا کہ آخر کار معاملہ کیا ہے اور یہ لاش اس حال میں یہاں کیسے پہنچی۔ آخر آپ اس معاملے کو سٹھانے کے لئے حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے تمام واقعہ کو حضرت علیؑ کے سامنے دہرایا آپ نے فرمایا فی الحال اس لاش کو دفن کر دیا جائے اور اس وقت کا انتظار کیا جائے جب نو ماہ بعد اس مقام پر ایک بچہ نظر آئے گا اس وقت تمام حال سب کے سامنے کھل کر آجائے گا۔ حضرت عمرؓ نے آپ سے دریافت کیا یہ سب کچھ کیا ہے اور آخر نو ماہ بعد بچہ کہاں سے آئے گا؟ آپ نے فرمایا مجھے میرے بھائی حبیبؓ خدا نے اس معاملے کی خبر پہلے ہی دی تھی۔ اس لئے وقت کا انتظار کیا جائے۔

وقت گزر تا گیا ٹھیک نو ماہ بعد ایک صبح حضرت عمرؓ مسجد میں داخل ہوئے اسی مقام پر جہاں کچھ عرصہ پہلے ایک سرکٹے ہوئے مرد کی لاش ملی تھی اسی محراب سے ایک بچہ کے رونے کی آواز آئی۔ آپ قریب گئے اور اس بچہ کو گود میں اٹھا کر بے اختیار فرمایا بے شک اللہ کا رسولؐ بھی سچا ہے اور اس کے ابن عم بھی سچے ہیں آپ اس بچہ کو لے کر حضرت علیؑ کے پاس گئے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اس بچہ کے لئے ایک انصار دایہ کا انتظام کیا جائے جو اس بچہ کو دودھ پلائے اور اس کا تمام خرچہ بیت المال سے ادا کیا جائے۔ آپ کے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد عید رمضان آئی حضرت علیؑ نے فرمایا اس بچہ کو اچھی پوشاک پہنا کر عید کے دن مسجد میں لے جایا جائے اور دایہ کو حکم دیا کہ جو عورت اس بچہ کو پیار کرے اور یہ کہے۔ ”اے مظلوم۔ اے پسر مظلومہ۔“ پس اس عورت کو میرے پاس لایا جائے۔ دایہ آپ کے حکم کے مطابق بچہ کو اچھی پوشاک پہنا کر مسجد لے گئی وہاں اس نے دیکھا کہ ایک خوبصورت لڑکی

نے آکر اس بچے کو پیار کیا اور وہی الفاظ دہرائے پھر جب وہ جانے لگی تو دایہ نے اس کا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے حضرت علیؑ امیر المومنین کے پاس لے جاؤں گی۔ لڑکی پریشان ہوئی اور کہنے لگی خدا راہ ایسا نہ کر مجھے حضرت علیؑ کے سامنے نہ لے جا مجھے شرمندگی ہوگی۔ دایہ اس کو چھوڑنے پر راضی نہ ہوئی۔ آخر اس لڑکی کو کافی پیسوں اور اچھے کپڑوں کا لالچ دیا اور کہا کہ تو حضرت علیؑ کو کچھ نہ بتانا اور یہ بتانا کہ مجھے کوئی عورت نہیں ملی تھی اور اگر اس طرح تو عید الفصحی کے دن بھی تجھے اس بچہ سے ملا دے گی تو میں تجھے اس سے زیادہ کچھ دوں گی۔ دایہ اس لالچ میں آگئی اور وعدہ کیا کہ میں حضرت علیؑ کے سامنے کچھ نہ بتاؤں گی۔ دایہ حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضرت علیؑ نے دریافت کیا تو دایہ نے جواب دیا کہ مسجد میں نہ تو کسی عورت نے اس بچہ سے پیار کیا اور نہ ہی کسی نے وہ الفاظ ادا کئے جو آپ نے ارشاد فرمائے تھے آپ نے دایہ کا کلام سننے کے بعد فرمایا تو سب کچھ جھوٹ کہہ رہی ہے سچ یہ ہے کہ وہ جوان لڑکی آئی تو نے اس کا دامن پکڑا اس لڑکی نے تیرے سامنے التجا کی اور تجھے انعام کا لالچ دیا اور تو مان گئی اور تو نے وعدہ کیا کہ میں عید الفصحی کے دن پھر اس بچہ کو لاؤں گی جس کے عوض وہ لڑکی تجھے بہت سا انعام دے گی آپ کی زبان مبارک نے سچ سننے کے بعد دایہ گھبرا گئی۔ عرض کی مجھے معاف فرمائیں اب میں کبھی جھوٹ نہ کہوں گی آپ حکم دیں تو میں اس عورت کو گرفتار کر کے آپ کی خدمت میں حاضر کروں۔ آپ نے فرمایا نہیں اب تم عید کا انتظار کرو جب وہ تمہیں ملے تو میرے پاس لے آنا۔ پس وقت گزر گیا۔ عید الفصحی کا دن آیا۔ دایہ بچہ کو اچھی پوشاک پہنا کر مسجد لے گئی۔ ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ وہ جوان لڑکی آئی اور

بچہ کو اپنی گود میں لے کر پیار کرنے لگی دایہ نے اس کا دامن پکڑ لیا اور کہا آج میں تجھے حضرت علیؑ کے پاس ضرور لے جاؤں گی۔ لڑکی نے لاکھ کہا مگر دایہ نہ مانی آخر دایہ اس لڑکی کو ساتھ لے کر حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ لڑکی حضرت علیؑ کے سامنے حاضر ہوئی آپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا "جو کچھ گزارشہ میں بیان کروں یا تم کروں گی۔" لڑکی نے عرض کی "میں خود بیان کرتی ہوں۔"

لڑکی نے بیان شروع کیا میرا باپ عامر بن سعد جو رسول خدا کی ہمرکابی میں شہید ہوئے، میری ماں حضرت ابو بکرؓ کے دور میں انتقال کر گئیں۔ میں تنہا رہ گئی۔ ہمسائے کی لڑکیوں کے ساتھ مانوس ہو کر ان ہی کے ساتھ وقت گزارتی رہی، ہمسائے کے سب لوگ میرا بے حد خیال رکھتے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ میں ہمسائے کی چند انصار و مہاجر لڑکیوں کے ساتھ بیٹھی تھی کہ ضعیف عمر کی عورت ایک ہاتھ میں لٹھی اور دوسرے ہاتھ میں تسبیح تھی ہماری طرف آئی سب لڑکیوں سے ملی سب کا نام دریافت کیا، سب کی خیریت دریافت کی آخر مجھ سے ملی میرا نام دریافت کیا۔ میں نے بتایا کہ میرا جمیلہ ہے۔ میرا باپ عامر بن سعد تھے جو شہید ہو چکے ہیں میری ماں بھی انتقال کر چکی ہیں۔ اس بڑھیا نے پوچھا کیا تیری شادی ہوئی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ یہ سن کر کہنے لگی کہ تو کیسی لڑکی ہے کہ بغیر شوہر کے زندہ ہے میرے حالات سن کر رونے لگی اور مجھ سے ہمدردی جتانے لگی۔ مجھ سے کہنے لگی کہ اگر تو میری خدمت پسند کرے تو میں حاضر ہوں میں نے بھی ہاں کر دی اس بڑھیا نے کہا کہ ایک شفیق ماں کی طرح تیرا خیال رکھوں گی تجھے کوئی غم نہ ہونے دوں گی تیری ہر خوشی کا خیال رکھوں

گی۔ میں اس بڑھیا عورت کو اپنے گھر لے آئی ہر طرح سے وہ میرا خیال رکھتیں اور میں بھی ایک شفیق ماں کی حیثیت سے اس کا احترام کرتی اور اس کا ہر طرح سے خیال رکھتی جب روزا افطار کا وقت آیا تو میں نے اس کے لئے مناسب کھانے کا انتظام کیا۔ بڑھیا اس کھانے کو دیکھ کر رونے لگی اور کہا اے دختر میں تو اللہ والی ہوں میری یہ غذا نہیں مجھے صرف نمک اور جو کی روٹی چاہئے یہی میری خوراک ہے۔ غرض کے اس بڑھیا نے ہر طرح سے اپنی پارسائی کا سکہ میرے دل میں اس طرح جمادیا کہ میں اسے اپنا نگہبان سمجھنے لگی۔ ایک دن بڑھیا کہنے لگی کہ مجھے زمانے سے بڑا ڈر لگتا ہے تو تنہا رہتی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میں حاجت کے لئے باہر جاؤں اور تجھے کچھ ہو جائے اس لئے تجھے ایک اچھے ساتھی کی ضرورت ہے جو تیرا ہر طرح سے خیال رکھے۔ اگر تو اجازت دے تو اپنی بیٹی کو لے آؤں جو تیری ہم عمر ہے جو کہ انتہائی دانا، مستقی و پرہیزگار و نمازی ہے۔ میں نے اس لڑکی کی اتنی تعریف سنی تو بے اختیار کہا کہ اسے فوراً لے آؤ۔ اس طرح میرا دل بھی بہل جائے گا اور اس صحبت سے اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ بڑھیا میرے اصرار پر اسی وقت ہی اپنی بیٹی کو لینے کے لئے روانہ ہوئی کچھ دیر بعد تنہا ہی واپس آئی تو میں نے آتے ہی پوچھا میری بہن کو کیوں نہیں لائی۔ بڑھیا نے جواب دیا کہ میری بیٹی تنہائی پسند ہے اس کا سارا دن اللہ کی یاد میں گذرتا ہے۔ تیرے گھر میں اکثر مہاجر و انصار کی لڑکیاں آتی ہیں اس وجہ سے اس نے یہاں آنا پسند نہیں کیا بڑھیا کا یہ جواب سن کر میں اور زیادہ متاثر ہوئی اور میرے دل میں اس لڑکی سے ملنے کی تحو پ اور بڑھی میں نے بڑھیا سے وعدہ کیا کہ اب میں کسی کو اپنے گھر میں نہ آنے دوں گی۔ آپ فوراً جا کر میری بہن کو

لے آئیں۔ بڑھیا میرے اصرار پر اسی وقت روانہ ہوئی کچھ دیر بعد ہی بڑھیا ایک جوان عورت کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے اندر آئی اس عورت نے اپنے جسم کو چاروں طرف سے چھپایا ہوا تھا صرف اس کی دو آنکھیں نظر آرہی تھیں۔ یہ جوان عورت دروازے پر آکر کھڑی ہو گئی۔ میں نے کہا کہ بہن اندر کیوں نہیں آتیں۔ بڑھیا نے جواب دیا یہ لڑکی بڑی حیا دار ہے اسے شرم آتی ہے یہ کہہ کر بڑھیا باہر چلی گئی کہ میں اپنے گھر کو تالا لگا کر ابھی آتی ہوں۔ بڑھیا کے جانے کے بعد میں نے اس عورت سے کہا کہ بہن برقعہ اتار کر آرام سے بیٹھو یہ تمہارا اپنا گھر ہے اس عورت نے سر کے اشارے سے باہر کے دروازے کو بند کرنے کے لئے کہا میں سمجھ گئی کہ دروازہ باہر کا کھلا ہوا ہے یہ چاہتی ہے بند کر دیا جائے۔ میں دروازہ بند کر کے اندر کے کمرے میں داخل ہوئی وہ عورت اسی طرح کپڑا لپیٹے پلنگ پر بیٹھی تھی۔ میں نے ہاتھ سے اس کی چادر کھینچی۔ چادر کھینچتے ہی یہ دیکھ کر میں پریشان ہو گئی کہ یہ عورت نہیں بلکہ سیاہ داڑھی والا ایک بلند قامت مضبوط جسم کا ایک مرد ہے۔ میں اسے دیکھ کر آپے سے باہر ہو گئی۔ میں نے کہا کیوں مجھ پر ظلم کرتا ہے۔ خدا کا خوف کر کیوں میری رسوائی کرتا ہے۔ کوئی دیکھ لے گا تو میں کہیں کی نہیں رہوں گی خدا کے لئے خاموشی سے یہاں سے نکل جا۔ لاکھ اس کی التجا کرتی رہی مگر اسے مجھ پر رحم نہیں آیا۔ میں اس کے قریب سے اٹھ کر بھاگنا چاہتی تھی مگر اس ظالم نے اپنے مضبوط بازوؤں میں مجھے زور سے سمیٹ لیا اسے مجھ پر رحم نہیں آیا۔ اس نے مجھ پر اپنی گرفت مضبوط کر دی اور میں بے بس اور مجبور ہو گئی۔ چیخ و پکار اس لئے نہ کی کہ ہمسائے کے لوگ مطلع ہو جائیں گے اور میری رسوائی ہوگی۔ میں اس کے

جنگل میں بری طرح گرفتار ہو چکی تھی بالآخر اس ظالم نے مجھ پر ظلم کیا میری
دوشیزگی چاک کر دی۔ یہ سیاہ مرد اپنی مستی میں مدہوش تھا۔ یکایک میں نے
قریب پڑی ہوئی چھری سے اس پر وار کیا اور پہلے ہی وار میں اس کی گردن تن
سے جدا کر دی۔ جب رات ہوئی تو ہنایت ہی خاموشی سے اس کی لاش مسجد کی
محراب میں رکھ دی۔ کچھ دنوں بعد احساس ہوا کہ حمل ٹھہر گیا ہے۔ کئی مرتبہ
حمل کو ساقط کرنے کا ارادہ کیا مگر خدا کے خوف سے ایسا نہ کر سکی آخر یہ بچہ پیدا
ہوا اسے بھی قتل کرنے کا سوچا مگر خوف خدا سے یہ نہ کر سکی آخر اس بچہ کو بھی
اس محراب میں رکھ آئی۔

تمام حالات سننے کے بعد بے اختیار حضرت عمرؓ نے فرمایا خدا کے رسولؐ
بھی بچے ہیں اور آپ کے بھائی بھی بچے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے
دریافت کیا، اب اس عورت کے لئے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا اس مقتول کا
خون بہا کچھ نہیں کیونکہ یہ ایک گناہ عظیم کا مرتکب ہوا ہے۔ اس عورت پر کوئی
حد نہیں کیونکہ اس کی رضا مندی کے بغیر وہ شخص اس پر غالب ہوا۔ اس کے
بعد آپ نے فرمایا اس بڑھیا کو حاضر کیا جائے تاکہ خدا کے حق کو اس سے طلب
کروں۔ حضرت علیؓ نے دایہ کو حکم دیا کہ بچہ کو اس کی ماں کے سپرد کیا جائے۔
دوسرے دن تلاش کے بعد اس بڑھیا کو حضرت علیؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔
بڑھیا نے جمیلہ کو پہچاننے سے انکار کر دیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اے بڑھیا کیا تو
قسم کھاتی ہے کہ تجھے اس واقعہ کا کوئی علم نہیں۔ بڑھیا نے کہا ہاں میں روضہ
رسولؐ کی قسم کھا کر کہتی ہوں مجھے اس واقعہ کا کوئی علم نہیں۔ بڑھیا نے روضہ
رسولؐ کی جھوٹی قسم کھائی۔ جھوٹی قسم کھاتے ہی بڑھیا کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ حضرت

علیؑ نے فرمایا اے بڑھیا اپنا چہرہ آئینہ میں دیکھ جب بڑھیا نے اپنے سیاہ چہرہ دیکھا تو فریاد کرنے لگی اور حقیقت کا اعتراف کیا کہ میں سب کچھ جانتی ہوں اور میری ہی وجہ سے سب کچھ ہوا ہے اب مجھے معاف فرمائیں میں اپنے کردار سے تائب ہوں۔ حضرت علیؑ نے دعا فرمائی اے خدا اگر یہ عورت سچ کہتی ہے اور درحقیقت تائب ہوئی ہے تو اسے پہلے حال پر پلٹا دے۔ مگر اس چہرے کی سیاہی ختم نہ ہوئی۔ تب حضرت علیؑ نے فرمایا اے ملعونہ تو کس طرح تائب ہوئی ہے کہ خدا نے تجھے معاف ہی نہیں کیا۔ پھر آپؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا اس بڑھیا کو مدینہ سے باہر لے جا کر رحم کریں۔

کھجور کا درخت

جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ میرا ایک فرزند مشکل بیماری میں مبتلا ہو گیا تھا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی آپ اس کے متعلق دعا فرمائیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا علیؑ سے کہو۔ "علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں"۔ جابر کہتے ہیں علیؑ کے متعلق میرے دل میں تھوڑا سا شک گزرا مجھے معلوم ہوا کہ علیؑ قبرستان میں تشریف فرما ہیں۔ میں آپ کی خدمت حاضر ہوا۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے سلام عرض کیا اور جو رسول خداؐ سے بات ہوئی تھی وہ عرض کی آپ نے فرمایا ہاں یہ بات درست ہے۔ آپ کھڑے ہوئے اور کھجور کے درخت کے پاس گئے۔ آپ نے فرمایا اے کھجور میں کون ہوں۔ جابر کا بیان ہے۔ کھجور کے کراہنے کی آواز میں نے سنی۔ کھجور کہہ رہی تھی۔ "آپ امیر المومنین ہیں رب العالمین کے رسول کے وحی ہیں آپ آیت کبریٰ ہیں۔ آپ حجت کبریٰ

ہیں یہ کہہ کر کھجور خاموش ہو گئی۔

حضرت میری طرف متوجہ ہوئے فرمانے لگے اے جاڑاب تمہارے دل سے شک دور ہو گیا اور تمہارا ذہن صاف ہو گیا جو کچھ تم نے کھجور سے سنا اس کو پوشیدہ رکھنا اور نا فہم سے چھپائے رکھنا۔

چھوے کی صورت

جناب عمار روایت کرتے ہیں میں امیر المومنین کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک آدمی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کرنے لگا میری تکلیف دور فرمائیے اس پریشانی سے نجات دلائیے آپ نے فرمایا تجھے کیا تکلیف ہے اس شخص نے عرض کی ضیرنی نامی ایک شخص نے میری عورت چھین لی ہے یا حضرت میں آپ کا ملنے والا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس فاسق اور فاجر کو میرے پاس لاؤ۔ میں اس کو بلانے کے لئے باہر روانہ ہوا۔ وہ بازار میں اپنے دوستوں سے بات چیت کر رہا تھا۔ میں نے اسے امیر المومنین کے سامنے لا کھڑا کیا۔ اس وقت امیر المومنین کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ جب ضیرنی حضرت کے سامنے کھڑا ہوا تو یہ کہنے لگا پوشیدہ باتیں کون جانتا ہے۔ ضمائر کا علم کس کو ہے ادھام کی خبر کس کو ہے یہ سب باتیں میں جانتا ہوں (اے علی) جو آپ کے سامنے ذلت کی حالت میں کھڑا ہوا ہے۔

حضرت امیر المومنین نے فرمایا اور لعین بن لعین زنیم کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں آنکھ کی خیانت اور دل کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہوں۔ میں اللہ کی زمین پر اس کے بندوں پر بھت خدا ہوں۔ تم مومنین کی خدمت کی حرمت کی ہتک کرتے ہو اور کیا یہ کچھتے ہو کہ میری فوری سزا اور اللہ کی دیر میں آنے

والی سزا سے بچ جاؤ گے۔ فرمایا اے عمارؓ اس کے کپڑے اندر دو۔ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت اس کی طرف بڑھے اور فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شکافتہ اور روح کی جان بخشی مومن کا بدلہ میرے سوائے کوئی نہیں لے سکتا۔ حضرت نے اپنی چھڑی کو اس کی تلی کے مقام پر لگاتے ہوئے فرمایا۔ مسخ ہو جاؤ خدا تم پر لعنت کرے۔ عمارؓ اور دیگر صحابہ نے دیکھا کہ خدا نے اس کو کچھوے کی صورت میں مسخ کر دیا حضرت نے اس سے فرمایا ہتھارا ٹھکانہ جنگل اور بیاباں ہوں گے جہاں اللہ تعالیٰ تمہیں چالیں دن بعد کہیں پانی کا کھوٹ میرے گا پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ترجمہ (تم ان لوگوں کو جلتے ہو جو تم میں سے تھے جنہوں نے ہفتہ کے روز زیادتی کی تھی ہم نے ان سے کہا بندوں کی صورت میں مسخ ہو جاؤ۔ ہم نے ان کے اس وقت اور آنے والے لوگوں کے لئے عذاب بنایا پر ہمیز گاروں کے لئے نصیحت ہے)

غطفہ جن کی شکل

سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابطح میں تشریف فرما تھے آپ کے پاس آپ کے اصحاب کی ایک جماعت موجود تھی آپ ہم سے باتیں فرما رہے تھے ہم نے دیکھا کہ ہوا کا بگولہ بلند ہوا۔ گرد و غبار بلند ہونا شروع ہوا۔ بگولہ رسول اللہ کے سامنے آکر رک گیا اس بگولے میں سے ایک شخص باہر نکلا اور کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسول میں اپنی قوم کا قاصد بن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ اپنا ایک اچھی ہمارے ساتھ روانہ فرمائے جو میری قوم کے پاس جا کر ہمارے درمیان حکم

خدا اور کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرے کیونکہ بعض نے ہمارے ساتھ بغاوت کر دی ہے۔ رسول خدا نے فرمایا۔ تم کون ہو۔ تمہاری قوم کا کیا نام ہے۔ اس نے عرض کی میرا نام غطفہ بن شمران ہے میں بنو نجاہ کا ایک فرد ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر مبعوث کیا تو ہم آپ پر ایمان لائے ہیں۔ جو بات آپ نے بتائی ہے ہم نے اس کی تصدیق کی ہے۔ کچھ لوگوں نے مخالفت کی ہے اس وجہ سے ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف ہو گیا ہے اور وہ ہم سے تعداد اور قوت میں زیادہ ہیں۔ انھوں نے ہمارے چشموں اور چراگا ہوں پر قبضہ کر لیا ہے ہمیں نقصان پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے رسول اپنا آدمی ہمارے ساتھ فرمائیں جو ہمارے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ صادر کر دے۔ رسول نے فرمایا تم اپنے چہرے سے نقاب اٹھاؤ تاکہ ہم تمہاری اصلی شکل دیکھ لیں۔ سلمان کا بیان ہے اس نے اپنی اصلی صورت ظاہر کی۔ ہم نے اس کو ایک ایسے شخص کی صورت میں دیکھا جس کے جسم پر بہت سے بال تھے۔ سر لمبا تھا۔ آنکھیں چوڑی تھیں۔ اس کی دونوں آنکھیں پیشانی پر تھیں۔ اس کے دانت پھاڑنے والے جانوروں کی طرح تھے۔ سبیل سیکنہ حیدر باطنی آباد

رسول خدا غطفہ کو دیکھنے کے بعد باری باری اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے مگر کسی کو اتنی ہمت نہ ہوئی کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرتا۔ آخر رسول خدا نے حضرت علیؑ کو طلب فرمایا۔ اور فرمایا اے علیؑ تم غطفہ کے ساتھ چلے جاؤ اس کی قوم کے پاس جا کر چھان بین کرو اور ان کے درمیان صحیح فیصلہ کرو۔ امیر المومنین حضرت علیؑ تلوار لگا کر غطفہ کے ساتھ چل دئے سلمان کا بیان ہے کہ میں ان دونوں کے پیچھے چلتا رہا حضرت ایک وادی کے

درمیان پہنچ گئے تو حضرت نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اے ابو عبد اللہ۔ اللہ تعالیٰ تیری کوشش کا شکر گزار ہے۔ اب تم واپس جاؤ سلمان کا بیان ہے کہ میں رک گیا دونوں زمین شکافتہ ہو گئی اور دونوں زمین کے اندر چل گئے۔ زمین پھلے کی طرح جھگنی پھر میں واپس روانہ ہو گیا۔ لیکن میرا دل امیر المومنین کی ہلاکت کے خوف سے حسرت اور یاس میں مبتلا تھا۔ رسول خدا نے صبح کے وقت لوگوں کو نماز پڑھائی اور کوہ صفا پر آکر تشریف فرما ہو گئے۔ امیر المومنین کے آنے میں تاخیر ہو گئی دن بلند ہو چکا تھا۔ لوگوں نے کئی قسم کی باتیں شروع کر دیں۔ یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا۔ رسول اللہ نے نماز عصر ادا فرمائی پھر آکر کوہ صفا پر تشریف فرما ہو گئے۔ سورج ڈوبنے کا وقت قریب آگیا۔ اسی اثناء میں کوہ صفا شکافتہ ہوا اور امیر المومنین نمودار ہوئے۔ آپ کی تلوار سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے اور غطفہ جن بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ رسول اللہ نے آگے بڑھ کر علی کی دونوں آنکھوں اور پیشانی کا بوسہ لیا اور فرمایا اے علی اس وقت تک آپ کو کس نے روک لیا تھا۔ حضرت علی نے عرض کی جو منافق تھے۔ انھیں میں نے تین باتوں کی دعوت دی لیکن انھوں نے انکار کیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دی آپ کی دعوت دی انھوں نے انکار کیا میں نے انھیں جزیہ ادا کرنے کو کہا اس سے بھی انھوں نے انکار کیا بعض چراگاہیں چٹھے غطفہ اور اس کی قوم کے تھے اس کی واپسی کے متعلق ان سے کہا اس سے بھی انھوں نے انکار کیا۔ تب میں نے تلوار کے ذریعہ ان سے جہاد شروع کر دیا بہت سوں کو قتل کیا جب انھوں نے دیکھا کہ بھل گئے کی کوئی صورت نہیں تو امان اور صلح پر آمادہ ہو گئے۔ پھر ایمان لا کر آپس میں بھائی بھائی

ہو گئے اس وقت تک ان میں جتنے جھگڑے تھے وہ سب ختم ہو گئے ہیں۔
 غطرفہ عرض کرنے لگا۔ ہماری طرف سے رسول اللہ اور امیر المومنین کو اللہ
 تعالیٰ بہترین بدلہ دے۔

شہد کی مکھی

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن اللہ کے رسول
 کے ساتھ ایک گلی میں جا رہا تھا۔ علیؑ کا ہاتھ رسول اللہ کے ہاتھ میں تھا۔ ہمارا
 گزر ایک شہد کی مکھی کے پاس سے ہوا۔ مکھی نے چلا کر کہا یہ (محمدؐ) ہیں جو
 انبیاء کے سردار ہیں یہ علیؑ ہیں جو اوصیاء کے سردار ہیں پھر ہمارا گزر ایک اور
 شہد کی مکھی کے پاس سے ہوا۔ مکھی نے چلا کر کہا یہ (محمدؐ) ہدایت یافتہ ہیں اور
 یہ علیؑ ہدایت کرنے والے ہیں پھر ہم ایک اور شہد کی مکھی کے پاس سے
 گزرے۔ مکھی نے چلا کر کہا یہ محمدؐ ہیں جو اللہ کے رسول ہیں اور یہ علیؑ جو
 اللہ تعالیٰ کی تلوار ہیں۔ نبیؐ نے فرمایا اے علیؑ اس کا نام صیحانی رکھو اس دن
 سے اس کا نام صیحانی پڑ گیا۔

بددعا کا اثر

علامہ جلال الدین سیوطی کی تاریخ الخلفاء کے حوالے سے بیان کیا جا رہا ہے
 کہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص سے کچھ فرمایا۔ اس شخص نے آپ
 کی بات کو جھٹلایا تو آپ نے فرمایا اگر تو جھوٹا ہے تو آپ میں تیرے لئے بددعا
 کروں گا اس شخص نے کہا آپ ضرور کریں چنانچہ آپ نے اسی وقت اس شخص
 کے لئے بددعا کی وہ شخص اپنی جگہ سے ہلا بھی نہ تھا کہ اندھا ہو گیا۔

حدیث چھپانے کا انجام

زید بن ارقم کہتے ہیں کہ جناب حضرت علیؑ امیر المومنین نے لوگوں سے قسم دیکر پوچھا کہ جس نے غدیر کے روز حدیث سنی ہے وہ کھڑا ہو کر بیان کرے لوگوں میں صرف بارہ بدری صحابی اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے اس کی گواہی دی۔ زید بن ارقم کہتے ہیں میں بھی ان لوگوں میں تھا جنھوں نے اس حدیث کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا پس میں نے اس کو پوشیدہ رکھا۔ پس خدا نے مجھے اندھا کر دیا زید بن ارقم اس حدیث کی گواہی نہ دینے پر نادم رہے تمام عمر توبہ کرتے رہے اس طرح انس بن مالک بھی ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے اس حدیث کو رسول اللہ سے سنا تھا مگر انھوں نے بھی اس حدیث کو پوشیدہ رکھا۔ اس پر حضرت علیؑ نے فرمایا اگر یہ جھوٹ کہتے ہیں تو ان کی پیشانی پر برص کا ایسا داغ لگا دے کہ وہ عمامہ سے نہ چھپ سکے۔ طلحہ بن عمیر کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے اس برص کے نشان کو ان کی پیشانی پر دیکھا تھا جس کو ان کا عمامہ بھی چھپانہ سکا۔

دیوار کا گرنا

حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کی روشن کرامات میں سے یہ بھی ہے جس کی روایت حضرت امام جعفر صادقؑ کہتے ہیں کہ جناب امیر کے سامنے دو آدمیوں نے اپنا ٹھکڑا پیش کیا۔ آپ ایک دیوار کے نیچے تصفیہ کے لئے بیٹھ گئے۔ ایک شخص کہنے لگا یا امیر المومنین یہ دیوار گر رہی ہے آپ نے فرمایا تو چلا جا خدا نگہبان ہے آپ ان دونوں کے درمیاں تصفیہ کر کے اٹھے ہی تھے کہ دیوار گر گئی۔

مست اونٹ کا واقعہ

ہوں۔ اس سبب سے بچاؤ کے لئے

کفایت المومنین میں ابن عباس سے
آذر بایجان کے علاقہ میں ایک شخص رہتا
ایک روز مستی کی حالت میں اونٹ مہر
باوجود کوشش کے قابو میں نہ آسکا۔ سب
اپنی پریشانی بیان کرنا کہ ان کی دعا کی برکت

وہ شخص حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوا
پہلے پریشانی بیان کی آپ نے
جواب دیا کہ تجھ کو استغفار بڑھنا چاہئے تاکہ تیرا مدعا حاصل ہو اس نے عرض کی
یا امیر المومنین میں نے بہت کچھ کیا ہے مگر کچھ نہیں ہوا۔ اس کے بعد حضرت عمر
نے ایک خط لکھ کر دیا اور فرمایا کہ اس کو اونٹ کے سامنے ڈال دے تیرا مدعا
حاصل ہو جائے گا اس شخص نے ایسا ہی کیا اور خط کو اونٹ کے سامنے ڈال
دیا۔ خط کا ڈالنا تھا کہ اونٹ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کا جسم زخمی کر دیا۔ چند
لوگوں نے اسے بڑی مشکل سے بچایا چند روز بیمار رہا صحت یاب ہونے کے بعد
پھر حضرت عمر کے کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنے پہرے کے زخم دکھلا کر پورا
ماجرا بیان کیا اور التماس کی کہ مجھے اس پریشانی سے نجات دلائیں۔ آپ نے
فرمایا حق تعالیٰ نے ہر کام کے لئے ایک شخص کو پیدا کیا ہے اے ابن عباس تم
اس شخص کو علی بن ابی طالب کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ یہ دونوں حضرت علی
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا اس شخص نے بیان کیا۔ حضرت نے
مسکرا کر فرمایا تیرا اونٹ ہے وہاں جا کر یہ دعا پڑھ۔

(ترجمہ) بارالہا تیرے نبی کا واسطہ جو نبی رحمت ہیں اور ان کے اہلبیت کا
واسطہ جن کو تو نے تمام عوام پر فوقیت دی ہے میں تیری طرف متوجہ ہوتا

ساختی کو میرے لئے آسان کر دے اور مجھ کو اس کے شر
 نہ تو ہی بچانے والا عافیت دینے والا ہے)

سب واپس چلا گیا۔ دوسرے سال جب حج کے لئے آیا تو اسی وانٹ پر
 بیٹھ کر آیا آپ نے فرمایا تیرا حال تو بیان کرے گا یا میں کروں۔ اس شخص نے
 عرض کی یا امیرالمومنین آپ ہی کریں۔ فرمایا جب تیری اونٹ پر نظر پڑی
 تو نے وہ دعا پڑھی تو اونٹ ہنایت عجز و نیاز کے ساتھ تیرے سامنے بیٹھ گیا
 عرض کیا آپ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔

حضرت علی امیرالمومنین نے فرمایا اے ابن عباس اگر کسی کو کوئی مشکل
 پیش آئے یا مال میں کچھ نقصان ہو یا اہل و عیال میں کوئی بیمار ہو تو خضوع و
 خشوع کے ساتھ اس کو چاہئے کہ دعا پڑھے اور اپنی حاجت طلب کرے
 خداوند کریم اس کی حاجت بر لائے گا۔

پتھر کا سونا

بی بی فتنہ ایک روز بازار سے لوہے کا ایک ٹکڑا اور کچھ ادویات خرید کر
 حضرت علی مشکل کشا کی خدمت میں پیش کی اور آپ کی خدمت میں عرض کی
 کہ میں ان ادویات کی مدد سے سونا بنانا چاہتی ہوں تاکہ اسے بازار میں فروخت
 کر کے اپنے بچوں کا پیٹ بھر سکوں فتنہ کی عرض سن کر امیرالمومنین
 مسکرائے اور فرمایا یہ سامنے جو پتھر بڑا ہے اسے اٹھا کر لاؤ۔ جب وہ پتھر لے کر
 آپ کے پاس پہنچی تو آپ نے پتھر کی طرف اشارہ کیا پتھر یکدم سونے میں
 تبدیل ہو گیا۔ بی بی فتنہ یہ دیکھ کر تعجب میں رہ گئیں پھر آپ نے زمین کی
 طرف دیکھنے کو کہا آپ نے زمین کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔ زمین میں شگاف

ہو گیا۔ فضہ نے یہ دیکھا کہ سونے کی نہر جاری ہے یہ دیکھ کر انھیں مزید تعجب ہوا تب امیر المومنین نے ارشاد فرمایا۔ ہمارا فقر و فاقہ رضا الہی کے لئے ہے نہ کہ کسی مجبوری کے سبب ہے۔ ہم کو پروردگار عالم نے ہر چیز پر اختیار عطا فرمایا ہے ہم خود اس دنیا کی لذت کو ترک کر کے صرف عقبیٰ کی لذت حاصل کرتے ہیں پھر آپ نے فرمایا یہ سختی اور پتھر اسی سونے کی نہر میں ڈال دو۔ اس کے بعد آپ نے اشارہ فرمایا تو شکاف بند ہو گیا۔ اس وقت حجابِ فضہ کو محسوس ہوا کہ وہ جس گھر میں آئی ہیں اس گھر کے افراد کس مرتبہ پر فائز ہیں اور کردار کی کس منزل پر ہیں۔

ایک ہاشمی سلطنت

حضرت امیر المومنین نے ایک منظوم کلام میں فرمایا کہ دنیا میں بنی ہاشم کی ایک ہی حکومت رہ جائے گی جہاں آخر میں ایک نا تجربہ کار بے عمل اور دوسروں کے رحم و کرم و مشورے پر زندگی بسر کرنے والا لڑکا حکمران ہو گا جس پر اس ہاشمی سلطنت کا خاتمہ ہو جائے گا اس کے بعد دنیا میں کسی بھی جگہ ہاشمی حکومت نہ رہے گی۔

حضرت علی کی پیش گوئی ہے اس وقت سوائے اردن کے کوئی ہاشمی حکومت نہیں۔ فی الحال وہاں کے حالات ایسے نہیں ہیں لیکن موجودہ شاہ حسین کے بعد کسی وقت بھی ایسا محسوس وقت آسکتا ہے خدا اردن پر رحم کرے۔

(بحوالہ ایک ہی راستہ)

اژدہا بن گیا

حضرت سلمان فارسیؓ سے منقول ہے کہ ایک شخص جو اکابر بنی عدی سے تھا جہاں کہیں ہوتا کہ آپ کے محبوب کو گالیاں بکتا اور برا بھلا کہتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت علیؓ ایک کمان ہاتھ میں لئے باغات کی طرف جا رہے تھے ناگاہ اس شخص سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تو ہمارے محبوب کو برا بھلا کہتا ہے اس نے جواب دیا ہاں میں کہتا ہوں مجھے کون منع کر سکتا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا ایسا ہی ہے آپ نے اپنی کمان زمین پر گرادی کمان زمین پر گرتے ہی ایک بڑا خطرناک اژدہا بن گیا اور منہ کھولے ہوئے اس شخص کی طرف لپکا اس نے شور مچایا اور فریاد کی یا امیر المومنین میری توبہ ہے آئندہ کبھی ایسا نہ ہوگا آپ کو رحم آیا آپ نے زمین کی طرف ہاتھ بڑھایا آپ کے ہاتھ میں جیسی کمان تھی ویسی کمان بن گئی۔

پتھر پر نشان

مستند روایت کے ساتھ مختلف کتابوں میں مختلف طریقوں سے درج ہے جو کہ آپ کا ایک بہت بڑا معجزہ ہے کہ آپ نے پتھر پر ہاتھ مارا تو اس سخت پتھر پر نشان اُگیا وہ پتھر کوفہ میں موجود ہے اس طرح کے پتھر مشہد۔ کف، تکریت۔ موصل قطیعیۃ الاتین وغیرہ میں بھی موجود ہے پاکستان میں بھی ایسے پتھر موجود ہیں جس سے سچہ چلتا ہے کہ آپ نے جہاں بھی اپنا ہاتھ مارا وہ یہ معجزہ عیاں ہوا اس طرح کا ایک پتھر حیدر آباد سندھ۔ قدم گاہ مولا علیؓ۔ اسٹیشن روڈ میں بھی موجود ہے جو میرے خیال میں بحالت نماز کا ہے اس پتھر کی زیارت

لاکھوں کی تعداد میں مسلمان کر چکے ہیں اور اب بھی یہ پتھر موجود ہے۔

یہودی نے آزمایا

مقاب آل ابی طالب نے مختلف طریقوں سے تحریر کیا ہے ایک دن ایک یہودی آیا اور عرض کی یا محمدؐ آپ کی دعا قبول ہوتی ہے تو آپ ہمارے سردار کے فرزند کے فرزند کے حق میں دعا کریں جو برص کی بیماری میں مبتلا ہے۔ حضورؐ نے علیؑ سے فرمایا اے ابوالحسن اس کی عافیت کے متعلق دعا کیجئے۔ حضرت امیر نے دعا کی اللہ نے اسے ٹھیک کر دیا اور وہ تمام لوگوں سے خوبصورت ہو گیا اور وہ ایمان لے آیا اس کے باپ نے کہا کہ یہ اپنی صحت کے مطابق ٹھیک ہو گیا ہے اور اب ہمیں بد دعا کریں حضرت علیؑ نے بارگاہ الہی میں دعا کی اے معبود اے اس کے بیٹے کے مرض میں گرفتار کروہ شخص اسی وقت برص میں مبتلا ہو گیا اور چالیس سال تک اسی حالت میں کائنات میں عبرت کا مقام بنا رہا۔

فرشتوں کی تعداد

محمد صالح کشفی۔ کوکب درمی میں مستند حوالوں کے ساتھ یہ معجزہ تحریر کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ ایک مرتبہ حجاب سیدہ کے دولت سرا میں تشریف رکھتے تھے آپؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا۔ اے بھائی تم دروازہ بند کر لو۔ کیونکہ فرشتے میرے پاس موجود ہیں مجھ سے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ پس گروہ گروہ ملائکہ آتے رہے اور تعلیم لے کر جاتے رہے میں نے ان کی آواز سنکر معلوم کر لیا کہ آپ کے پاس تین سو پچیس فرشتے تعلیم کے لئے آئے ہیں جب تعلیم سے فارغ ہو چکے تو میں نے عرض کی یا حضرت آپ کے پاس تین سو پچیس فرشتے

آئے تھے۔ آپ نے فرمایا تمہیں کیونکہ معلوم ہوا میں نے عرض کی میں نے اتنی ہی آوازیں سنی تھیں جس سے مجھے سہ چل گیا آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا علیٰ خدا تیرے ایمان اور علم کو زیادہ کرے۔

قرآن کی تلاوت

مستند ترین کتب میں روایت مختلف طریقوں سے کی گئی ہے۔ کوکب دری میں مستند کتابوں کے حوالے سے روایت کی ہے کہ جناب امیر کا ایک بڑا معجزہ یہ بھی ہے کہ آپ جس وقت سواری کے لئے پاؤں رکاب میں رکھتے تو قرآن مجید کی تلاوت شروع کرتے اور جب تک دوسرا پاؤں رکاب میں پہنچتا قرآن ختم کر دیتے تھے۔

بغض کا انجام

مسلمان ہو کر بغض علیٰ رکھے اس سے بڑھ کر دنیا میں بد بخت اور جہنمی کون ہو سکتا ہے۔ تاریخ کے صفحات گواہ ہیں آپ کو برا کہنے والے کا انجام کس قدر عبرتناک ہوا۔ بارہا مرتبہ دیکھا کہ ایسے ملعون کو سخت سزا ملی کوئی کھوڑے سے گر کر مر گیا کسی کو اونٹ نے مار دیا۔ کسی کے سر پر آسمان سے پتھر گرا اس سے ہلاک ہو گیا۔ کوئی خطرناک بیماری میں مبتلا ہو گیا اور جو لوگ اس دنیا میں سزا سے بچ گئے وہ یوم آخرت میں سخت ترین سزا کے مرتکب ہو گئے۔ افسوس کہ زمانہ قدیم سے لیکر دور حاضر تک ایسے مسلمان بد بخت ناری سلمے آتے رہتے ہیں جو خود ہی جہنم کے خریدار بن چکے ہیں یہاں پر شواہد البتوۃ اور کوکب دری کے حوالے سے ایسے بد بختوں کا انجام لکھا جا رہا ہے جو کہ مولا علی کا ایک معجزہ ہے کہ انھیں بروقت سزا ملی۔

ایک شخص مدینہ میں امیرالمومنین حضرت علیؑ کو برا کہتا تھا۔ اتفاقاً وہ شخص ایک روز اپنے اونٹ کو باہر چھوڑ کر مسجد میں آکر ایک مجمع میں بیٹھ گیا۔ اونٹ اپنی جگہ سے اٹھ کر مسجد میں کھس آیا اور اس بد بخت شخص کو اپنے سینہ سے دبا دیا اور کچل کچل کر مار ڈالا۔

مندرجہ بالا کتاب میں تحریر ہے کہ ابراہیم بن ہشام فزروی والی مدینہ برروز جمعہ کو مجھے (عبداللہ کو) میرے نزدیک بٹھا کر امیرالمومنین کی شان میں گستاخی کرتا۔ ایک جمعہ کو مجمع کثیر مسجد میں جمع تھا۔ میں منبر کے پیلو میں سوچتے سوچتے سو گیا دیکھا کہ قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شق ہو گئی اور اس میں سے ایک مرد سفید لباس پہنے نکلا اور کہا اے عبداللہ اس شخص کو باتیں تجھے غمگین کرتی ہیں میں نے عرض کی ہاں فرمایا آنکھ کھول کر دیکھ خدا تعالیٰ اس کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے جب میں نے آنکھ کھول کر دیکھا تو وہ منبر سے گرا اور مر گیا۔ بظاہر دیکھا جائے تو منبر کی بلندی زیادہ سے زیادہ دو فٹ ہو سکتی ہے اور صرف دو فٹ کی بلندی سے گر کر ایسے شخص کا مرجانا مولا مشکل کشا کے ساتھ گستاخی کی ایک سزا ہے یہی مولا علیؑ کا معجزہ ہے جہاں وہ مشکل سے گھرے ہوئے لوگوں کو مشکل کے بھنور سے نکالتے ہیں وہاں ایسے بد بختوں کو غیبی و روحانی قوت کے ذریعہ سزا دینے کا بھی اختیار رکھتے ہیں۔

نہر کا پانی

مشکل کشا کا یہ بھی بڑا معجزہ ہے کہ آپؐ نے جو کچھ فرما دیا وہی ہوا اس طرح کا ایک معجزہ کوکب دری نے روضۃ الصفا جلد ہفتم کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ حد و بابل میں ایک نہر ہے۔ امیرالمومنین حضرت علیؑ نے وہاں کے ایک

باشندے پر ایک خاص رقم مقرر کر رکھی ہے ہر سال خدا کی راہ میں دے اگر مقررہ رقم دے دیتے ہیں تو پانی ان کی نالیوں میں بہرہ دیتا ہے اگر رقم راہ خدا میں نہیں دیتے تو پانی ان کی نالیوں میں نہیں بہرہ دیتا۔

کھوپڑی سے کلام

کوکب دری کے مولف محمد صالح نے احسن الکبار سے ایک مردہ کھوپڑی سے کلام کرنے کا معجزہ درج کیا ہے امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ ایک روز امیر المومنین نے بابل کی سرزمین میں ایک انسانی کھوپڑی پڑی دیکھی اس سے خطاب کر کے فرمایا اے نجمہ (سر کی کھوپڑی) تو کون ہے اس نے جواب دیا میں فلاں بن فلاں۔ فلاں ملک کا بادشاہ تھا۔ جناب امیر نے فرمایا میں علی مرتضیٰ ہوں محمد کا وصی ہوں مجھ سے بیان کرنا جو کچھ تو نے اپنی زندگی میں دیکھا جو کچھ عمل میں لایا۔ کھوپڑی نے بولنا شروع کیا اور اول سے آخر تک اپنی عمر کے تمام برے حالات ایک ایک کر کے بیان کئے اور جس جگہ پر کھوپڑی نے حضرت امیر سے کلام کیا تھا وہاں لوگوں نے ایک مسجد تعمیر کی اور اس کا نام مسجد نجمہ (کھوپڑی کی مسجد) رکھا ہے اس علاقہ میں وہ مسجد اس قدر مشہور ہے کہ لوگ وہاں جا کر نماز پڑھتے ہیں اور قاضی الحاجات سے اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں۔

ام فردہ کو زندہ کرنا

مشکل کشا کا ایک بہت بڑا معجزہ یہ بھی ہے جس کو کوکب دری نے احسن الکبار کے حوالے سے درج کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کے زمانہ میں ام فردہ نام کی ایک عورت تھی جو نہایت عبادت گزار حب آل رسول دل میں رکھتی

تھی۔ ایک روز اس کا ایک منافق مالدار سے مناظرہ اور مباحثہ کرنے کا اتفاق ہوا۔ چونکہ اس پاکدامن نے آل رسول کے فضائل و مناقب میں بہت کچھ بیان کیا۔ اس منافق نے اس قدر مارا کہ وہ ہلاک ہو گئی اس کے شوہر نے استغاثہ اور طلب اعانت کرنے کے بعد اس کو دفن کر دیا اور حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوا چونکہ آپ اس رند وادی قرئے میں تشریف فرما تھے۔ اس لئے اوجھڑا کر گیا اور واپسی پر زیارت سے مشرف ہوا بے شمار گریہ زاری اور رونے کے بعد سارا واقعہ عرض کیا۔ امیر المومنین نے اس عورت کی قبر پر دو رکعت نماز پڑھی اور ہاتھ اٹھا کر یوں دعا فرمائی (اے مرنے کے بعد نفوس کو زندہ کرنے والے اور جو ہڈیوں کو فوت ہونے کے بعد زندہ اٹھانے والے مام فردہ کو ہمارے لئے زندہ کر دے اور اس کو اپنے عاصی اور نافرمان بندوں کے لئے عبرت کا باعث کر) بعد ازاں اس کی قبر کی طرف نگاہ کی ایک شکاف دیکھا جس میں ایک پرندہ انار کا دانہ چوخی میں لئے جاتا اور باہر آتا ہے۔ امیر کی طرف اشارہ کرتا ہے ناگاہ قبر شکافہ ہو گئی اور ام فردہ سندس کی ایک چادر سر پر اوڑھے باہر آئی اور امیر المومنین کو سلام عرض کر کے کہنے لگی۔ بے ایمان منافق چلے جاتے ہیں کہ آپ کی ولایت کے نور کو پوشیدہ کریں۔ لیکن نہیں کر سکتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ترجمہ (وہ چلے جاتے ہیں اللہ کے نور کو اپنے مومنوں سے بچھا دیں اور اللہ اپنے نور کو کامل کرنے والا ہے اگرچہ کافر کراہت کریں) اس کے بعد ام فردہ کئی سال زندہ رہیں اور اس سے جو بچے پیدا ہوئے وہ دشت کر بلا میں امام مظلوم کے ہمراہ سعادت شہادت پر فائز ہوئے۔

حضرت داؤد اور نام علیؑ

جناب الحاج صائم چشتی السنی الحنفی اپنی مایہ ناز تصنیف مشکل کشا جلد اول صفحہ ۱۱۱ پر مستند حوالے کے ساتھ درج کرتے ہیں کہ حضرت امیر خسرو فرماتے ہیں میرے شیخ معظم عالی جناب خواجہ نظام الدین اولیاء نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول کریم کی خدمت میں حضرت داؤد کی بابت بیان ہو رہا تھا کہ آپ کے ہاتھ میں لوہا نرم ہو جاتا تھا اور پھر آپ اس سے زرہ تیار کر لیتے تھے۔ رسول کریم نے ارشاد فرمایا جب داؤد علیہ السلام ہاتھ میں لوہا لیا کرتے تھے تو حضرت علی کا نام لیا کرتے تھے اور لوہا آپ کے ہاتھوں میں نرم ہو جاتا تھا کتنی بڑی بات ہے کہ حضرت داؤد اللہ کے نبی ہونے کے باوجود بھی اپنے معجزے کے وقت علی کا نام لیتے تھے اور لوہا نرم ہو جاتا تھا۔

تخلیق آدمؑ سے قبل

میرے نزدیک مولا علیؑ مشکل کشا شیر خدا کا اس سے بڑھ کر اور کیا معجزہ ہوگا کہ جب کچھ بھی نہ تھا اس وقت بھی آپ کا نور تھا۔ نافہم نا سمجھ سکیں گے اور ان کو سمجھنا میری مراد نہیں بلکہ جب دار مولا علیؑ کے ایمان کو تازہ کر کے خیر حاصل کرنا ہے جناب الحاج صائم چشتی اپنی مشہور و معروف مستند کتاب میں مختلف حوالوں کے ساتھ علیؑ کو نور ملنے والوں کو چیلنج کے ساتھ مستند ترین اہلسنت روایت کی مدد سے تحریر کرتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ نے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں اور علیؑ تخلیق آدمؑ سے چودہ ہزار برس پہلے ایک نور کی صورت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں موجود تھے پھر جب اللہ نے آدمؑ کو پیدا کیا تو اس نور کو دو اجزاء میں تقسیم فرمایا۔ چنانچہ ایک جزم میں اور ایک جزم علیؑ ہیں۔

نعرہ حیدری کی قوت

امیر خسرو فرماتے ہیں کہ میرے لعت نے پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔
امیر المومنین حضرت علیؑ نے شام کی طرف چڑھائی کی تو کامیابی کے آثار نہ
دیکھ کر آپ نے نعرہ مارا جس سے تمام ملکوت میں ہتککے مچ گیا اور فرشتے تسبیح
بھول گئے اور بارگاہ الہی میں عرض پرداز ہوئے کہ الہی یہ کیسی آواز ہے جس سے
ہمارا کام بھی چھوٹ گیا۔ فرمان الہی ہوا یہ علیؑ کا نعرہ ہے جو ہم سے امداد کا طالب
ہے جا کر اس کی معاونت کرو اس طرح امیر خسرو فرماتے ہیں کہ میرے شیخ
خواجہ نظام الدینؒ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ امیر المومنین کو اسد اللہ اس
لئے کہتے ہیں کہ آپ کو یہ خطاب آسمان سے حاصل ہوا۔ یعنی اللہ نے فرمایا علیؑ
میرا شیر ہے اور پھر فرمایا کہ علیؑ نعرہ لگاتے تو اس نعرہ کی ہیبت سے چرند پرند
اور درند ہلاک ہو جاتے ہیں۔

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ جب بھی دشمن سے مقابلے کے وقت
نعرہ حیدری بلند ہوتا ہے تو دشمن اپنے حوش و ہواں کھو بیٹھتا ہے جب بھی کوئی
مومنین نام علیؑ لیتا ہے تو مصائب و پریشانی سے نجات پاتا ہے ہر مشکل پر
مصیبت میں کام آنے والا نام علیؑ اور علیؑ ہی ہے۔

شب معراج علیؑ کی آواز

شیعہ سنی دونوں بھائی بڑے فکر کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور منافق انکار
کرتے ہیں ان سے تو ہمیں کوئی کلام نہیں جو معراج ہی سے انکار کرتے ہیں۔
سنی شیعہ دونوں بھائی کتب میں کثرت سے روایت موجود ہے کہ خداوند کریم
نے شب معراج اپنے پیارے حبیبؐ سے علیؑ کی زبان میں علیؑ کی آواز میں کلام

کیا۔ ارجح المطالب صفحہ ۱۶۲۹ اور دور جدید کے عالم الحلاج صائم چشتی اپنی مایہ ناز تصنیف مشکل کشا میں تحریر کرتے ہیں۔

عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسول خداؐ سے سنا لوگوں نے حضرتؓ سے پوچھا یا رسول اللہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے کس کی آواز کے ساتھ کلام کیا تھا۔ فرمایا علیؑ کی آواز کے ساتھ میں نے عرض کی اے میرے پروردگار تو مجھ سے باتیں کر رہا ہے یا یہ کہ علیؑ۔ فرمایا اے احمد میں ایک ایسی چیز ہوں کہ کسی چیز کے ساتھ میرا قیاس نہیں کیا جاسکتا اور میں لوگوں جیسا نہیں اور نہ کوئی شخص میرے مشابہ ہے میں نے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور علیؑ کو تیرے نور سے پیدا کیا ہے میں تیرے دل کے بھید سے واقف ہوں تیرے قلب میں علیؑ سے زیادہ کسی کی محبت نہیں پس میں اسی کی آواز سے تیرے ساتھ ہمکلام ہوا تاکہ تیرے دل میں تسلی رہے۔ مشکل کشا کا اس سے بڑا اور کیا معجزہ ہو سکتا ہے کہ خداوند عالم نے آپؐ ہی کی زبان میں کلام کرنا پسند فرمایا۔

آسمانوں پر نکاح

مخلیق آدمؑ سے لیکر اب تک اور روز قیامت تک کیا یہ سعادت کسی کی حصہ میں آئی کہ کسی شخص کا نکاح عرش پر آسمانوں پر ہوا تھا تو جواب میں نہ ملے گا۔ گو کہ بڑے بڑے انبیاء بڑے بڑے اولیاء بڑے صاحب ایمان حضرات گزرے مگر یہ علیؑ مولا مشکل کشا کا ہی ایک معجزہ ہے یہ خدا کی علیؑ مولا پر عنایت ہے کہ آپ کا نکاح اس زمین سے قبل آسمانوں پر کر کے آپ کو وہ شرف وہ بلندی عطا کی جس سے ہر ایک محروم ہے ہر ایک بے بس دعا جز ہے چونکہ

میرے نزدیک یہ شرف کس طرح بھی ایک بہت بڑے معجزے سے کم نہیں اس لئے قارئین کی دل چسپی کے لئے تحریر کر رہا ہوں۔

حب دار اہلبیت الحاج صائم جنتی اپنی مشہور تصنیف مشکل کشا میں مختلف مستند ترین روایتوں کے ساتھ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیلؑ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا اور جنت کے سفیر ریشی کپڑے کا ٹکڑا جو وہ اپنے ساتھ لائے تھے پیش کیا۔ اس ریشی کپڑے پر نور سے دو سطریں مرقوم تھیں رسول اللہؐ نے جبرائیلؑ سے پوچھا اے برادر مکتوب کا مضمون کیا ہے۔

جبرائیلؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ اللہ نے آپ کو تمام مخلوق میں برگزیدہ فرمایا ہے اور آپ کے لئے بھائی اور ساتھی کا انتخاب فرمایا ہے اور فاطمہؑ کو اس کے سپرد کر دیا آپ فاطمہؑ کے ساتھ اس کا عقد فرمائیں اور اسے اپنی دامادی میں قبول فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا اے جبرائیلؑ میں نے اپنی کنیز فاطمہ بنت محمدؐ کے ساتھ اپنے بندہ خاص علی مرتضویؑ کا نکاح کر دیا ہے تو بھی اس نکاح مبارکہ کو ملائکہ کرام میں منعقد کر میں نے اللہ کے حکم کے مطابق ان دونوں برگزیدہ ہستیوں کا عقد نکاح کر کے تمام ملائکہ کو گواہ کیا اور یہ تمام واقعہ دساتر کی صورت میں اس ریشی کپڑے پر مرقوم کر دیا ہے اور مجھے حکم دیا گیا تھا کہ اسے آپ کی خدمت میں پہنچا دوں۔

نرسۃ المجالس میں مزید روایت بھی موجود ہے حضورؐ نے علیؑ سے فرمایا کہ جبرائیلؑ مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اللہ نے میری بیٹی فاطمہؑ کو تمہاری زوجیت میں دیدیا ہے اور ان کے نکاح پر چالیس ہزار فرشتوں کو گواہ بنایا اور شجر طوبیٰ کو

حکم دیا ان موتی یا قوت اور زبورات و بلبوسات کو نثار کریں۔ مزید تفصیلات
الصواعق المحرقة۔ اور البیان والبعین، نومة المجالس، ریاض النفرہ ارج
المطالب ودیگر کتب میں دیکھئے۔

مشکل کشاکش دعویٰ

حضرت مولانا محمد عبدالسلام قاری السنی الحنفی اپنی کتاب شہادت نواسہ
سیدالابرار میں صفحہ ۳۴۱ پر علیؑ مولانا مشکل کشا کے فضائل کے لئے بیان کرتے
ہوئے لکھتے ہیں جو کہ میرے نزدیک مشکل کشا کا سب سے بڑا معجزہ ہے کیونکہ
کسی ہستی میں اتنی جرات نہیں ہے کہ وہ اعلانیہ اجتماع دعویٰ کرے۔

حضرت سیدنا الطفیل عامر روایت کرتے ہیں کہ میں نے خود اپنے کانوں
سے مولانا علیؑ کو یہ فرماتے سنا۔ مجھ سے پوچھ اللہ تعالیٰ کی قسم قیامت تک جو
ہونے والا ہے میں تم کو بتاؤں گا تم مجھ سے نہیں پوچھ سکو گے میں تمہیں سب کچھ
بتاؤں گا حضرت سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں ہمارے زمانے میں
سوائے علیؑ کے کوئی ایسا نہ تھا جس نے یہ فرمایا ہو۔ پوچھ لو مجھ سے جو کچھ پوچھنا
ہے میں تم کو خبر دوں گا۔

مولف کتاب مزید آگے لکھتے ہیں کہ ثابت ہوا حضرت مولانا علیؑ المرتضیٰ
قیامت تک کے احوال کی خبر رکھتے تھے اور اسی لئے بالاتفاق تمام علوم سمندر
کنار آپ ہی ہیں اور تمام علم کی نہریں ان ہی کے چشمہ سے چلی ہیں۔ ولی۔
قطب، خوث ابدال، اوتار، درویش، قلندر، سالک، قاری، نقشبندی،
سہروردی، چشتی، معرفت، حقیقت، طریقت، شریعت، یہ سب علم کی نہریں
باب مدینۃ العلم کے فیض رساں ہیں۔

جب علیؑ سوار ہوئے

جناح صائم چشتی نے اپنی کتاب مشکل کشا میں محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب کے حوالے سے مولانا علیؑ کے فضائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں جو کہ ایک بڑا معجزہ ہے کیونکہ دیگر اصحاب کرام کو پہلے آزمایا گیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب اہل قبا کی درخواست پر حضور اکرمؐ نے وہاں مسجد بنانے کا ارادہ فرمایا تو آپؐ نے صحابہ کرام کو ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ہمارے ناقہ پر سوار ہو کہ اسے پھرانے۔

چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق ناقہ کی پشت پر سوار ہو گئے مگر ناقہ رسولؐ نہ اٹھا بعد ازاں حضرت عمرؓ سوار ہوئے مگر پھر بھی ناقہ رسولؐ نہ اٹھا اس کے بعد علیؑ مرتضیٰ نے اپنا پاؤں مبارک رکاب میں رکھا ہی تھا کہ ناقہ رسولؐ اٹھ کھڑا ہوا (صفحہ ۳۵۲) یہ ہے مولانا علیؑ کے پاؤں مبارک کا معجزہ کہ ناقہ رسولؐ ایک دم اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

میدان جنگ میں

مولانا علیؑ مشکل کشا کے قدم پر ہمیں معجزات ملتے ہیں آپؑ کی حیات مبارکہ کا ایک اور اہم بڑا معجزہ یہ بھی ہے کہ آپؑ فتح مند ہوئے بغیر واپس نہ آئے اور جب میدان جنگ میں ہوتے تو دائیں بائیں حضرت جبرائیلؑ حضرت میکائیلؑ ہوتے۔ حضرت عمرؓ عمر بن حبشی، عثمان بن عبد اللہ حضرت امام حسنؑ روایت کرتے ہیں۔ رسولؐ خدا جب علیؑ مرتضیٰ کے ساتھ فوج روانہ فرماتے تو جبرائیلؑ ان کے داہنے طرف اور میکائیلؑ ان کے بائیں ہاتھ کی طرف ہوتے اور آپؑ فتح کئے بغیر نہیں لوٹتے تھے اور ہر جنگ میں علیؑ مرتضیٰ اسلامی لشکر کے علمبردار

ہوتے۔

ہلاک ہو گیا

کوکب دری نے شواہد النبوة کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ابراہیم والی مدینہ ہر روز جمعہ کو مجھے منبر کے نزدیک بٹھا کر امیر المومنین کی اعانت میں زبان کھولتا اور ناسزا بالفاظ کہتا۔ ایک جمعہ کو مجمع کثیر مسجد میں جمع تھا۔ میں منبر کے پہلو میں سوچتے سوچتے سو گیا۔ دیکھا کہ قبر رسول شق ہوئی اور اس میں سے ایک مرد سفید لباس پہنے نکلا اور کہا اے عبد اللہ اس شخص کی باتیں تجھے غمگین کرتی ہیں۔ میں نے عرض کی ہاں فرمایا آنکھ کھول کر دیکھ کہ خدا تعالیٰ نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے جب میں نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ وہ منبر سے گرا اور مر گیا۔

ابر کی اطاعت

علی مرتضیٰ مشکل کشا کی روحانی قوت معجزات، اختیارات کا احاطہ کرنا بشری قوت سے بالاتر ہے آپ کے معجزات اس قدر ہیں جس کے شمار نہیں اور ایسے ایسے معجزات ہیں کہ جس کے سامنے عقل بے بس رہ جاتی ہے اور جب بھی معجزات اور مشکل کشائی اور ذکر علی کے واقعات کوئی محب علی سنتا ہے تو اس کے ایمان میں مزید پختگی اور تازگی آ جاتی ہے آپ کے معجزات میں سے ایک ادنیٰ سا معجزہ یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے شہزادوں کو ابر کے ٹکڑے پر دنیا بھر کی سیر کرائی جس کی تفصیلات محمد صالح کاشفی۔ الحنفی۔ السنی۔ نے اپنی کتاب کوکب دری میں فوحات القدس کے حوالے سے بیان کی ہے۔

حضرت سلمان فارسی سے منقول ہے کہ ایک روز امام حسن جناب

امیر المومنین حضرت علیؑ کے سلمے تقریر فرما رہے تھے اور قرآن مجید سے حضرت سلیمانؑ کی سلطنت کا حال بیان کرتے تھے۔ اس اثنا میں ذکر کیا کہ حضرت نے فرمایا (میری امت کے علما بنی اسرائیل کے انبیاء کے مانند ہیں) اور آپؐ یا امیر المومنین اس امت میں سب اولیاء سے افضل اور تمام علماء سے اعلم ہیں اور خدا تعالیٰ نے حضرت سلمانؑ کو ملک عظیم عطا فرمایا تھا۔ آپؐ کو کیا چیز عطا کی ہے امیر المومنین حضرت علیؑ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ فوراً ایک ابر کا ٹکڑا ہوا میں نمودار ہوا اور اونٹ کی طرح آپؐ کے آگے آکر زمین پر بیٹھ گیا۔ دونوں شہزادے اور حضرت امیر المومنین اس ابر کے ٹکڑے پر سوار ہوئے آپؐ کی اجازت سے میں بھی اس ابر کے ٹکڑے پر آپؐ کے ساتھ بیٹھ گیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا اور بادل نے پرندے کی طرح اڑنا شروع کر دیا۔ اور ایک خشک درخت کے پاس جا کر اترا۔ امیر المومنین نے امام حسنؑ سے فرمایا۔ اس درخت سے حال دریافت کرو۔ امام حسنؑ نے علیؑ کے حکم کے مطابق اس درخت سے حال دریافت کیا۔ درخت گویا ہوا اور عرض کی حضرت علیؑ امیر المومنین اس مقام پر عبادت فرمایا کرتے تھے ان کے قدموں کی برکت سے میں ہرا بھرا رہتا تھا۔ جب سے رسول خداؐ اس دار فانی سے عالم باقی کی طرف رحلت فرمائی ہے۔ امیر المومنین حضرت علیؑ نے آنا ترک کر دیا ہے۔ آپؐ کی جدائی کے غم میں میری یہ حالت ہو گئی ہے جب امام حسنؑ نے امیر المومنین کی خدمت میں درخت کا حال فرمایا تو آپؐ نے دعا فرمائی اور درخت پھر سے ہرا بھرا ہو گیا اور اس کے نیچے پانی کا ایک چشمہ جاری کیا۔ اس کے بعد ابراہیمؑ کا ٹکڑا کئی مقامات پر لئے پھرنا رہا پھر دونوں شہزادوں نے عرض کی

اب گھر چلنا ہے امیر المؤمنین نے بادل کے ٹکڑے کو حکم دیا بادل تھوڑی دیر میں مدینہ میں پہنچ گیا (کوکب دری صفحہ ۴۰۰، ۳۹۹)

مشکل وقت اور مشکل کشا

سمیل سیکنڈ ہیرا بادشاہ پاکستان

اعلان نبوت کے وقت

علیؑ مولا مشکل کشا پیغمبر اعظمؐ کی تربیت کا انمول شاہکار ہیں۔ پیغمبر اعظمؐ و دین اسلام پر جب بھی نازک وقت آیا جب بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جب بھی سنگلاخ و گھٹن راہوں سے دوچار ہوا جب بھی مخالف کا زور ہوا ایسے نازک و مشکل حالات میں مشکل کشا کی ہستی سب سے آگے نظر آتی ہے۔ خدا در رسولؐ اعظمؑ کی آپ پر خاص عنایت ہے کہ آپ کو خداوند کریم نے شب معراج کے وقت رسولؐ اعظمؑ کے ذریعہ پردہ پوشی کی ایک گڈری عنایت فرمائی جس کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں مسند حوالوں کے ساتھ کیا جا چکا ہے کہ آپ نے صرف اپنی حیات مبارک میں اپنی روحانی قوت کی بدولت لوگوں کی مشکلات میں مشکل کشائی فرماتے رہیں گے یہ خدا کا اور اس کے پیارے حبیب کا مولا علیؑ پر لاکھ احسان ہے کہ مشکل کشائی کا ڈنکا صرف آپ کے نام کے ساتھ ہمیشہ گونجتا رہے گا۔

دین اسلام کی ابتداء میں جن مشکلات اور جس مشکل حالات کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنا کرنا پڑا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں جب ہم تاریخ اسلام کے اولین اوراق پر نظر ڈالتے ہیں تو سہہ چلتا ہے کہ ابتدائی لمحات میں مشکل وقت میں مولا علیؑ نے جس طرح مشکل کشائی فرماتے ہوئے مشکلیں آسان فرمائی ہیں۔ اس سے تاریخ اسلام ہمیشہ فخر کرتی رہے گی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم خدا کے مطابق جب قریش مکہ کو اسلام کی طرف پہلی دعوت دی اس کی تفصیلات مجھ حقیر کی کتاب علی مولا میں پیش کی جا چکی ہیں اس وقت تو صرف مشکل کشائی کے اشارے کرتے ہوئے آگے بڑھنا ہے۔ اس کی تفصیلات صرف تاریخ اسلام ہی نے نہیں بلکہ غیر مسلم مورخین نے بھی اپنی اپنی کتب میں درج کی ہیں۔ شاید ہی کوئی تاریخ ہے جس میں اس واقعہ کو درج نہ کیا گیا ہو۔ صرف ان کتب کے نام ہی درج کر دئے جائیں تو اس کے لئے ایک الگ کتاب کی ضرورت ہے مزید کسی کو اس سے اختلاف ہو تو وہ کوئی سی بھی کتاب اٹھا کر دیکھ سکتا ہے۔

حضرت علی کا سن مبارک چودہویں سال میں داخل ہو چکا تھا۔ آپ بچپن کی سرحد سے نکل کر جوانی میں قدم رکھ چکے تھے۔ رب کریم کو جن لمحات کا انتظار تھا وہ آہٹہ بچنے حکم خدا کے مطابق رسول خدا نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو بلا کر ایک دعوت کا اہتمام کیا جس میں چالیس کے قریب لوگوں نے شرکت کی آپ نے اعلان نبوت فرمایا مگر ابوہب کی مخالفت اور تمسخر سے یہ دعوت رائیگاں گئی مگر ابوہب کی اس مخالفت سے نہ ہی رسول اللہ کی ہمتوں میں کمی آئی اور نہ ہی علی کی ثابت قدمی میں فرق آیا۔

رسول خدا کے حکم کے مطابق دوبارہ دعوت کا اہتمام کیا گیا جس میں حاضرین کی تعداد چالیس و ۴ کے قریب تھی کھانے سے فارغ ہونے کے بعد رسول خدا نے فرمایا۔ اے لوگوں میں تمہارے پاس دنیا و آخرت کی بھلائی لایا ہوں اور خدا نے حکم دیا ہے کہ تم لوگوں کو اس دین کی طرف بلاؤ۔ اب بتاؤ اب تم میں سے کون شخص اس کام میں میرا ہاتھ بٹائے گا تاکہ وہ میرا بھائی۔

میرا وصی۔ میرا خلیفہ مقرر کر دیا جائے۔

آنحضرتؐ کے ارشادات ختم ہوئے حاضرین میں سناٹا چھایا ہوا تھا دین اسلام کی تبلیغ کا پہلا مرحلہ ہے اگر پہلے ہی مرحلے میں ناکامی ہو جاتی ہے تو اس دین کی بقا مشکل نظر آتی۔ حاضرین میں جواں۔ بوڑھے۔ اپنے پرانے سب شامل تھے مگر تاریخ کے صفحات گواہی دے رہے ہیں کہ کوئی شخص ایسا نہ تھا جو رسولؐ خدا کے الفاظوں پر بلیک ہنسا آپ کے کلام کی گواہی دیتا ایسے حالات میں اور ایسے ماحول میں کس قدر مشکل و پریشانی ہو رہی ہوگی اسلام کی ابتداء میں اتنی بڑی مشکل کہ پیغمبر اعظمؐ کے ارشاد کی تصدیق کرنے والا کوئی نہ تھا ایسے نازک لمحات۔ مشکل حالات کٹھن وقت میں اس سناٹے کے پردے کو چاک کرتی ہوئی ایک بلند ہمت، مستقل المزاج۔ کامل الایمان، ابھرتے ہوئے نوجوان کے جواز نے مشکل کو آسانی میں بدل کر رکھ دیا۔ اس نوجوان نے تاثیر اور گرجتے ہوئے انداز میں فرمایا۔ اے میرے آقا میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ میں آپ کا حکم بجالاؤں گا۔ یا رسول اللہ میں وصی بنوں گا۔ میں آپ کی ہر میدان میں مدد کروں گا۔ کبھی نہ ساتھ چھوڑوں گا میں آپ کے دشمنوں کی آنکھیں نکال ڈالوں گا۔ ان کے پیٹ پھاڑ ڈالوں گا۔

اس آواز نے مکہ کی وادیوں کو ہلادیا یہ آواز ہر تاریخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گئی جس کے بغیر تاریخ اسلام نامکمل ہے۔ پھر دوسری مرتبہ رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا پھر وہی آواز نے آپ کی اطاعت کی۔ آنحضرتؐ نے پھر فرمایا ٹھہر جاؤ۔ تیسری مرتبہ آنحضرتؐ نے پھر اپنے کلام کو دہرایا مگر حاضرین میں کسی نے بھی تصدیق نہ کی۔ سوائے علیؑ بن ابی طالب کے۔ ایسے

میں نبیؐ نے فرط مسرت سے اس ابھرتے ہوئے نوجوان کو اپنے سینے سے لگایا اپنی زبان مبارک اس نوجوان کے منہ میں ڈال دی۔ رسولؐ خدا اس نوجوان سے کس قدر مسرور خوش ہوئے اس کا اندازہ تو صرف اللہ اور اللہ کے حبیب ہی لگا سکتے ہیں اس نوجوان نے رسولؐ خدا کو مایوسی سے بچالیا۔ اس مشکل وقت میں کون کام آیا کس کی بدولت مشکل آسان ہوئی وہ جوان علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ ذرا سوچیں ایسے نازک لمحات میں ایسے مشکل حالات میں علیؑ بھی خاموش رہ جاتے تو اسلام کس طرح آگے بڑھتا بلکہ اسلام کو ابتدائی لمحات میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا۔ مگر مشکل کشا نے لاج رکھ لی۔ حاضرین متحضر اڑاتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے یہ کہتے جاتے کہ نیا دین کیسے کامیاب ہوگا مگر ان دونوں مقدس کرداروں نے اپنے کردار کے ذریعہ ثابت کر دیا کہ دین اسلام ہی واحد دین ہے جو حق و نجات کے راستے کا ضامن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس موقع پر آنحضرتؐ نے اس جوان کے گلے میں اپنے ہاتھ ڈال کر ارشاد فرمایا یہ میرا بھائی ہے۔ میرا دھی ہے۔ میرا خلیفہ ہے۔ تم اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

یورپ کے مشہور مورخ گبن (GIBBON) لکھتے ہیں۔ علی مرتضیٰؑ کی اس مردانہ ہمت اور دلیرانہ تقریر سے جس قدر جناب رسولؐ خدا مسرور تھے اس قدر مشرکین مخزون تھے۔

یورپ کے مشہور زمانہ عالم و مورخ مسٹر کارلائل لکھتے ہیں کہ ایک ادھیڑ عمر کے وہ (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) اور ایک سولہ برس کے لڑکے علیؑ کا یہ فیصلہ کرنا کہ ہم دونوں مل کر دنیا کے خیالات کے خلاف کوشش کریں گے

مضحکہ خیز بات معلوم ہوئی مگر آگے چل کر یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ بات ہنسی کے لائق نہیں۔ یہ نوجوان علی ایسا ہے کہ جس کو ہر ایک شخص پسند کرے گا یہ صاحب اخلاق و محبت سے بھرپور ایسا بہادر شخص تھا کہ جن کی آگ کی ایسی تیزی کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی۔ اس کے باوجود ان کے مزاج میں ایسی نرمی۔ رحم۔ سچائی۔ محبت تھی۔

اس واقعہ کی تفصیلات کم و بیش ان ہی الفاظوں سے تمام مورخین محدثین۔ اور مفسرین نے بیان کی ہے۔ اس کے علاوہ یورپی مورخین کی تاریخ گبن۔ تاریخ اوکلی۔ تاریخ مسٹر کارلائل۔ تاریخ ایرونک۔ تاریخ گلن۔ تاریخ ڈیون پورٹ وغیرہ وغیرہ میں موجود ہے۔

حضرت علیؑ نے دین اسلام کے ابتدائی مشکل وقت، مشکل کشائی کر کے یہ ثابت کر دکھایا کہ خداوند کریم نے تو آپ کو پیدا ہی صرف اس لئے کیا ہے کہ آپ مشکل کشائی فرماتے رہیں اور یہ سلسلہ اس دور جدید میں بھی جاری ہے تا قیامت تک آپ حاجت مندوں کی مشکل حل فرماتے رہیں گے۔

ہجرت کی رات

تاریخ کا اہم ترین موڑ ہجرت کی رات جس کی تفصیلات مسلم وغیر مسلم تمام مورخین نے بیان کی ہے جس کی مکمل تفصیلات مجھ حقیر کی کتاب علیؑ مولا میں پیش کی جا چکی ہیں اس وقت صرف اس نازک لمحات کھن و مشکل کشائی جانٹاری بیان کرنی ہے۔۔ تیرہ ۱۳ سالہ کی زندگی کا دور تمام ہوا۔ شمع نبوت کے گرد پروانوں کے جھوم میں کافی اضافہ ہو چکا جس کی خوشبو دور دور تک پھیل چکی ہے مدینہ منورہ کی گلی گلی اسلام کی خوشبو سے مہک چکی ہے مکہ کے کفار کے

اذیتیں بھی انتہا کو پہنچ چکی تھیں۔ حکم پیغمبر اسلام مسلمان آہستہ آہستہ مدینہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ اب صف مکہ میں پیغمبر خدا۔ حضرت علیؑ اور حضرت ابو بکرؓ باقی رہ چکے تھے اب نہ حضرت بنی بنی خدیجہ ہیں نہ حضرت ابوطالب ہیں۔ کفار مکہ پیغمبر اسلام کے خون کے پیاسے ہر طرف آپ کے قتل کے چرچے ہیں۔ ایسے میں حکم الہی ہوتا ہے کہ آج رات مدینہ کی طرف کوچ کر جاؤ۔ آپ نے اس راز کو پوشیدہ رکھا۔ مگر کسی طرح کفار مکہ کو آپ کے مدینہ کوچ کرنے کی اطلاع مل گئی۔ کفار کے سرداروں نے مل کر یہ طے کیا کہ آج رات ہی محمدؐ کا کام تمام کر دیا جائے اس کام کے لئے ہر قبیلہ سے نامور بہادر کا انتخاب کیا گیا۔ خدا نے کفار مکہ کے اس ناپاک ارادے کی بشارت دی۔ ایسے نازک مشکل، کٹھن حالات میں کون ہے جو کام آئے۔ اس سے زیادہ مشکل وقت پیغمبر اعظمؐ پر نہ آیا تھا۔ ایسے نازک وقت میں ایک ایسے ہمارا، جری، جانثار کی تلاش تھی جو جان کا عوض دے سکے۔ آخر نظر انتخاب اسی نوجوان پر گئی جس نے پہلی دعوت میں لارہ رکھی تھی آپ کی نگاہیں علیؑ بن ابی طالب کی مستلشی ہیں شام ہوئی علیؑ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا۔ مشرکین آج میرے قتل پر آمادہ ہیں کچھ دیر بعد ہی میرے مکان کا محاصرہ کر لیں گے۔ ہم مدینہ کو روانہ ہوتے ہیں آج تم میرے بستر پر ہماری سبز چادر اوڑھ کر سونا۔ آپ کا حکم سننا تھا کہ علیؑ مرتضیٰ کی زبان سے یہ الفاظ جاری ہوئے کہ میرے کیا سونے سے آپ کی جان بچ جائے گی۔ فرمایا ہاں۔ علیؑ مرتضیٰ۔ فرط مسرت سے کھل اٹھے۔ علیؑ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا آپ بڑے مسرور تھے کہ میں فدیہ بن رہا ہوں۔ آپ نے قریش مکہ کی تمام امامتیں علیؑ مرتضیٰ کے

سپرد کیں اور فرمایا یہ امانتیں ان سب کو دیکر تم بھی چلے آنا۔ پیغمبر اعظمؐ بخیریت مدینہ کی طرف روانہ ہوئے آپ بڑے آرام و سکون کے ساتھ آنحضرتؐ کے بستر پر لیٹ گئے اور بڑی آرام کی نیند سوتے رہے جس کے لئے حضرت علیؑ کا فرمان ہے کہ شب ہجرت جس قدر سکون و آرام کی نیند سویا ہوں ویسی نیند کبھی نہ کی۔ امام غزالی تحریر فرماتے ہیں ”علیؑ بستر رسولؐ پر رات سو رہے اس وقت خداوند عالم نے جبرائیل و میکائیل پر وحی فرمائی کہ میں نے تم دونوں کو بھائی بھائی بنایا اور تم میں سے ایک کی عمر دوسرے کی عمر سے زیادہ کی تم میں کون ایسا ہے جو اپنی فاضل عمر اپنے بھائی کو دے اس وقت خدا نے فرمایا تم دونوں علیؑ جیسے کیوں نہیں میں نے علیؑ اور رسولؐ کو بھائی بنایا۔ وہ رسولؐ کے بستر پر سو کر اپنی جان فدا کر رہا ہے تم دونوں ابھی زمین پر جاؤ اور علیؑ کو دشمنوں سے بچاؤ۔ جبرائیل پہنچے اور کہتے جاتے مبارک ہو مبارک اے فرزند ابوطالب تمہاری وجہ سے ملائکہ فخر کر رہے ہیں اس موقع پر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ **وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي النَفْسَ**۔ لوگوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو خدا کی خوشنودی کے لئے اپنی جان بیچ ڈالتے ہیں۔

کفار مکہ تمام رات گھر کو گھیرے رہے تاکہ صبح ہوتے ہی آپ کو قتل کر سکیں۔ ان لمحات میں تمام رات علیؑ مرتضیٰ بستر رسولؐ پر اپنے استقلال۔ ثابت قدمی۔ جاں نثاری اور سرفروشی کے جوہر دکھلاتے رہے نہ دل میں کافروں کا خوف نہ موت کا خوف تھا صبح ہوئی کفار مکہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ بستر رسولؐ پر رسولؐ اعظمؐ کے بجائے علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ کفار نے تلواریں نکال لیں اور کہا کہ محمدؐ کہاں ہیں مگر آپ کا جواب جو بلند ہمتی جو عمر دی۔

شجاعت کا آئینہ دار ہے۔ آپ نے فرمایا محمد کو تم مجھے دے کر گئے تھے جو تم لینے آئے ہو۔ آپ نے صبح تمام اماں میں لوگوں کے سپرد کیں کفار نے بہت کوشش کی کہ آپ پیغمبر اعظم کا سچے بتاویں مگر دنیا کی تاریخ ایسا واقعہ پیش کرنے سے قاصر ہے کہ ان پر خطر حالات میں آپ نے اپنی مضبوطی، ثابت قدمی میں ذرا بھر بھی فرق نہ آنے دیا۔ آپ تمام احکامات پورے کرنے کے بعد چند خواتین کو لیکر بحکم پیغمبر اعظم مدینہ کی طرف روانہ ہوئے جس کے لئے یورپ کے مشہور مورخ کا سن ڈی پر سیوالی counside peruval کی تحقیق کے مطابق یہ جون کا مہینہ تھا۔ گرمی کے دن۔ ریگستان کا علاقہ جس کا ذرہ ذرہ تمناز میں آفتاب سے کم نہیں تھا۔ پہاڑوں کے پتھروں پر ایک سو پچیس میل تک پیادہ سفر کرنا۔ اس قیامت کے سفر میں آپ کے پاس سواری تک بھی نہ تھی ان کی ثابت قدمی اور کامل الایمان نے ان مشکلوں کو بھی آسان کر دیا۔ چلتے چلتے آپ کے پاؤں سو جھگئے۔ یہاں تک کے خون بہنے لگا۔ جب رسول خدا کو آپ کے آنے کی اطلاع ملی اپنے سرفروش جانثار کے دیدار کے لئے آپ کی آنکھیں پستاب تھیں۔ آنحضرتؐ نے جناب امیر کو اس حال میں دیکھا تو آبدیدہ ہو گئے بسیاختہ دوڑ کر علی سے لپٹ گئے اپنے ہاتھوں سے ان کے گرد و غبار صاف کرنے لگے آپ نے اپنا لعاب دہن زخموں پر لگایا۔ پھر کبھی آپ کے پیروں کو تکلیف نہ ہوئی۔ آگے لکھتے ہیں کہ اس شدید گرمی اور دشمنوں میں تنہا اتنا سفر کرنا ایسا حیرت انگیز واقعہ ہے جس کی نظرامت اسلامیہ میں تو اور امتوں میں بھی کمتر ملے گی اس سے آپ کے ایمان صبر، توکل جرات، ہمت و شجاعت کا سچے چلتا ہے۔

پر خطر کنواں

مکہ ہو یا مدینہ منورہ ہو، میدان جنگ ہو یا مشکل مقام ہو دین اسلام اور مسلمانوں پر جب بھی کٹھن وقت آیا جب بھی مشکل حالات سامنے آئے تو ہر مقام پر علی ہی آگے بڑھتے اور دین اسلام اور مسلمانوں کو مشکلات سے نجات دلاتے ایسا ہی تاریخ اسلام کا اہم واقعہ آنحضرت کی حیات طیبہ میں پیش آیا جس کی روایت مستند تواریخ و دیگر تمام کتب میں موجود ہیں۔

عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جب خاتم الانبیاء مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور منزل جحفہ میں فروکش ہوئے وہاں پانی نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان شدت تشنگی سے پیتا ہوئے اور اپنی پستابی کا حال آنحضرت کی خدمت میں عرض کی آپ نے مسلمانوں سے فرمایا۔ اے مسلمانوں تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ جو چند مسلمانوں کو ساتھ لے جا کر فلاں مقام سے پانی بھر لائے (رسول خدا اے ہم ہمیشہ بہشت میں رہنے کی ضمانت دیتا ہوں یہ سن کر آپ کے صحابی اٹھے اور چند مسلمانوں کو ساتھ لیکر پانی لینے کے لئے روانہ ہوئے اس جماعت کا کہنا ہے کہ جب ہم اس کنوئیں کے قریب پہنچے تو وہاں کچھ درخت تھے جن کی شاخوں سے ہم نے عجیب و غریب آوازیں سنیں۔ اور سب سے عجیب بات کے بغیر لکڑی کے ہر طرف آگ جل رہی تھی جب ہم نے ایسے خوفناک مناظر دیکھے تو ہم میں تاب نہ رہی آگے بڑھنے سے ہمت جواب دے گئی۔ ہم واپس پلٹے اور آنحضرت کو تمام باتوں سے آگاہ کیا جو کچھ ہم نے دیکھا تھا۔ آنحضرت یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا یہ جنوں کی ایک جماعت تھی جو تم کو ڈرا رہی تھی اگر تم ان کے قریب جاتے تو وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑتے۔ جب آپ سے یہ

بشارت سنی تو ایک جماعت نے عرض کی یا رسول اللہ ہم اس خدمت کو انجام دیں گے۔ حضورؐ نے بدستور سابقہ سقے ان کے ساتھ روانہ کئے جب یہ لوگ اس مقام پر پہنچے تو انھیں بھی وہی خطرناک مناظر نظر آئے۔ آگے جانے کی کسی کی ہمت نہ ہوئی ناکام واپس لوٹے اور حمامِ حال آنحضرتؐ کی خدمت میں سنایا۔ آفتاب غروب ہونے کو آیا۔ مسلمان پیاس سے مرنے کے قریب ہو گئے۔ ایسے میں حضرت علیؑ کو طلب فرمایا اور فرمایا اے بھائی اب تم جاؤ اور سابقہ سقے آپ کے ساتھ روانہ کئے۔ مسلمہ بن الاکوع بیان کرتا ہے کہ ہم نے مشکین کندھوں پر رکھ لیں اور تلواریں جمائل کر کے حضرت امیر المومنین کے ہمراہ باہر نکلے اور امیر المومنین خضر علیہ السلام کی طرح آگے آگے چلے جاتے تھے اور ہم پیاسوں کی جماعت اس سانی کوڑکے پیچھے پیچھے جا رہی تھی۔ یہاں تک کہ ہم اس مقام پر جا پہنچے جہاں سے آدائیں اور حرکتیں اس کثرت سے ظاہر ہوئیں کہ ہم پر خوف طاری ہوا۔ میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ امیر المومنین چلے دو کی طرح ناکام ہی واپس آئیں گے۔ اس اٹھامیں ہماری طرح مخاطب ہو کر حضرت علیؑ نے فرمایا تم لوگ قدم بقدم چلے آؤ۔ اور اس طلسمات سے جو تمہیں نظر آ رہا ہے انشاء اللہ کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ جب ہم دونوں درختوں کے پاس پہنچے چلنے کی طرح آگ کے بڑے بڑے شعلے بھڑکنے لگے اور کٹے ہوئے سر نظر آتے تھے۔ اور ہولناک آوازیں کانوں میں سنائی دیتی تھیں کہ ہمارے ہوش و حواس جاتے رہے مولا علیؑ دلیرانہ ان سروں سے گزرتے ہوئے فرماتے جاتے تھے تم بے دھرمک میرے پیچھے پیچھے آؤ اور دائیں بائیں نظر نہ کرو تم کو کسی قسم کا خطرہ نہیں یہاں تک کہ ہم اس کنوئیں کے قریب پہنچ گئے ابن مالک کا ایک

ڈول تھا جو دو ڈولوں کے برابر تھا۔ جب ہم نے اس کو کنوئیں میں ڈالا تو رسی ٹوٹ گئی اور کنوئیں کے اندر سے ہتھمہ مار کر بنسنے کی آواز آئی۔

جناب امیر نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جا کر لشکر میں سے ڈول لے آئے اصحاب نے عرض کی آپ کی پیروی کی برکت سے تو ہم یہاں تک پہنچیں ہیں اب کس میں اتنی ہمت و طاقت ہے کہ تنہا لشکر سے جا کر ڈول لیکر آئے تب امیر مکر سے رسی باندھ کر اس کنوئیں میں اترے جب پانی کے قریب پہنچے تو آپ کا پاؤں لغزش کھا گیا اور آپ گہرے جس سے کنوئیں میں اک شور عظیم برپا ہوا۔ امیر المومنین نے با آواز بلند کہا (میں اللہ کا بندہ ہوں میں رسول خدا کا بھائی ہوں) اور آپ نے مشکیں طلب فرمائیں اور ایک ایک کو بھر کر اوپر بھجھتے رہے۔ بعد ازاں کنوئیں سے نکلے آپ نے دو مشکیں اٹھائیں اور سب ایک ایک مشک اٹھائے لشکر کی طرف روانہ ہوئے جب ان درختوں کے قریب پہنچے جنہیں پہلے دیکھا اور جنہیں سنا تھا ان کا نام و نشان نہیں جب ہم آگے نکلے تو ایک ہاتھ غیبی کی آواز سنی جو سید المرسلین کی لعنت اور امیر المومنین کی منقبت میں اشعار پڑھ رہا تھا۔ امیر المومنین بدستور ہماری راہبری کرتے ہوئے رعب پڑھتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے یہاں تک کہ ہم جناب رسول خدا کی خدمت میں پہنچے آنحضرت نے فرمایا کہ وہ ہاتھ عبد اللہ نام کا ایک جن تھا جس نے شیطان حسام شعر کو کوہ صبا میں قتل کیا تھا۔

جنگ بدر کی رات

احسن الکبار کے حوالے سے کوکب دری نے مشکل کشائی کے واقعہ کو درج کیا ہے جس کی روایت دیگر کتب میں بھی موجود ہے مشہور و معروف واقعہ ہے

جو آپ کی مشکل کشائی کی دلیل ہے کہ جب بھی مسلمانوں کو مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑا تو آپ ہی نے مشکل سے نجات دلائی چونکہ آپ آنحضرت کی حیات کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہے۔ جب بھی رسول خدا کو مشکلات کا سامنا ہوا رسول خدا نے آپ ہی کو طلب فرمایا اور آپ ہی کے حق میں دعا فرمائی اور آپ ہی نے مشکل، کٹھن، سنگلاخ مراحل کو آسان کر کے مشکل کشائی کی سند پائی۔

اس طرح کا ایک واقعہ جنگ بدر کی رات پیش آیا جس کی تفصیلات یہ ہیں کہ جب بھی آنحضرت اپنے اصحاب کو ہمراہ لے کر بدر میں فروکش ہوئے اور کفار قریش بھی حضرت کے ساتھ لڑنے کے لئے اترے۔ جب رات ہوئی تو آنحضرت کی لشکرگاہ میں پانی موجود نہ تھا۔ اصحاب کو پانی کی ضرورت ہوئی۔ آنحضرت نے با آواز بلند فرمایا کوئی مرد ایسا ہے جو پانی لائے صرف حضرت علی امیر المومنین کے سوا کسی نے جواب نہ دیا اس طرح آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا مگر تینوں مرتبہ حضرت علی نے جواب دیا آخر کار رسول خدا کی اجازت کے بعد مشک اٹھائی اور اس نواح میں ایک کنواں تھا جو بہت دور اور سخت تاریکی میں تھا جب کہ دن میں بھی اس سے پانی لینا محال ہوتا تھا آپ اس کنوئیں میں اترے اور مشک بھر کر جب اوپر آئے تو ایک ٹھنڈی ہوا چلی اور سارا پانی گرا دیا۔ جب دوبارہ پانی بھر کر لائے تو بھی اس طرح ہوانے گرا دیا اس طرح تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ جب چھوٹی مرتبہ پانی لیکر باہر آئے تو ہوا نہ تھی۔ آخر پانی لے کر رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام قصہ بیان کیا۔ آنحضرت نے فرمایا اے بھائی پہلی ہوا تو جبرئیل تھے جو ایک ہزار

فرشتوں کے ہمراہ سلام کے لئے آئے دوسری مرتبہ میکائیل تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ سلام کے لئے آئے تھے اور تیسری مرتبہ اسرافیل نے ہزار فرشتوں کے ہمراہ تمہیں سلام کیا۔ اور پانی تمہارا اس لئے گرا دیا تھا کہ تمہاری ہمت اور شجاعت کو آزمائیں کہ کس درجہ کی ہے۔

یہودی کے سات سوال

حضرت ابو بکرؓ کے انتقال کے بعد حضرت عمر فاروقؓ خلافت پر فائز ہوئے تو آپ کی خدمت میں ایک یہودی حاضر ہوا اور کہا کہ تم میں سب سے بڑا عالم کون ہے میں اس سے چند سوال کرنا چاہتا ہوں۔ یہودی کے سوالات کافی کٹھن و مشکل تھے آپ کو مشکل پیش آئی تو آپ نے حضرت علیؓ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے یہودی سے کہا کہ بھی اس مشکل کو حل کر سکتے ہیں۔ یہودی آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ میں آپ کی خدمت میں سات سوال کروں گا آپ نے فرمایا اگر میں تیرے ساتوں سوالات کے جوابات دے دوں تو کیا مسلمان ہو جائے گا۔ یہودی نے اس بات کو تسلیم کیا آپ نے فرمایا پوچھ جو کچھ پوچھنا چاہتا ہے یہودی کے ساتوں سوالات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) وہ کونسا خون کا قطرہ ہے جو اول زمین پر ٹپکا۔

(۲) وہ کونسا چشمہ ہے جو اول زمین پر جاری ہوا۔

(۳) وہ درخت کونسا ہے جو اول زمین پر پیدا ہوا۔

(۴) یہ کہ سیدنا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کتنے امام ہیں۔

(۵) وہ کون سی بہشت میں رہیں گے۔

(۶) وہ پہلا پتھر کونسا ہے جو آسمان سے زمین پر اترے۔

(۷) خاتم الانبیاء کے وصی کی عمر کتنی ہوگی وہ مارا جائیگا یا اپنی موت مرے گا۔

حضرت علیؑ نے یہودی کے سوالات کے مندرجہ ذیل جوابات دیئے۔

(۱) وہ پہلا خون کا قطرہ حوا کے پیٹ کا ہے جو اس زمین پر گرا۔
(۲) پہلا چشمہ حیات ہے جس کو حضرت خضرؑ نے ذوالقرنین کے عہد میں پایا۔

(۳) پہلا درخت عجوة (کجور کی قسم) کا ہے جو حضرت آدمؑ بہشت سے لائے۔

(۴) بارہ امام عادل ہوں گے۔

(۵) یہ امام سید کائنات کے ساتھ بہشت عدن میں ہوں گے۔

(۶) پہلا پتھر حجر اسود جو بیت الحرام میں ہے۔

(۷) وصی میں ہوں میری عمر تریسٹھ ۶۳ سال ہوگی میں تلوار کی ضرب سے مارا جاؤں گا۔

یہودی نے تمام جوابات سن کر اپنی آستین میں سے ایک تحریر نکالی اس میں آپ کے جوابات کو حسب منشا پاکر وہ یہودی فوراً ایمان لے آیا۔
(آپ کے علمی ارشادات پر مجھ حقیر کی کتاب علیؑ مولا کے عنوان سے شائع ہو چکی ہے مزید تفصیلات کتاب میں دیکھئے)

حاجت مند اور مشکل کشا

ایک اعرابی کے تین سوال

حضرت علیؑ امیر المومنین خانہ کعبہ میں تھے ایک اعرابی کو دیکھا جو خانہ کعبہ کے پردے سے پلٹا ہوا با آواز یہ کہہ رہا تھا۔ اے اللہ یہ گھرتیرا ہے۔ میں

تیرا مہمان ہوں آج رات میری مہمانی اپنی جانب سے کر اور میری مغفرت قرار دے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اے اعرابی اللہ بڑا کریم ہے وہ اپنے مہمان کو رد نہیں کرتا۔ دوسری رات ایک کہنے والے کو یہ کہتے سنا۔ اے عزیز تو اپنی عزت کے ساتھ عیب ہے۔ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں اور تیرا ہی وسیلہ لے کر تیرے پاس آیا ہوں اور تجھے تیرے حق کا جو تجھ پر واجب ہے اور تیرے حق کا جو آل محمدؐ پر واجب ہے سوال کرتا ہوں مجھے وہ چیز عطا کر جو تیرے سوا کسی کی ملکیت میں نہیں ہے اور مجھ سے اس چیز کو دور رکھ۔

امیرالمومنین نے فرمایا اس اعرابی نے خدا سے جنت طلب کی ہے اور دوزخ سے دوری مانگی ہے خدا نے اس کو قبول کیا۔ تیسری رات پھر امیرالمومنین نے اس اعرابی کو دیکھا کہ وہ کہہ رہا ہے۔ اے آسمانوں اور زمین کو زینت دینے والے مجھے چار ہزار درہم عطا فرما۔ امیرالمومنین اس اعرابی کے قریب آئے اور فرمایا اے عربی جو کچھ تو نے سوال کئے وہ میں نے سنے خدا نے اسے پورا کیا۔ آج رات تو چار ہزار درہم مانگ رہا ہے۔ ان چار ہزار درہم کا کیا کرے گا۔ اعرابی نے جواب دیا۔ ایک ہزار سے عورت کا مہر ادا کروں گا۔ ایک ہزار سے مکان بناؤں گا۔ ایک ہزار سے تلاش معاش طلب کروں گا۔ اعرابی نے پوچھا آپ کون ہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ میں علیؑ بن ابی طالب ہوں۔ علیؑ نے فرمایا۔ اے اعرابی تو نے انصاف سے کام لیا ہے جب تم مدینہ آؤ تو حضرت علیؑ بن ابی طالب کا نام پوچھ لینا۔ جب اعرابی مدینہ پہنچا تو اتفاق سے اس کی ملاقات امام حسنؑ سے ہوئی اعرابی نے عرض کی کہ میں علیؑ بن ابی طالب سے ملنا چاہتا ہوں۔ آپ اسے اپنے گھر لے گئے۔ حضرت علیؑ سے ملاقات

کی آپ نے اس اعرابی کی خدمت کی پھر سلمان سے فرمایا کہ تابعروں کو طلب کیا جائے تاکہ ان کے ہاتھ باغ فروخت کے لئے کہا جو حضرت مصطفیٰ نے میرے لئے لگایا تھا۔ تابعروں نے بارہ ہزار دینار کے عوض آپ سے یہ باغ خرید کیا۔ آپ نے چار ہزار درہم اعرابی کو دئے اور فرمایا ہمارے آنے جانے کا کتنا خرچ آیا ہے۔ عرض کی چھبیس درہم آپ نے اسے مزید چھبیس درہم عطا کئے۔ بقایا تمام رقم فقراء، مساکین میں تقسیم کر کے آپ خالی ہاتھ گھر تشریف لے گئے۔ جناب سیدہ سے باغ کے فروخت کا ذکر کیا تو آپ نے پوچھا۔ اس کی رقم کہاں ہے۔ کیوں کہ گھر میں فاقہ ہے کچھ کھانا منگوالیں۔ آپ نے فرمایا وہ تمام رقم ان لوگوں میں تقسیم کر دی جس کے بارے میں مجھے شرم محسوس ہوتی تھی کہ وہ مجھ سے سوال کرنے کی ذلت برداشت کریں میں نے سوال کرنے سے پہلے ہی انھیں رقم دیدی۔ آپ دونوں حضرات نے خدا کا شکر ادا کیا اور اس فاقہ میں بھی اتنی رقم آنے کے باوجود حاجت مندوں کی حاجت پوری کی اور خود فاقہ کے عالم میں شکرانے کے سجدے ادا کئے۔

حالت رکوع میں

ہر جماعت نے اس کی روایت کی ہے عام و خاص کتب میں موجود ہے۔ ابو ذر غفاریؓ و انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کر رہا تھا۔ ایک سائل نے مسجد میں سوال کیا۔ سب حالت نماز میں تھے کسی نے کچھ نہ دیا۔ سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا اے پروردگار گواہ رہو میں نے تیرے نبی کی مسجد میں سوال کیا ہے اور مجھے کسی نے کچھ نہ دیا۔ جناب امیر علیہ السلام نماز میں حالت رکوع میں تھے آپ نے اپنے

دہنے ہاتھ کی چھنگلی سے اشارہ کیا اور انگوٹھی اس کو عطا فرمائی۔ پس خدا نے یہ آیت آپ کے لئے نازل فرمائی۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

ایک کافر کا سوال

بہت ہی مشہور واقعہ ہے۔ ہر عام و خاص کتب میں موجود ہے۔ میدان جنگ میں آپ عرب کے مشہور چلوان سے مقابلہ کر رہے تھے گو کہ کافروں کی تعداد مسلمانوں سے بہت زیادہ تھی۔ مگر حضرت علی کا میدان جنگ میں ہونا ہی فتح و نصرت کی علامت ہے۔ آپ اپنے مقابلے کے کافر کو زیر کر چکے تھے۔ چاہتے تھے اس کے ذوالفقار سے ٹکڑے کر دیں۔ اتنے میں ہنایت عاجزی سے اس کافر نے سوال کیا کہ یا علی اپنی تلوار تو مجھے ذرا دکھائیں۔ آپ نے اپنی تلوار اس کافر کو دے دی۔ کافر نے تلوار ہاتھ میں لیکر کہا کہ آپ اب مجھے تلوار تو دے چکے ہیں آپ عالی ہاتھ ہیں اب آپ میرے سے کیوں کر بچ سکیں گے۔ امیر المومنین نے فرمایا مجھے میرا خدا بچائے گا۔ کافر نے دوسرا سوال کیا آپ یہ تو جانتے ہیں کہ آپ کا پکا دشمن ہوں اور اس حالت میں بھی آپ نے مجھے تلوار دے دی آخر کیوں۔ امیر المومنین نے فرمایا تو نے بھیک مانگنے والوں کی طرح میرے سامنے ہاتھ پھیلا یا۔ مروت نے تقاضا کیا تھا کہ ہاتھ پھیلانے والے کا سوال رد نہ کیا جائے اگرچہ وہ کافر ہی کیونہ ہو۔ علی کسی کا سوال رد نہیں کرتا۔ کافر نے جب اس حالت میں بھی آپ کے اطمینان اور کلام کی یہ حالت دیکھی تو فوراً مسلمان ہو گیا۔

ایک بڑھیا کی صدا

مصور غم۔ علامہ راشد الخیری۔ اپنی کتاب سیدہ کالال، میں آپ کی دریا دلی کا ایک واقعہ درج کرتے ہیں۔ جو کہ عام و خاص کتب میں موجود ہے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں حضرت علیؑ مشکل کشا جناب سیدہ اور بچوں پر ایک رات فاقہ سے گزری۔ نماز فجر سے فراغت پا کر۔ خدا کا شیر تلاش معاش میں گھر سے روانہ ہوا۔ چاروں طرف نظر دوڑائی مگر کوئی ذریعہ یا جگہ میر نہ آئی دن کا بڑا حصہ ڈھلنے کو آگیا۔ اپنا خیال نہ تھا فکر تھی سیدہ اور بچوں کے فاقے کی بازار کے متواتر پھیرے کئے مگر کوئی کام نہ ملا۔ آفتاب کی روشنی جھلملانی شروع ہوئی شیر خدا۔ سیدہ عالم خاتون جنت، سردار جنت فاقے سے ہیں نماز مغرب کے بعد شام کی تاریکی پردہ دنیا پر چھا رہی تھی۔ ایک تاجر اپنا سامان لیکر پہنچا جن مبارک ہاتھوں نے خمیر کا دروازہ چشم زدن میں اکھاڑ کر پھینک دیا تھا جن کو بوسہ دینا کائنات فکلی کا فخر تھا۔ وہ ہاتھ سے اسباب ڈھونے میں مصروف ہو گئے۔ دنیا کی آنکھیں اس سے زیادہ اور کیا دیکھ سکیں گی کہ علیؑ بن ابی طالب رسول اللہ کے داماد خاتون جنت کے سر

کے تاج حسن حسین کا باپ خدا کا شیر بیوی بچوں کا پیٹ بھرنے کے واسطے ان کندھوں پر جو حسن و حسین کا جھولا ہیں بھاری اسباب ڈھو رہا ہے۔ چہرہ خاک آلودہ ہے۔ لباس گرد میں اٹ رہا ہے اور انسانیت کی اس مجسم و مکمل تصویر نے بچوں کا پیٹ بھرنے کی فکر میں جلدی جلدی قدم بڑھائے۔ مدینہ کی گلیاں ان کی مبارک قدموں کو ذوق و شوق میں بوسے دے رہی تھیں۔ مدینہ کی گلیاں اپنے سینے پر علیؑ کے قدم پا کر فخر سے سینہ تان رہی تھیں ایسے میں ایک بڑھیا لکڑی ٹیکتی ہوئی سلمے آئی اور آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کر فرمانے لگی۔ علیؑ

میں اور میرا بوڑھا شوہر تین وقت سے بھوکے ہیں خدا کے واسطے ہمارا پیٹ بھر دے۔ بڑھیا کے الفاظ زنجیر بن کر جناب امیر کے پاؤں میں پڑے۔ مقابلہ برابر کا تھا۔ تین ہی وقت کا فاقہ جناب سیدہ اور ان کے بچوں پر تھا۔ فطرت انسانی کا تقاضا کچھ اور تھا مگر شیر خدا جس کا دل ہمیں نور الہی کا ٹکڑا ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ شیر خدا کے سامنے ہاتھ پھیلا یا جائے۔ اور سائل نامراد پلٹے۔ دو درہم اس بڑھیا کے حوالے کیا اور فرمایا۔ خدا تجھ پر رحم فرمائے۔ صبر و شکر کے ساتھ خالی ہاتھ گھر کی طرف پلٹے۔ باب خمیر کو اکھاڑنے والے ہاتھوں کو جب شہزادی کو نین خاتون جنت نے دیکھا تو چھالے پڑے ہوئے تھے ہاتھوں کو بوسے دیئے اور فرمایا یا علی مجھے خیر ہے کہ میں آپ کی بیوی ہوں۔

قبر مبارک سے

سبیل سکینہؑ حیدرآباد سندھ پاکستان

مرودہ بن قیس نامی ایک کافر بہت مالدار اور دبدبہ والا تھا بہت سے کافر بہادر اس کے غلام بھی تھے۔ ایک روز اس نے اپنے آباؤ اجداد کا حال دریافت کیا بعض تاریخ دانوں نے اس سے بیان کیا کہ علی بن ابی طالب نے ہمارے ہزار ہا بزرگوں کو قتل کیا ہے۔ مالدار کافر طیش میں آیا اور کہنے لگا کہ وہ اب کہاں مدفون ہیں لوگوں نے جواب دیا کہ ان کا مزار مبارک محف اشرف میں ہے یہ کافر آپ کے قبر مبارک کی بے حرمتی کی غرض سے دو ہزار سواروں پانچ ہزار پیادوں کو ساتھ لیکر محف کی طرف روانہ ہوا تاکہ اپنے آباؤ اجداد کا انتقام لے سکے جب یہ لشکر اس منزل کے قریب پہنچا تو مجاور و سادات جو اس مقبرے پر معمور تھے اس کے بدارادے سے آگاہ ہوئے اس کے مقابلے کے لئے سیسہ سپر ہوئے اپنی طرف سے پوری پوری کوشش کی مگر لشکر کی تعداد بہت زیادہ تھی

آخر کار یہ سب روضہ مبارک جا کر پناہ گزین ہوئے انہوں نے اندر سے روضہ کی فصیل کا دروازہ اینٹ اور گارے سے بند کر لیا بد بخت کا لشکر آپ کے روضہ مبارک پر حملہ آور ہوا۔ مسلمانوں نے روضہ کے اندر سے پتھروں، تیروں کی مدد سے چھ دن تک اس لشکر کا مقابلہ کیا آخر بد بختوں کا لشکر روضہ مبارک کی دیوار توڑ کر اندر گھس آیا اور مسلمان جام شہادت نوش کرتے رہے کچھ ادھر ادھر نکل گئے۔ کافر مالدار روضہ مبارک کے قریب پہنچا اور اپنی نجس زبان سے یہ کلمات ادا کئے اے علی تو نے ہمارے آباؤ اجداد کو قتل کیا ہے میں فلاں بن فلاں کا بیٹا ہوں آج میں تجھ سے انتقام لوں گا تاکہ دنیا دیکھ لے کہ ہم نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے یہ بد بخت چاہتا ہی تھا کہ قبر مبارک کو اکھاڑ ڈالے اس اثناء میں روضہ مبارک سے حیدر کرار کی دو انگلیاں ذوالفقار کی طرح قبر سے نکلیں کہ اس طرح اس ملعون کی کمر میں آگ لیں کہ وہ ملعون دو ٹکڑے ہو کر فوراً دو سیاہ پتھر کا بن گیا اب تک وہ بت سیاہ اس طرح فصیل کے دروازے پر پڑا ہے جو کوئی بھی جاتا ہے اس کو ٹھوکر مارتا ہوا روضہ میں داخل ہوتا ہے۔

خلفائے بنی عباس

فوحات القدس میں مرقوم ہے کہ خلفائے بنی عباس کے زمانے میں ایک شخص جو کہ مصری تھا وہ برابر اہل بیت رسول کی مدح کہتا تھا۔ صبح و شام حمد و ثناء میں مشغول رہتا۔ ایک روز مسجد میں جہاں عام و خاص کا مجمع تھا سب عبادت الہی میں مشغول تھے یہ شخص بھی عبادت الہی میں مشغول تھا بعد ازاں اس شخص نے شاہ ولایت نور ہدایت علی بن ابوطالب کی مدح پڑھنی شروع کی جس سے دوستان علی کے دل میں ٹھنڈک اور دشمنان علی کے سنیہ

کباب کی طرح جل گئے۔ اس شخص نے اس جماعت سے ایک من حلوا طلب کیا۔ اس آواز کو سنتے ہی مجمع سے ایک خارجی اٹھ کر کہنے لگا کہ میں تیری حاجت پوری کرتا ہوں خارجی اس شخص کو اپنے گھر لے گیا۔ گھر پہنچنے کے بعد اس خارجی نے اپنے غلام سے کہا کہ اندر سے دروازہ بند کر لے اور جو کچھ میں کہوں اس کو مان لے اور یہ بات کسی کو نہ بتانا اس کے عوض میں تجھے آزاد کر دوں گا اور ساتھ میں اشرفیوں کی تھیلی بھی دوں گا غلام نے اپنے آقا کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ اس خارجی نے اپنے غلام سے کہا کہ اس رافضی کے ہاتھ پاؤں اور زبان کاٹ کر مجھے خوش کر غلام نے اس مرد مومن کے ہاتھ پاؤں اور زبان آقا کے کہنے پر کاٹ دی پھر کہا کہ اب سے اسی حالت میں قبرستان ڈال آتا کہ یہ رافضی ذلت و خواری کے ساتھ اپنی جان دے غلام نے ایسا ہی کیا۔ اتفاقاً حضرت خضر علیہ السلام حضرت علی کے روضہ مقدس کی زیارت کو آئے ہوئے تھے اور آپ کی قبر کے گرد طواف کر رہے تھے کہ یکایک قبر سے آواز آئی اے میرے بھائی مصر کی طرف جاؤ اور فلاں قبرستان میں میرے اس مداح کی خبر لو جو بے حال پڑا ہے۔ بعد ازاں حضرت خضر کو تلقین فرمائی۔ اسم اعظم کی تعلیم فرمائی اور فرمایا کہ اسم اعظم کو کہئے ہوئے اعضاء پر بڑھو۔ حکم خدا اس اسماء کی برکت سے اعضاء صحیح و سالم ہو جائیں گے اور اس شخص سے کہو کہ علی فرماتے ہیں اسی مسجد میں جا کر اس طرح ہماری مدح و ثناء کرو پھیلے کی طرح حلوا و نان کی حاجت کرو۔ ایک شخص تمہیں اپنے گھر لے جائے گا۔ تمہارے لئے دسترخوان بچھائے گا اور تمہارے لئے حلوا و نان لائے گا جب تو ان کے گھر جا کر بیٹھے گا تو ایک عجیب بات دیکھے گا۔ حضرت خضر تمام ہدایت کے بعد ایک پل میں مصر کے

قبرستان پہنچے اس مظلوم کے لئے جو کچھ حضرت علیؑ نے فرمایا تھا ویسا ہی پایا اور آپ اس مظلوم کی خبر گیری میں مصروف ہوئے اور اس کے کئے ہوئے ہاتھ پاؤں، زبان، اسم اعظم کی برکت اور حکم خدا سے فوراً ٹھیک ہو گیا تو اسے آپ نے حضرت علیؑ کا پیام سنایا۔ حسب پیغام یہ شخص بدھنے لگا۔ پہلے کی طرح نان و حلوا طلب کرنے لگا۔ یہ آواز سن کر ایک جوان اٹھا اور کہا کہ میں تیری حاجت پوری کروں گا۔ میں تجھے حلوا و نان دوں گا یہ شخص اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گیا جب گھر پہنچا تو اس شخص نے دیکھا کہ یہ تو وہی گھر ہے جہاں ایک عمارتی نے اس کے ہاتھ پاؤں جدا کئے تھے اس سے وہ کچھ خوفزدہ ہوا۔ مگر دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ حکم تو حضرت علیؑ کا ہے اس کی خلاف ورزی مناسب نہیں وہی ہنتر کرے گا۔ غرض کے اس جوان نے دسترخوان پکھایا اور اس شخص کی خدمت میں نان و حلوا پیش کیا۔ اس شخص نے جب یہ حال دیکھا تو اس نے جوان سے دریافت کیا کہ کل اسی گھر میں ایک ظالم نے میرے ہاتھ پاؤں کاٹ کر مجھے قبرستان پہنچا دیا تھا جہاں میں مرنے کے قریب تھا اور آج تو مجھ سے اسی گھر میں اس قدر مہربانی و لطف سے پیش آرہا ہے آخر مباحر کیا ہے۔ اس راز کو مجھ پر عیاں کرنا کہ مجھے اطمینان ہو اور میرا تجسس ختم ہو۔ جوان نے اس شخص سے مخاطب ہو کر کہا کہ کل جس شخص نے تجھ پر ظلم کیا تھا وہ میرا باپ تھا۔ جس طرح میرے باپ نے تجھ پر ظلم و جبار دار وہ مجھے بہت ناگوار گزری اور مجھے بہت برا معلوم ہوا۔ اپنے باپ کے کئے گئے ظلم پر روتا رہا اس طرح رات ہو گئی۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا حضرت علیؑ امیر المومنین غضبناک ہو کر میرے باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے غرس سیاہ (کالے رتھ) جو

کچھ تو نے میرے مداح پر ظلم کیا اس کی سزا دیکھی کہ تو اس دہشت سے میری آنکھ کھل گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میرا باپ سیاہ تپکھ کی صورت میں تبدیل ہو گیا۔ میں نے اس وقت اس کے گلے میں زنجیر ڈال دی۔ اس وقت وہ تپکھ گھر میں موجود ہے۔ اٹھ کر دیکھ لو شاہ ولایت کی محبت کے نتیجہ سے اپنے دل کو خوش کرو۔ مداح نے گھر میں اس کالے تپکھ کو دیکھا تو شکر خدا میں ہنایت عاجزی سے سجدہ کیا اور اہل بیت کی مدح و ثنا کرنے لگے اس وقت غضب الہی سے بجلی چمکی اور کالے تپکھ کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ جب جوان نے اپنے باپ کا یہ حال دیکھا تو خوارج کے عقیدہ سے میزار ہو کر اہل بیت کی طرف متوجہ ہوا اور تمام زندگی آل رسول کی مدح و ثنا میں گزار دی۔

شہرہ جمیر میں

نام علی کی کرامت جو کہ ہندوستان کے تاریخی شہرہ جمیر شریف میں جس کا ظہور ہوا۔ جس کو ہم یہاں۔ کوکب دری صفحہ ۳۵۸ کے حوالے سے درج کرتے ہیں۔ ۱۰۲۴ھ میں حضرت علی امیر المومنین کے نام سے شہرہ جمیر میں ایک کرامت ظاہر ہوئی۔ واقعہ یہ ہے سعید نامی شقی کا ایک دوست تھا۔ جس کے خادم کا نام عثمان تھا۔ جب اس سے بوجہ بشریت کوئی قصور ہو جاتا تو اس کا مالک اسے سزا دینا چاہتا تو کہتا کہ تیرا نام حضرت عثمان پر ہے اس وجہ سے میں تجھے سزا دینے سے قاصر ہوں۔ ایک روز اس شقی نابکار نے از روئے جہل و نادانی بکواس کرتے ہوئے اپنے دوست سے کہا۔ میں تمہاری مشکل آسان کر دینا چاہتا ہوں۔ تم اس کا نام علی رکھ دو۔ پھر اس کی روز گردن توڑا کرو۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اتفاقاً وہ بے ایمان شقی تین روز بعد اپنے دوستوں کے ساتھ

شہر سے باہر شکار کے لئے گیا۔ میدان میں کھوڑا دوڑایا۔ اتفاقاً ایک سید مجنہی کے کھوڑے کے مقابل آکر ایسی ضرب کھائی کہ سر کے بل زمین پر گر پڑا۔ جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی اور سینیہ پھٹ گیا۔ ناک اور آنکھوں سے خون بہنے لگا۔ اسی وقت روح بدن سے مفارقت کر گئی۔ چونکہ یہ مردود شاہی خاندان سے تعلق رکھتا تھا اس لئے اس کے رشتہ داروں نے اسے خواجہ معین الدین کے روضہ مبارک میں دفن کیا۔ اس کے دفن ہونے کے بعد تاجدار ہند نور الدین محمد، جہانگیر بادشاہ وقت دربار حاضری کے لئے آئے تو انہوں نے ایک تازہ قبر کو دیکھ کر اس کے لئے دریافت کیا تو لوگوں نے وہ تمام حالات بیان کئے تمام حالات سننے کے بعد شہنشاہ ہند غضب میں آئے اور فرمایا جب اس شقی کا یہ عقیدہ ہے تو اس پاک دربار میں کس طرح دفن کیا جاسکتا ہے فوراً اس کی میت یہاں سے کسی اور جگہ منتقل کی جائے۔ شہنشاہ ہند کے حکم کے مطابق اس کا جسد قبر سے نکال کر ایک گندی جگہ ڈال دیا گیا۔ اور کتوں نے اس نجس جسد کو کاٹ کاٹ کر کھایا۔ اس طرح یہ بد بخت اپنے انجام کو پہنچا۔ جس کی سزا روزِ حشر نہ جانے کس قدر سخت ترین ہوگی۔ اتھیر کے مکینوں نے آپ کی کرامت کو دیکھا۔

بے حرمتی کا انجام

(۱۱۳۳) جب داؤد عباسی نے جو اس وقت کوفہ کا حاکم تھا۔ لوگوں کا بجوم قبر مبارک پر دیکھا تو اس نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ معمار لائیں۔ پھر ان معماروں کو اپنے ایک حبشی غلام کے ہمراہ جس کا نام جمل تھا جو قوتِ دنیوی میں بہت زائد تھا مجبف روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہاں قبر ہے اس کو کھودو۔ اس کی

تہ سے جو کچھ برآمد ہو میرے پاس لے آؤ کیوں کہ یہ لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ یہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر ہے۔ اسمعیل بن عیسیٰ عباس کا بیان ہے کہ میں بھی ان لوگوں کے ہمراہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ یہ لوگ مقام مذکور پر پہنچے تو میں نے ان لوگوں سے کہا کہ اپنا کام شروع کرو۔ چنانچہ لوگ کھدائی میں مصروف ہوئے اور وہ لوگ لاحول پڑھتے جاتے تھے یہاں تک کہ جب پانچ ہاتھ کی گہرائی تک پہنچے تو انھوں نے کہا کہ اب ہم ایک ایسی سخت چٹان تک پہنچے کہ جس کو ہم کھودنے پر قادر نہیں۔ پھر ان لوگوں نے اس گڑھے میں اس طاقتور حبشی کو اتارا۔ حبشی نے کھدال ہاتھ میں لیکر پوری قوت سے کھدال چٹان پر ماری جس کی آواز پورے جنگل میں گونج اٹھی۔ اس کے بعد اس نے دوسری چوٹ لگائی۔ اب کے پہلی مرتبہ سے زیادہ آواز آئی۔ پھر تیسری مرتبہ کھدال ماری اس مرتبہ پوری شدت سے آواز آئی ساتھ ہی غلام نے ایک زوردار چیخ ماری۔ اس کی چیخ سن کر ہم سب لوگ گڑھے میں جھانکنے لگے۔ میں نے اس کے ساتھیوں سے کہا پوچھو تو اس پر کیا گزری۔ اس کے ساتھیوں نے حبشی سے پوچھا مگر اس کی حالت جواب دینے جیسی نہ تھی وہ براہر چیخ رہا تھا۔ فریاد کر رہا تھا ہم نے اس کو نکال کر خچر پر لادا۔ اور کوفہ کی طرف واپس چلے کہ اتنے میں غلام کا گوشت اس کے بازو سے اور داہنی جانب سے پھٹ پھٹ کر گرنے لگا کچھ دیر بعد اس کے جسم کی ساری حالت بھی ہو گئی اور تمام گوشت گرنے لگا یہاں تک کہ ہم لوگ داؤد کے پاس پہنچے اس نے پوچھا کیا ہوا۔ ہم نے غلام کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ خود دیکھ لے پھر ہم نے سارا ماجرا بیان کیا۔

خواب میں دیکھا

ابوالحسن بن علی ہارون منجم سے روایت ہے خلفائے بنی عباس میں سے ایک خلیفہ تھا ہنایت پر زور اور مباحثے کے ساتھ کہا کرتا تھا کہ علی بن ابی طالب نے معاویہ کے ساتھ جنگ کرنے میں خطا کی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں ہر چند دلائل کے ساتھ امیرالمومنین کا حق پر ہونا ثابت کرتا تھا۔ مگر وہ اسے قبول نہ کرتا تھا۔ بلکہ اس بادشاہ کا عنار اور پڑھتا جاتا تھا۔ جب میں نے یہ دیکھا کہ یہ اپنے عقیدے پر اصرار کرتا ہے تو اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ چند روز گزرے تھے مجھے بلا کر کہا کہ مجھ پر ظاہر ہو گیا ہے امیر معاویہ حق پر نہ تھا اس لئے کہ آج کی رات میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس کا سر کتے جیسا ہے میں نے اس سے اس کی شکل کی تبدیلی کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ علی ابن طالب کو خطا پر کھتا تھا اور امیر معاویہ کو ان سے زیادہ حق دار مانتا تھا اس سبب سے میری صورت بدل گئی چونکہ یہ خدا کے غضب کا نشان ہے۔ اس لئے میں اس خواب کو دیکھ کر متنبہ ہو گیا ہوں اب میں علی بن ابی طالب امیرالمومنین کے حق میں کبھی بے ادبی نہ کروں گا۔

تازہ خون نظر آنا

حضرت علی امیرالمومنین کی شہادت کے بعد جو قدرتی آثار زندہ معجزات نظر آئے ان میں ایک یہ بھی ہے جو ہر عام و خاص کتب میں متعدد طریقوں سے روایت کیا گیا ہے یہاں ہم اس حوالے سے بیان کر رہے ہیں ابن شہاب زہری سے منقول ہے کہ میں دمشق میں گیا اور میرا عراق کی طرف جانے کو ارادہ تھا پس میں عبدالملک بن مروان کے پاس سلام کرنے کو

گیا وہ ایک خیمہ میں تھا۔ میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا عبدالملک مجھ سے کہنے لگا اے ابن شہاب مجھے معلوم ہے کہ جس روز جناب امیر علیہ السلام شہید ہوئے تھے اس روز بیت المقدس میں کیا ہوا تھا میں نے کہا مجھے معلوم ہے عبدالملک کہنے لگا میرے پاس چلا آ۔ میں لوگوں کے پس پشت ہو کر خیمہ کی پشت کی طرف اس کے پاس گیا اور اس نے میری طرف منہ پھر لیا اور کہنے لگا کیا بات ہے میں نے کہا اس روز بیت المقدس کو کوئی پتھر اٹھایا گیا تھا اس کے نیچے سے تازہ خون نظر آتا تھا۔

عبدالملک کہنے لگا کہ میرے اور تیرے سوا کوئی اس راز سے خبردار نہیں ہونا چاہئے اور تجھ سے کوئی اس بات کو نہ سنے ابن شہاب کہتا ہے کہ عبدالملک کے مرنے تک میں نے اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کیا۔

شیر کا زخمی ہاتھ

موسیٰ بن محمد العابد سے منقول ہے کہ ایک روز بچپن کے زمانے میں میرا باپ مجھ کو اپنے کندھے پر اٹھائے امیر المومنین حضرت علیؑ کے مرقد منور کے طواف کے لئے جا رہا تھا۔ راستے میں میں نے ایک شیر کو دیکھا جس کا ہاتھ زخمی تھا وہ بھی اس مقام شریف کی طرف جا رہا تھا۔ ظاہر معلوم ہوا کہ اس کو اہرام ہوا ہے کہ اپنا ہاتھ امیر کی تربت منور سے مس کرے۔ پس شیر نے اپنے زخمی ہاتھ کو مرقد منور سے ملا اور شفا یاب ہو کر واپس چلا گیا۔

علیؑ کی صدا

کائنات کا ذرہ ذرہ خالق کی گواہی دے رہا ہے۔ کائنات کی ہر شے میں ہر ذرے میں خدا کا حسن، خدا کا نور جلوہ فرما ہے۔ ہر شے ہر نظر ڈال لیں انسانی

ذہین، فکر، سوچ بے بس ہے اور اس مقام پر اس حقیقت کے سامنے سرخم کرنا پڑتا ہے کہ کائنات کو رواں دواں رکھنے والی کوئی ہستی موجود ہے۔ وہ ہستی خدائے بزرگ و برتر کی ہے۔ یہ سب کچھ سمجھنے کے بعد بھی آج بھی اس دنیا کی آبادی کا صرف چھوٹا حصہ خدا کی وحدانیت اور خالق کا گواہ ہے۔ تین حصہ اب تک گمراہی و اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔ لکھنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ مشکل کشا، حیدر کرار کے کشف و کرامات، معجزات اور مشکل کشائی کا سلسلہ نہ صرف حیات کاروں کے ساتھ ساتھ جاری ہے بلکہ روز محشر بھی ان ہی کے طفیل مشکلات و مصائب میں گھرے ہوئے مسلمان نجات پائیں گے۔ خدا کا شکر ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت سنی، شیعہ دونوں بھائی مشکل وقت میں آپ ہی کا دامن تھامتے ہیں۔ آپ کے در پر جھکے ہوئے نظر آتے ہیں۔ سیاہ دلوں کے قفل کھولنے کے لئے مشکل کشائی ہمیں ہر دور میں ملتی ہے پھر بھی حقیقت کے سامنے کوئی سرخم نہ کرے تو اس کی مرضی ہے کیوں کہ دنیا کی آبادی کے تین حصہ خدا کی وحدانیت سے انکار کرتے ہیں تو اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے اس طرح مسلمان ہو کر مشکل کشا کا دامن نہ پکڑے تو پھر اس کا کیا علاج ہے۔ ان ہی روشن کرامات میں سے آپ کے نام لینے سے سعد کی سرزمین سہون شریف سے تقریباً ۳۲ میل کے فاصلے پر ایک کنویں سے یہ کرامت عیاں ہوتی ہے۔

مدرسۃ الوداعین لکھنؤ کے واعظ مولانا سید محمد عارف صاحب قبلہ نے مارچ ۱۹۲۳ء میں اپنے تبلیغی دورہ کے دوران پچشم خود اس قصہ کے حالات حسب ذیل الفاظ میں تحریر کئے ہیں جس کو مولانا آغا مہدی قبلہ صاحب نے بھی

کتاب لال شہباز قلندر میں تحریر کیا ہے قصہ میننگ کے بارے میں مشہور ہے کہ کسی زمانہ میں امیر المومنین حضرت علیؑ یہاں خود تشریف لائے تھے۔ ایک کافر ہنک نامی ظالم و جابر حکمران تھا۔ اس کی زمین میں ایک کنواں تھا۔ جس سے وہ اپنی زمینوں کی کاشت کرتا تھا اس کنوئیں سے جو پانی نکالنے کا ڈول تھا اس کو وہ آدلی مل کر کھینچتے تھے۔ کوئی آدمی ذرا سی بھی اپنے کام میں غفلت کرتا تو اس کو یہ بڑی بے رحمی سے مارتا۔ مظلوموں کی فریاد سنکر خود امیر المومنین تشریف لائے اور آپ نے اس ڈول کو جو وہ آدلی مل کر کھینچتے تھے خود تہنا کھینچا۔ اس ظالم کو تنبیہ کی مگر وہ نہ مانا آخر وہ کافر کے مکان کی چھت میں دب کر مر گیا۔ اور کنوئیں کا پانی کنارے تک پہنچ گیا۔ اب تک یہ کنواں باقی ہے اس کنوئیں کی خاص بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کنارے پر کھڑا ہو کر علیؑ کی صدا بلند کرتا ہے تو پانی جوش مارنے لگتا ہے۔ مولانا سید عارف صاحب لکھتے ہیں کہ میں چند مقامی لوگوں کے ساتھ مل کر اس مقام کے قریب پہنچا تو کنارے کھڑے ہو کر علیؑ کا نعرہ بلند کیا تو پانی میں متوج پیدا ہو گیا۔ جب ہم خاموش ہوئے تو پانی اپنی جگہ تھم گیا۔ یہ پانی جاڑے میں اتنا گرم ہوتا ہے جتنا غسل کے لئے درکار ہوتا ہے اور گرمیوں میں پانی ہنایت ٹھنڈا ہوتا ہے اس کنوئیں کا پانی ہمیشہ ایک حال میں رہتا ہے نہ کم ہوتا ہے نہ زیادہ ہوتا ہے یہ جگہ علیؑ باغ کے نام سے مشہور ہے۔

ڈاکو سے نجات

علامہ مجلسی بشار الانوار میں تحریر کرتے ہیں جس کے راوی زید لسان ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک شخص رہتا تھا۔ یہ شخص کپڑے

اتار کر غسل کرنا چاہتا تھا۔ مجھے اس کی پشت پر ایک لمبا زخم نظر آیا جس سے پیپ بہہ رہی تھی اس شخص نے مجھ سے کہا کہ زخم کی وجہ سے غسل کرنے سے قاصر ہوں۔ تم میری مدد کرو تاکہ میں غسل کر کے نماز جمعہ ادا کر سکوں میں نے کہا کہ میں تجھے غسل میں مدد دینے کو تیار ہوں مگر میری یہ شرط ہے کہ تو غسل سے فارغ ہونے کے بعد مجھے اس زخم کے بارے میں ضرور بتائے گا یہ کیسے لگا اور کب کا زخم ہے کیونکہ زخم سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ زخم ابھی ابھی لگا ہے۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا میں نے غسل میں مدد کی جب یہ شخص غسل سے فارغ ہو گیا تو میں اس کے قریب گیا وہ اس زخم کا احوال بتاتے ہوئے کہنے لگا۔

ہم دس دستوں کا ٹولہ تھا ہمارا مسکن کوفہ تھا۔ لوٹ، مار، چوری مسافروں کو لوٹنا ہمارا پیشہ تھا اسی پر ہماری گذر تھی ہر رات ایک دوست کے ذمہ ہوتی کہ وہ حمام کھانے کا انتظام کرے میں گھر جا کر سویا تو میری بیوی نے کہا کہ کل طعام پیش کرنے کی تمہاری باری ہے جب کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں جمعہ کی رات ہے لوگ نجف زیارت کے لئے جا رہے ہیں۔ یہ موقع بھی اچھا ہے اور مال بھی بہت مل جائے گا کیونکہ زیارت پر لوگ فتنوں کا روپیہ اور سونا چرمھائے جاتے ہیں۔ میں اٹھا اپنے ہتھیار سجا کر راستے میں ایک خندق میں اپنے شکار کے لئے چھپ گیا۔ کافی اندھیری رات تھی لوٹ مار کرنے کے لئے اس سے بہتر رات اور کیا ہو سکتی تھی اتنے میں مجھے دور سے دو قدموں کے چلنے کی آواز سنائی دی میں ہوشیار ہوا وہ دونوں بہت قریب لگئے۔ میں خندق سے باہر نکلا اور ان کے سامنے کھڑا ہو گیا دیکھا تو یہ دونوں عورتوں تھیں۔ ایک کافی عمر رسیدہ تھی دوسری جوان تھی میں نے انھیں خنجر دکھایا اور زیوار اور نقدی

نکلنے پر مجبور کر دیا۔ یہ دونوں عورتیں بے بس ہو گئیں انہوں نے چپ چاپ تمام نقدی اور اپنی جسم کا زیور اتار کر ہمارے حوالے کر دیا۔ مگر میرے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا میں اس جوان لڑکی کی عزت کو پارہ پارہ کرنا چاہتا تھا۔ اس پر بوڑھی عورت نے کہا تو نے تمام نقدی اور زیور تو ہم سے لے لیا ہے اب میری بچی کو داغ دار نہ کر۔ چند دنوں میں اس کی شادی ہونے والی ہے ہمارا سارا خاندان رسوا ہو جائے گا۔ خدا کے لئے کچھ خوف کر اور ہمیں اب چھوڑ دے مگر میرے دل میں اس قدر خلل آچکا تھا کہ میں نے اس بڑھیا کی ایک بات نہ سنی اور ان کو دھکیلتا ہوا خندق میں لے گیا۔ اس بڑھیا کو دھکا دیکر گرایا اور میں نے خوف دلانے کے لئے کہا اگر تو آئی تو میں تجھے اور آپ کی لڑکی کو جان سے ختم کر ڈالوں گا نہ عزت رہے گی نہ جان رہے گی میں اپنی قوت سے اس لڑکی پر حملہ آور ہوا لڑکی بے بس پرندے کی طرح زمین پر پڑی تھی۔ میں اس کی دوشیزگی کو چاک چاک کرنا چاہتا تھا کہ لڑکی نے بے اختیار چلانا شروع کر دیا۔ مولا علی ہم آپ کی زیارت کو آئے ہیں اور ہمارا یہ حال یا الہی مدد۔ مولا علی مدد۔ مشکل کشا مدد، یہ کلمات اس کی زبان پر جاری تھے کہ اس اثنا میں ایک سوار ظاہر ہوا جس کا لباس سفید جس نے عمامہ سے اپنا چہرے پر پردہ کیا ہوا تھا۔ اس سوار نے کہا اس لڑکی کو چھوڑ دے میں نے سوار سے کہا جا اپنا راستہ لے ایسا نہ ہو کہ ان کے ساتھ تو بھی مارا جائے۔ میرا اتنا کہنا تھا کہ وہ شخص جلال میں آیا اور تلوار کی نوک میری کمر پر اس زور سے ماری کہ میں غش کھا کر زمین پر گر پڑا۔ نامعلوم میں کب تک اس مہوشی میں پڑا رہا البتہ اس غشی کے عالم میں میں نے سوار سے عورتوں کو یہ کہتے ہوئے سنا اپنے کپڑے پہنو۔ رقم اور زیور

اٹھاؤ اور واپس چلی جاؤ۔ عورتوں نے عرض کی ہم مولا علیؑ کی زیارت کئے بغیر نہیں جائیں گے۔ سوار نے کہا تم واپس چلی جاؤ تمہاری زیارت قبول ہوئی۔

بھارتی اداکارہ ہیلین

مشہور و معروف بھارتی اداکارہ ہیلین کا ایک انٹرویو اخبار جہاں مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۷۴ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔ گوکہ ہیلین غیر مسلم ہے مگر اس کے باوجود مشکل حالات میں مشکل کشا سے اپنی حاجت طلب کرتی ہے یہ زندہ جاوید معجزوں میں ایک معجزہ ہے کہ غیر مسلم بھی مولا علیؑ کے منت دھاگہ گلے میں ڈال کر خوش حال نظر آتا ہے اخباری رپورٹر کے سوال کا جواب ہم علیؑ سے نقل کرتے ہیں۔

اخباری رپورٹر کا سوال۔ ایک خبر اور بھی آپ کے لئے بہت مشہور ہے کہ آپ مسلمان ہو گئی ہیں کیا یہ سچ ہے؟

ہیلین کا جواب:- یہ جھوٹ ہے کہ میں مسلمان ہو گئی ہوں یہ ضرور ہے کہ میرے گلے میں حضرت علیؑ کا دھاگہ پڑا ہوا ہے۔ ایک بار میں نے منت حضرت علیؑ سے مانگی تھی وہ پوری ہو گئی کسی دوسرے مذہب کا احترام کرنا بری بات تو نہیں۔ ہاں ایک خاص بات یہ کہ جب سے میں نے یہ دھاگا پہنا ہے تب سے میری آنکھیں کھلی ہیں اور مجھے بے انتہا فائدے حاصل ہوئے ہیں میں یہاں پر ایک مثال دیتی ہوں کہ ڈی۔ ایف۔ کرا کا کی زندگی پر حضرت علیؑ کی شخصیت کا کتنا اثر پڑا ہے تو کیا وہ مسلمان ہو گئے ہیں ہیلین نے مزید کہا۔ علیؑ ہمارے ہی مولا نہیں ہر انسان کے مولا ہیں۔ جو ان کو دل سے یاد کرتا ہے آپ اس کی مشکل کشائی کرتے ہیں۔

یہ تھے غیر مسلم فلمسٹار، میلن کے خیالات۔ اس پر اگر کوئی مسلمان ہوتے ہوئے بغض علیؑ میں آپ کے کشف کرامات اور معجزات سے انکار کرے اور یہ سمجھے کہ مشکل کشائی کا سلسلہ بند ہو چکا ہے تو اس قدر افسوس کا مقام ہوگا۔ مگر خدا کا لاکھ احسان ہے کہ مسلمانوں کے دو بڑے عظیم فرقے سنی، شیعہ بھائی نہ صرف آپ سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں بلکہ ہر مشکل وقت پر آپ کا نام زبان لاتے ہیں۔

یا علیؑ کے نعرے

جنگ کراچی مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۷۱ء کی اشاعت میں لکھتے ہیں۔ لاہور، دسمبر شہر لاہور میں ایک مرتبہ پھر جوش و خروش کی وہی ہراگئی ہے جس کا مظاہرہ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران ہوا تھا۔ جنگ کے پہلے روز صوبائی دارالحکومت سے تقریباً دس میل دور توپوں کی گھن گرج اور توپوں کے شعلوں کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا تھا کہ ہمارے صف شکن دشمنوں کی پٹائی میں مصروف ہیں۔ نصف شب گزرنے کے باوجود لاہور، جی ٹی روڈ پر انجینئرنگ یونیورسٹی سے شالامار باغ تک پتھر پھیل چکی۔ انجینئرنگ یونیورسٹی کے طلباء ہوسٹل کے باہر کھڑے ہوئے اپنی بہادر فوج کو نعرہ حیدری یا علیؑ یا علیؑ کی گونج میں رخصت کر رہے تھے۔ ہر طرف علیؑ کی صدا تھی جس سے ایک عجیب جوش تھا۔

چین کا ایک درخت

مستند روایت کے ساتھ مختلف طریقوں سے کتابوں میں درج ہے۔ اس معجزے کی روایت محمد بن سنا کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادقؑ کی

خدمت میں حاضر ہوا ابھی میں بیٹھ ہی تھا کہ چین کا ایک آدمی دروازہ پر آیا اور اندر آنے کی اجازت مانگی..... حضرت نے فرمایا کہ تجھے اجازت ہے۔ وہ شخص اندر داخل ہوا آپ نے اس سے دریافت کیا تو کہاں سے آیا ہے اس نے جواب دیا کہ میں ملک چین کا رہنے والا ہوں آپ نے فرمایا تیرے شہر کے لوگ کیا ہمیں جانتے ہیں۔ اس نے جواب دیا کیوں نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا تو نے ہمیں کیونکر پہچانا اور کہاں سے ہمارے حالات کی خبر لگی۔ اس شخص نے جواب دیا۔ اے فرزند رسول۔ ہمارے شہر میں ایک درخت ہے جو سال میں دو بار پھول لاتا ہے اول روز جو اس پر پھول کھلتا ہے اس پر لالہ اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوتا ہے۔ آخر روز جو پھول کھلتا ہے اس پر علی ولی اللہ لکھا ہوتا ہے ہمیں اسی درخت سے رسول خدا اور اس کے وصی اور اس کے فرزندوں کا علم ہوا۔ وہاں بھی آپ کے دوست بے شمار ہیں۔ میں بھی آپ کی زیارت کے لئے یہاں آیا ہوں۔

ایک بیمار لڑکی

موجودہ دور کے مشہور عالم سید ذکی الہجتادی الرشتی۔ کراچی۔ کتاب علی علی حصہ سوئم کے تعارف میں لکھتے ہیں کہ نجف اشرف میں دوران تعلیم مجھ کو جو معجزات دربار علی میں دیکھنا نصیب ہوئے ان میں دو معجزات یہ ہیں۔

مولانا لکھتے ہیں حسب عادت تعلیم سے فراغت کے بعد میں حرم مولائے کائنات میں نماز مغرب کے لئے حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ ایک لڑکی کو صحن میں لیکر آرہے ہیں۔ یہ لڑکی ہڈیوں کا ڈھانچہ معلوم ہو رہی تھی۔ پیٹ بالکل اندر دھنسا ہوا تھا صرف سانس چلتی ہوئی معلوم دے رہی تھی۔

اس کے وارث اس کو صحن میں چھوڑ کر جانے لگے تو اس پر عدام نے کہا اب اس لڑکی میں کیا رکھا ہے چند گھنٹوں کی مہمان ہے یہاں سے لے جاؤ لیکن یہ لوگ اس کو چھوڑ کر چلے گئے۔ یہ لڑکی دو دن تک اسی حالت میں صحن حرم میں پڑی رہی۔ تیسرے دن اس لڑکی نے ایک زائر سے پانی مانگا اور پھر کھانا۔ زائر نے اس لڑکی کو پانی دیا کھانا دیا اس لڑکی نے بڑے آرام سے کھانا کھایا اور اٹھ کر بیٹھ گئی اور اس طرح ہو گئی کہ جیسے یہ کبھی بیمار ہی نہیں تھی لوگ اس کے وارثوں کو بلا کر لائے۔ معلوم کرنے پر سچہ چلا کہ یہ ایک بہت بڑے تاجر کی لڑکی ہے۔ جس کے والدین نے دنیا بھر میں اس کا علاج کرایا اور پھر مایوس ہو کر اس بارگاہ کارج کیا، جہاں ہر فریاد رس کی شنوائی ہوتی ہے۔

چور کی جھوٹی قسم

مولانا صاحب اپنی تعلیم کے دوران نجف اشرف دربار علی کا دوسرا معجزہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ایک دن مغرب کے وقت سپاہی ایک شخص کو ہتکڑیاں پہنائے ہوئے دروازے سے صحن میں لائے ان لوگوں کے پیچھے کافی مجمع تھا یہ سب کے سب صحن حرم میں اس مقام پر کھڑے ہو گئے۔ جہاں آقا نے حکیم طباطبائی اعلیٰ اللہ مقامہ نماز پڑھاتے تھے۔ پھر سپاہوں نے ہتکڑی پینے ہوئے شخص سے کہا کہ تم حضرت علی کی قسم کھاؤ کہ تم نے چوری نہیں کی ہے۔ اس شخص نے قسم کھائی کہ میں نے چوری نہیں کی ہے بس قسم کھانا تھی کہ ایک زوردار طمانچہ کی آواز آئی فوراً سارے حرم کی بجلی بند ہو گئی اور یہ شخص فرش زمین پر گر گیا۔ تھوڑی دیر بعد بجلی آگئی ہم سب نے دیکھا کہ یہ شخص زمین پر تھپ رہا ہے اور اس کے منہ سے خون جاری ہے اور اس طرح کے سینکڑوں

معجزات دن رات دربار علیؑ میں ہوتے رہتے ہیں۔

یہ ضرب حیدری ہے (محمد علیؑ کے)

کوہستان ۲۲ نومبر ۱۹۶۵ء لاس ولیگاس ۲۳ نومبر۔ مقابلہ ختم ہونے کے بعد اخبار نویسوں نے دنیا کے عظیم باکسر محمد علیؑ کے کو گھیر لیا۔ محمد علیؑ نے ان سے مخاطب ہو کر کہا تم جس شخص کو چاہو لے آؤ میں اس سے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں تم اپنے تمام آدمیوں کو ایک قطار میں کھڑا کر دو میں ایک ایک کے ساتھ منٹوں گا۔ محمد علیؑ کے نے اعلان کیا میں اپنا اعزاز برقرار رکھنے کے لئے ہر تین ماہ بعد میدان میں آنے کو تیار ہوں۔ محمد علیؑ کے نے اخبار نویسوں سے کہا مجھے ناامید نہیں حاصل ہے۔ میرا نبی مجھ پر سایہ لگن ہوتا ہے۔ میری ضرب ضرب حیدری ہے اس لئے کہ میرے نام کا ایک لفظ محمدؑ اور دو سرا علیؑ ہے۔

بھولو پھلوان نے (ضرب حیدری)

ضرب حیدری کا کمال باکسنگ کے میدان میں یہ عجیب منظر نظر آتا ہے جس کو فہیم الدین فہمی نے اپنی کتاب بھولو اور عالمی اعزاز۔ ناشر شیخ شوکت علی اینڈ سنز نے شائع کیا ہے۔ مولف کتاب لکھتے ہیں کہ جب بھولو پھلوان عالمی اعزاز کے لئے کشتی لڑنے کے لئے لندن تشریف لگئے۔ وہاں ان کا مقابلہ دنیا کے مشہور برطانوی پھلوان ہنری پیری سے ہوا۔ مقابلہ لندن میں ٹھیک نو بج کر دس منٹ پر شروع ہوا۔ بھولو پھلوان حسب روایت یا علیؑ کا نعرہ بلند کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ پے در پے بھولو پھلوان نے بلند آواز سے یا علیؑ۔ یا علیؑ کا نعرہ بلند کیا۔ یہ نعرہ سنتے ہی پاکستانی شائقین پر اس قدر اثر ہوا کہ تمام میدان اسلام زندہ باد۔ نعرہ حیدری یا علیؑ بھولو پھلوان زندہ باد کے نعروں سے گونج

اٹھا۔ بھولو کے یا علی کے نعروں سے یہ اثر ہوا کہ ہنری پیری جو اپنے کارنر سے دو قدم آگے بڑھ چکا تھا بوکھلا کر چند سیکنڈ کے لئے پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے پیچھے ہٹتے ہی شور بلند ہوا۔ جس سے حریف پھلوان کے حواس خراب ہو گئے۔ یہ تھا نعرہ تکبیر اور نعرہ حیدری کا مجزہ کہ غیروں کے ملک میں بھی جب بھی نعرہ لگاتا تو یہی نعرہ بلند ہوا جو بذات خود ایک مجزہ ہے۔ بھولو پھلوان نے نعرہ یا علی سے دشمن کو حواس باختہ کر دیا۔

بھارتی ٹیم کی عقیدت

روزنامہ مشرق مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۷۸ء بولس ۲۵ مارچ (ایس ایم نفی نمائندہ خصوصی) بھارتی ہاکی ٹیم نے عقیدے کی قوت سے آسٹریلیا کے خلاف ورلڈ کپ کے پول میچ میں کامیابی حاصل کی ہے۔ بھارتی ہاکی ٹیم جو اپنے سے کمزور کنفیڈراکی ٹیم سے ہارنے کے بعد کافی دل شکستہ ہو چکے تھے۔ آسٹریلیا کے خلاف میچ کے دوران نئے عزم اور حوصلے کے ساتھ اترے۔ بھارتیوں کو نیا عزم اور حوصلہ اس کڑے سے حاصل ہوا جس پر یا اللہ۔ یا محمد۔ یا محمد یا علی کے الفاظ کندہ تھے۔ یہ کڑا بھارتی ٹیم کے ایک عہدیدار نے گزشتہ ماہ پاکستان دورے کے دوران لاہور میں داتا دربار سے خریدنا تھا۔ جب بھارتی ٹیم آسٹریلیا کے خلاف میچ کے لئے اترنے لگی تو اس کے فیجر کرتار سنگھ نے اس مقدس کڑے کے نیچے سے ساری ٹیم کو گزارا۔ ہر کھلاڑی نے اسے بوسہ دیا۔ اس کڑے کی برکت سے بھارت نے یہ میچ جیت لیا۔ اس مجزہ کے بعد اب بھارتی ٹیم کے زیادہ تر ارکان فیجو یہ کڑے پھنتے ہیں۔ یہ تھی ان پاک و معصوم ناموں کی کرامت کے غیر مسلم بھی اس قدر عقیدت و احترام سے اس حقیقت

کو تسلیم کرتے ہیں اور کوئی مسلمان ہو کر مشکل کشا کی مشکل کشائی سے انکار کرے تو اس پر افسوس ہے۔

مشکل حل فرمائیں

ملا محمد نقی خادم نے یہ روایت نقل کی ہے کہ بغداد اور حله کے درمیان ایک بستی ہے جس کا نام مجاویل ہے وہاں ایک شخص رومی جو اپنے اجدادی ایام میں علیؑ مولا کی مخالفت کیا کرتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ جامع مسجد کا خطیب جو کہ بہت ہی مشہور و معروف تھا۔ میرے گھر کے قریب رہتا تھا۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ اگر تو آخرت میں نجات چاہتا ہے اور تجھے ہشت مل جائے۔ تو فلاں فلاں حب علیؑ تجھے مل جائیں تو انھیں قتل کر دے رومی کہتا ہے کہ میں ایک دن اتفاقاً میں مجاویل سے آ رہا تھا۔ رقم کی تھیلی میرے پاس تھی میں کھوڑے پر سوار تھا۔ اچانک میری نگاہ ایک ایرانی پر پڑی جو اپنے کھوڑے سے اترے جو کہ بہت زیادہ بوڑھا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے قافلہ سے بچھڑ گیا ہے میں نے ارادہ کیا کہ اسے قتل کر دوں تو میں نے سوچا کہ کیوں نہ اس سے پہلے دریافت کر لوں۔ میں نے اس سے دریافت کیا۔ کیا تم ایرانی قافلہ کے آدمی ہو۔ اس نے کہا ہاں پھر میں نے پوچھا تم یقیناً حب علیؑ ہو گے اس نے کہا ہاں ہم حب علیؑ ہوں۔ ہم علیؑ کی محبت کا دم بھرتے رہیں گے۔ مجھے یقین ہو گیا کہ پکا حب دار علیؑ ہے۔ میں نے اسے گریبان سے پکڑا تاکہ اسے میں قتل کر ڈالوں۔ بوڑھا تو بہت تھا۔ اتنی بے بسی پر دعا کرنے لگا۔ مشکل کشا میری مشکل حل فرمائیں۔ میری مدد فرمائیں مجھے ہتھارے حب میں یہ ظالم مارنا چاہتا ہے امیرالمومنین میری فریاد کو پہنچیں۔ یہ دعا ابھی ختم بھی نہ ہونے پائی تھی

اچانک ایک آدمی نے زوردار طمانچہ میرے منہ پر مارا۔ میں بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو میری صورت بدل چکی تھی میرا منہ ٹیڑھا ہو چکا تھا اور میرے بدن کا عضو عضو درد کر رہا تھا۔ میں اس طرح پستاب ہوا کہ نہ وہ ایرانی آدمی نظر آیا اور نہ ہی میرا کھوڑا تھا اور نہ میرے رقم کی تھیلی تھی۔ اتنے میں ایک آدمی آیا اس نے مجھے اٹھا کر میری بستی میں پہنچا دیا میں جتنا اپنے مرضی کا علاج کرنا انتہائی بڑھتا جاتا بہت علاج کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اس حالت میں سخت پریشان ہوا آخر کار ایک آدمی جو امیرالمومنین کا حب علی تھا۔ اس نے مشورہ دیا تو نے بڑا گناہ کیا ہے اب تیرے مرضی کا علاج بس یہ ہے کہ تو مجھ جا اور توبہ کر۔ چنانچہ میں نے عذر مانی کہ میں ہمیشہ کے لئے امیرالمومنین کا غلام ہو چکا ہوں۔ اس کے بعد میں محض اشرفِ رواۃ ہوا۔ جب میں مجھ کی حدود میں داخل ہوا تو روضۂ اقدس پر نظر پڑی تو میرے درد میں کچھ آفاقہ ہوا میں روضہ مبارک میں داخل ہوا اور انتہائی گریہ و زاری کے عالم میں دعا کی مولا مجھے اس مصیبت سے نجات دلائیں۔ اس دعا کے بعد کچھ عیند سی آگئی کچھ دیر بعد میں اٹھا تو درد کا کچھ اثر باقی نہ رہا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو میرا کھوڑا وہاں موجود تھا اور میری رقم کی تھیلی بھی۔

اس رقم سے میں نے روضہ کی زیارت کی وہاں سے کربلا معلیٰ پھر کاظمین میں پہنچ کر زیارت سے مشرف ہوا اور رقم کو ہر زیارت کے موقع پر خرچ کرتا رہا۔ بالآخر واپس گھر پہنچا۔ لوگوں کو میری آمد کی اطلاع ملی۔ وہ خطیب بھی آیا جس نے مجھے ایرانی حب علی کو قتل کا مشورہ دیا تھا۔ اسے میں نے اپنے پاس ٹھہرایا۔ جب رات زیادہ گزر چکی تو میں نے اندر سے دروازہ بند کیا۔ اور اپنے

نو کروں سے کہا کہ اس کی خوب پٹائی کی جائے۔ پٹائی کے بعد جب وہ مہوش ہو گیا تو میں نے اسے اپنے مکان سے اٹھوا کر گلی میں پھنکوا دیا اس طرح اسے دشمنی اہلبیت کی سزا ملی۔ (ماخوذ از کشتی نجات علیؑ)

ایک گونگا لڑکا

(۱۱ محرم ۱۹۸۲ء وزیر آباد پنجاب پاکستان) مشکل کشائی معجزات کا سلسلہ محشر تک جاری و ساری رہے گا کیوں نہ ہو یہ ہستی آغوش رسالت میں پروان چڑھی۔ سنی شیعہ دونوں بھائی آپ کی مشکل کشائی کا دم بھرتے ہیں۔ جب بھی مشکل وقت آیا جب مصائب و پریشانیوں میں گھرے اس وقت بے اختیار معصومین کے طفیل حاجت پوری ہوئی ایسا ہی ایک واقعہ کچھ عرصہ قبل (۱۱ محرم ۱۹۸۲ء کو محلہ لکڑ منڈی۔ وزیر آباد۔ پنجاب پاکستان میں پیش آیا۔ صرف شیعہ ہی نہیں بلکہ سنی بھی آل محمد کے حب علیؑ ہیں ایسے ہی ایک گھرانے میں ایک جوان لڑکا جس کا نام اعجاز عرف پھالی ہے۔ اس کی زبان تشدد کی وجہ سے گونگی ہو گئی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ صرف اشاروں میں بات چیت کر سکتا تھا۔ اس لڑکے کو اس کے گھر والے امام بارگاہ قاضی غالب علی شاہ (وزیر آباد) لے گئے وہاں جا کر منت مانگی کہ اس نوجوان کی زبان ٹھیک ہو جائے گی تو ہم اس امام بارگاہ کی حاضری کریں گے میرا ایمان ہے اور یقین ہے کہ کوئی بچہ دل سے حب علیؑ رکھتے ہوئے مولا علیؑ مشکل کشا کو پکارے تو یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ اس کی مشکل کشائی نہ فرمائیں ایسا ہی ہوا کہ مورخہ ۱۱ محرم الحرام ۱۹۸۲ء کو اعجاز عرف پھالی کی زبان اچانک نعرہ حیدری یا علیؑ مارنے سے بالکل درست ہو گئی پھر کیا تھا کہ ان لوگوں نے اپنے پورے محلہ میں مٹھائیاں تقسیم

کیں اور اعجاز عرف پھالی ذکر معصومین میں، بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگا۔
(بحوالہ پندرہ روزہ العمران لاہور۔ ۵ دسمبر ۱۹۸۲ء، حضرت عباس کے معجزات)

ڈوبتا ہوا جہاز

محمد صالح حنفی سنی مسلمان اپنی مشہور و معروف کتاب کو کب دری میں صفحہ ۱۱۰ پر مولا مشکل کشا کی۔ مشکل کشائی کا ایک واقعہ درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ یہ قصہ میں نے ایک صادق القول اور راست گو بزرگ دار کی زبانی سنا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے معتبر کتاب میں دیکھا ہے کہ ایک مومن اور ایک نصرانی عالم جہاز میں دریائی سفر کر رہے تھے۔ اتفاقاً جہاز بھنور میں آگیا اور بہت مدت تک چکراتا رہا اور کوئی صورت کامیابی کی نظر نہ آئی اس پریشانی و مصیبت کے عالم میں اس مومن نے چند بار نار علیہا مظہر العجائب کا ورد کیا۔ نصرانی عالم نے جب اس مومن کی زبان سے یہ نام سنا تو کہا کہ جس بزرگ کا تم نام لیتے ہو اس کا نام انجیل میں دیکھا ہے۔ اگر واقعاً برگزیدہ ہیں تو خدا تعالیٰ ہم کو مصیبت اور پریشانی اور اس ہلاکت سے ضرور نجات دلانے گا۔ قدرت خدا سے اسی وقت ایک برقعہ پوش سوار سطح سمندر پر کھڑا دوڑتا ہوا آیا۔ اور اس ڈوبتے ہوئے جہاز کو بھنور سے نکال دیا اور فوراً نظروں سے غائب ہو گیا۔ چنانچہ یہ بات قوم نصاریٰ میں ہنایت مشہور و معروف ہے اس وقت سے قوم بھی آپ کے مخلصین اور حلقہ بگوش میں شامل ہے لیکن جب تک معبود موجود کی جلالت اور احمد محمود کی رسالت کو قلب سے تصدیق کر کے کلمہ مکرّمہ کا قائل نہ ہو۔ کسی شخص کو دوستی مفید نہیں ہو سکتی۔

روضہ علیؑ پر

مولا علیؑ مشکل کشا کی مشکل کشائی ہر دور میں جاری و ساری ہے روز حساب بھی آپ ہی کی بدولت مشکلات کے بھنور میں گھرے ہوئے حب دار نجات پائیں گے بڑے ہی نا فہم اور نا سمجھ ہیں وہ لوگ جو روشن حقیقت سے انکار کرتے ہیں اور مشکل کشا کے حب سے دور ہیں۔ ہر روز کا مشاہدہ ہے کہ مولا علیؑ مشکل کشا کے روضہ مبارک پر کتنے ہی لاچار بیمار جو دنیا بھر کے علاج کرا کے مایوس ہو چکے ہوتے ہیں وہ اس در کی خاک سے شفا یاب ہو کر گھر روانہ ہوتے ہیں جسے یقین نہ آئے وہ جا کر خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لے۔ آپ کی نظروں سے سیاح حضرات کے سفر نامہ گزرے ہوں گے یہ سفر نامہ میں ہر سیاح نے آپ کے مزار مقدس کا یہ معجزہ بیان کیا ہے ہر سنی شیعہ کتب میں ایسے بے شمار معجزات ملتے ہیں۔

جوامع الکلم، ملفوظات خواجہ بندہ نواز گیسو دراز۔ جو کہ حنفی سنی عقیدہ سے تعلق رکھتے تھے آپ نے اپنی ملفوظات میں فرمایا جسے نفس اکیڈمی کراچی نے شائع کیا ہے۔ کتاب میں صفحہ ۳۶۷ پر درج ہے اہل بیت کے چند ہمت اہم اور معتبر ہیں ایک ان میں سے مشہد علیؑ اور دوسرا مشہد حسینؑ، تیسرا مشہد زین العابدینؑ اور چوتھا مشہد علیؑ موسیٰ رضا سلطان خراسان ہے۔ مشہور ہے کہ کوئی اندھا، بہرا، گونگا اور لنگڑا آدمی جو ان کے مشہد پر معینہ طریقہ پر دعا مانگے اس کی آنکھ، کان، زبان، اور پیر اللہ کے حکم سے ضرور ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اس کرامت کا مشاہدہ اور معائنہ کیا گیا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کی معجزہ منائی

مسلمانوں نام علیؑ خود ایک معجزہ ہے اپنی مشکلوں میں اس نام کا ورد کرو

تھماری مشکلیں معجزاتی طور پر دور ہو جائیں گی۔

مادی دنیا روحانی طاقتوں کا انکار کرتی ہے تو کرے۔ ایٹمی دور کا انسان خدا کے برگزیدوں کا عجز و کرامات سے منکر ہوتا ہے تو ہوا کرے۔ مگر خالق ارض و سماں جس نے اپنے معصوم دوستوں کے نظاروں کے لئے کائنات کا ایک ایک ذرہ پیدا کیا۔ وہ کسی نہ کسی صورت میں اپنے محبوبوں کے معجزات دکھا کر یہ اعلان فرماتا رہتا ہے کہ دنیا مٹ سکتی ہے ارض و سماں ہا ہو سکتے ہیں۔ لیکن اللہ تبارک تعالیٰ کا اٹل قانون نہیں مٹ سکتا اور وہ قانون بھی ہے کہ

یہ لوگ ذرات مقدسہ ہیں۔ زندگی اور موت میں برابر ہیں۔ ان کی موت کے بعد بھی ان سے حیات کی طرح عجیب و غریب معجزات ظاہر ہوتے ہیں یہ عالم الغیب ہیں اور مشرق و مغرب میں ہونے والے حوادث سے باخبر ہیں۔

خادم رسول حضرت علی علیہ السلام مظہر العجائب ہیں اور مظہر صفات خداوندی ہیں اللہ کی اطاعت اور رسول اکرم کی تعلیم اور رہنمائی کی وجہ سے آپ کے اندر اتنے صفات پیدا ہو گئے تھے کہ ان کو بیان کرنا عقل انسانی کا کام نہیں ہے۔ حیدر کرار مشکل کشا کی سیرت و کردار فضائل و شمائل معجزات و کرامات کو اٹھانے چھپانے اور جھٹلانے کی ناپاک سعی ہر دور اور ہر زمانہ میں ہوتی رہی ہے۔ مگر ضرغام حق۔ صنیع اسد اللہ الغالب دنیا کے ہر دور میں مظہر العجائب ہی رہے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کے چند معجزات پیش کر رہا ہوں جس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ میرے مولائے کس کس کی اور کہاں کہاں کس کس حالت میں معجزاتی طور پر مدد فرمائی ہے۔

آج بھی علی گانام سن کر کافر کے زخم پھٹ جاتے ہیں
افغانستان میں دریائے گردیز کے کنارے ایک چوکی کو امیر المومنین
حضرت علی ابن ابی طالب کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ یہاں پر ہر سال
۲۳ مارچ کو جشن نوروز منایا جاتا ہے۔ یہاں کے آزاد قبائل بھی بلا اجازت
نوروز کے میلہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اس مقام کی سب سے بڑی شہرت کی
وجہ یہ ہے کہ اس مقام پر حضرت علی خود تشریف لائے تھے اور یہاں پر ایک
کافر دیو قامت تھا جس نے علاقے کے لوگوں کو پریشان کر رکھا تھا۔ لوگوں نے
حلال مشکات مظہر العجائب امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ
السلام سے فریاد کی۔ مولائے کائنات نے اعجاز ربانی فرمائی اس ظالم دیو نما
انسان کو زخمی کیا۔ یہ کافر آج بھی زندہ ہے۔ سال بھر میں دھیر دھیر اس کے زخم
بھر جاتے ہیں اور پھر خود بخود بارش ہو جاتی ہے اس کے زخم پھر کھل جاتے
ہیں۔

بعض معتبر روایتوں میں یہ ہے کہ یہ سوال کرتا ہے کہ اب دنیا میں کس
کی حکومت ہے تو لوگ با آواز بلند کہتے ہیں علی کی یہ سنتے ہی وہ ایک دل سوز نعرہ
لگاتا ہے جس سے اس جسم کے زخم پھر سے ہرے ہو جاتے ہیں۔ افغانستان
کے شیعہ سال میں ایک دفعہ یہاں حاضری دینا ثواب سمجھتے ہیں۔ یہ زندہ
معزہ جناب امیر علیہ السلام کا دینا آج بھی دیکھ رہی ہے۔

ہر لاش پر صرف ایک ہی تلوار کے وار کا نشان تھا
علامہ جلیل شیخ جعفر بن محمد معنی الانوار العلویہ ۳۰۶ طبع نجف اشرف میں
رقم طراز ہیں کہ نجف اشرف کے اس مشہور واقعہ کو جس کو پچہ پچہ جانتا ہے ان

سے علماء کی ایک جماعت نے بیان کیا جس کا ماحصل یہ ہے کہ ایک دفعہ سعودیوں نے نجف اشرف پر حملہ کر دیا اور اہل نجف جس کی وجہ سے تین دن تک دیوار شہر میں قید رہے۔ تیسرے روز ایک شہسوار ظاہر ہوا۔ جو کہ بہترین کھوڑے پر سوار تھے۔ تلوار نیام سے باہر لٹکی ہوئی تھی۔ نورانی چہرہ نقاب کے بادل میں پہنا تھا۔ جس کو نور کی شعاعیں آسمان کی جانب اٹھ کر فضاء کو منور کر رہی تھیں۔ پس انھوں نے سعودیوں کے لشکر پر حملہ کر دیا اور سوائے ایک کے سب کو گاجر، مولیٰ کی طرح کاٹ کر رکھ دیا اور ایک سے کہا کہ تم جاؤ اور اہل شہر کو بتلا دو۔ چنانچہ وہ شخص شہر میں آیا اور لوگوں سے کہا۔ اے لوگو! ہماری ساری فوج کو علی ابن ابی طالب نے قتل کر دیا۔ صرف مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا کہ تم جا کر اہل شہر کو بتلا دو۔ لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا۔ اس شخص نے جواب دیا۔ مجھ سے حضرت علی نے خود کہا۔

بعض ضعیف العقیدہ لوگوں نے نہ مانا تو کسی عالم دین نے کہا جا کر دیکھو اگر لاشوں پر ایک ہی وار کا نشان ہے تو وہ علی کے قتل کئے ہیں جب لوگوں نے جا کر دیکھا واقعی ہر لاش پر صرف ایک ہی وار کا نشان تھا۔ پھر ایک عالم نے کہا جا کر یہ بھی دیکھو کہ ہر لاش کے دو ٹکڑے برابر ہیں۔ یا کم و بیش اگر برابر ہوں تو یقین کر لینا کہ وہ علی کے قتل کئے ہوئے ہیں۔ جب لاش کے ٹکڑوں کو لایا گیا تو ہر لاش کے ٹکڑے برابر نکلے۔ پس لوگوں کو پورا پورا یقین ہو گیا۔

جناب سید محمد جواد مدنی صاحب کہتے ہیں کہ ان کے والد نے اپنی آنکھوں سے یہ واقعہ خود دیکھا تھا۔ (بحوالہ جاہر الاسرار تصنیف سید محمد جواد مدنی)

علیؑ کو دیکھ کر جن گھٹ کر چڑیا کی طرح ہو گیا

بحوالہ تفسیر برہان صفحہ ۹۲، آنحضرت کے زمانہ میں ایک جن آپ کے پاس بیٹھا تھا جو آپ سے احکام دین کے مسائل دریافت کر رہا تھا۔ حضرت علیؓ وہاں لگے۔ آپ کو دیکھتے ہی جن گھٹ کر ہویا کی طرح ہو گیا۔ آنحضرت سے فریاد کرنے لگا کہ سرکار مجھ کو اس نوجوان سے پناہ دلویئے۔

حضورؐ نے دریافت کیا کہ تم اس نوجوان سے اتنے خوفزدہ کیوں ہو۔ اس جن نے کہا میں نے دوسرے جنوں کے ساتھ مل کر حضرت سلیمانؑ پیغمبر سے سرکشی کی تھی اور سمندر کی طرف بھاگ گیا تھا۔ جس کی وجہ سے میں گرفتار نہ ہو سکا۔ یہ نوجوان اس سمندر کے علاقہ میں ظاہر ہوا۔ ہاتھ میں حربہ لئے ہوئے تھا۔ جس سے مجھ کو مارا آج تک وہ نشان زخم کی صورت میں پیٹھ پر موجود ہے۔ دیکھا یہ جناب امیر کی معجزہ نمائی تھی جو آپ نے حضرت سلیمانؑ پیغمبر کی مدد فرمائی۔ (بحوالہ جواہر الاسرار صفحہ ۱۵۲، از سید محمد جواد رضوی)

علیؓ کی نماز کے لئے دو دفعہ سورج پلٹ آیا

اللہ کے ولی جو ہوتے ہیں ان کے تصرف میں کائنات ہوتی ہے۔ شواہد النبوة میں مرقوم ہے کہ خدائے تعالیٰ نے امیر المومنینؑ کی دعا سے دو دفعہ آفتاب عالمآب کو غروب ہونے کے بعد پلٹا دیا۔ ایک دفعہ آنحضرتؐ کی زندگی میں، فتح خیبر کے بعد منزل صہبائیں اور دوسری دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد۔

ام سلمہ بنت عمیس، جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ یہودیوں سے خیبر میں جنگ کرنے کے بعد اللہ کے رسولؐ واپس آ رہے تھے کہ منزل صہبا کے پاس اللہ کے رسولؐ پر آثار وحی نمودار ہوئی۔

جواب امیر آپ کے پاس ہی تشریف رکھتے۔ وحی کی گرانی کے سبب سرور کائنات نے اپنا سر مبارک مولا علیؑ کے آغوش متبرک میں رکھ دیا کہ نزل وحی کا وقت اتنا طویل ہوا کہ آفتاب غروب ہو گیا اور امیر المومنین نے نماز عصر بیٹھے ہوئے اشارے سے ادا فرمائی۔ جب وحی کا وقت گزر گیا تو سرور کائنات نے پوچھا اے میرے بھائی علیؑ! نماز عصر تم سے فوت ہو گئی عرض کی یا رسول اللہ میں نے اشارے سے ادا کر دی ہے۔ فرمایا اے بھائی دعا کرو تاکہ تمہاری دعا کی برکت سے خدا تعالیٰ آفتاب کو واپس کر دے اور تم نماز عصر کو اس وقت ادا کرو۔ امیر المومنین نے حبیب خدا کے ارشاد کے مطابق اٹھ کر دعا کی چھپا ہوا سورج پھر واپس آگیا۔ شعاعیں پھاڑ اور جنگلوں میں چمکنے لگیں۔ تمام روئے زمین کے لوگوں نے اپنی آنکھ سے اس امر کا مشاہدہ کیا اور سخت متعجب ہوئے اسماء بنت عمیس بیان کرتی ہیں کہ غروب ہوتے وقت سورج سے ارہ کی سی ایک آواز نکلتی تھی۔ یہ معجزہ اہلسنت کی مشہور کتاب صواعق محرقہ میں بھی درج ہے۔

دوسری دفعہ یہ معجزہ رسول خدا کی وفات کے بعد ظہور میں آیا۔ خلافت ظاہری کے زمانہ میں مولائے کائنات مظہر العجائب کوفہ کی طرف جارہے تھے کہ راستہ میں نہر فرات آگئی۔ عبور کرنا چاہا کہ نماز کا وقت آہنچا۔ آپ کچھ اصحاب سمیت نماز عصر ادا کرنے کی غرض سے قیام کیا اور باقی صحابہ چونکہ چار پایوں کے گزارنے میں مشغول تھے۔ نماز عصر ان سے فوت ہو گئی۔ اور اس باب میں بعض پیرو امیر المومنین نے باہم توکرہ کیا۔ جب امیر المومنین نے ان کی باتیں سنیں قادر مطلق سے درخواست کی کہ آفتاب کو واپس کر دے۔

حق سبحانہ تعالیٰ نے علیؑ کی دعا کو قبول کیا غروب آفتاب کو بلند کیا۔ یہاں تک کہ باقی اصحابہ نے بھی نماز ادا کی اور سورج کے دوبارہ چھپتے وقت ایسی خوفناک آواز سننے میں آئی کہ لوگوں نے ہنایت خوفزدہ ہو کر تسبیح و تحلیل کرنی شروع کی۔ ہمارے بہت سے اکابرین نے اس معجزہ کو اشعار میں بھی کہا ہے۔

(۱): حکیم سنائی

قوت	مہر تش	زہر	نماز
داشہ	چرخ	راز	گشتن
تادگر	بار	برنشانبدہ	زمین
خسر	چرخ	راہمتن	دین

(۲): شیخ سعدی۔

آسمان از راہ مغرب باز گشت اے مومنوں
تا بجا آور دامر خالق یکتا علیؑ
علیؑ مدد نہ کرتے تو شیر کھا جاتا

یہ واقعہ کلکتے کے مشہور زمانہ اخبار ڈیلی "ہیرالڈ" میں ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو شائع ہوا تھا۔ جس کو کتاب علیؑ مرتضیٰ شیر خدا نے اپنے صفحہ ۱۰ میں تحریر کیا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اکتوبر ۱۹۲۸ء میں راجپوتانہ کے ایک جنگل میں دو آدمیوں کو ایک شیر نے گھیر لیا۔ قریب تھا کہ شیر چھپٹ کر ان کو پھاڑ ڈالے۔ مگر ان دونوں نے دور سے علیؑ کی صدا بلند کرنی شروع کر دی۔ بیشتر اس کے کہ شیر ان پر حملہ کرے انھوں نے معمولی ڈنڈے ہاتھوں میں لے کر شیر پر علیؑ کا نعرہ

لگاتے ہوئے حملہ کر دیا اور شیر کو ڈنڈوں سے مارتے ہوئے دور تک لے گئے اور اس شیر کو اس وقت تک مارتے رہے جب تک کہ اس کا دم نہیں نکل گیا۔ راجپوتانہ کے ہر شخص کی زبان پر اس واقعہ کا تذکرہ موجود ہے سب کی زبان پر یہی بات تھی کہ علیؑ نے مدو کی اور ان لوگوں کی جان بچائی۔ بڑی دور دور سے لوگ ان آدمیوں کو دیکھنے آتے ہیں۔ بھائیوں علیؑ کے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ جب بھی کوئی شخص دل اور عقیدت سے آپ کو مدد کے لئے بلاتا ہے۔ میرے مولا اس کی مدد ضرور کرتے ہیں۔

حضرت علیؑ کا اپنے گھر کی چھت سے جبرئیل کے

پیروں کی آواز سننا

صاحب ارج المطالب مولانا عبداللہ سمبل امرت سری نے کتاب ہذا میں جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن چند لوگ جناب عباسؓ کی صوبت میں بیٹھے تھے۔ باتوں باتوں میں حضرت علیؑ کا ذکر آگیا۔ ان لوگوں نے ذرا توجہ نہیں دی اور بات ٹھیک سے نہیں کی اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تم لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ علیؑ وہ ہیں جو حضرت جبرئیلؑ کے پیروں کی آواز اپنے گھر کی چھت پر سے سنا کرتے تھے۔ جب وہ رسول اکرمؐ کی خدمت میں آتے تھے۔ اس طرح کا ایک واقعہ جنگ بدر کے روز پیش آیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ اور میکائیلؑ کو حکم دیا کہ رسول خداؐ اور ان کے گروہ کی مدد کو دوڑو۔ یہ دونوں صاحبان آسمان سے اترے۔ ان کے پیروں کی آواز سے دوسرے لوگ خوفزدہ ہو گئے۔ لیکن جب یہ علیؑ کے پاس سے گزرے تو انھوں نے آپ کو سلام کیا۔

علیؑ نے جھولے کے اندر سانپ کا منہ چیر دیا

مناقب آل ابی طالب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ دوران طفلی جھولے میں لیٹے تھے کہ ناگاہ ایک بڑا سانپ کسی جگہ سے نکل آیا اور آپ کے جھولے کی طرف بڑھنے لگا۔ سانپ قریب آیا تو آپ نے لیٹے لیٹے جھولے سے ہاتھ نکال کر اس سانپ کی گردن پکڑ لی اور سخت جھکے کے ساتھ اپنی انگلیاں اس کے منہ میں ڈال کر اس کا منہ چیر دیا۔ اتنی دیر میں آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد تشریف لائیں تو جناب امیر کے ہاتھوں میں مرے ہوئے سانپ کے ٹکڑے دیکھے تو حیرت میں رہ گئیں اتنے میں دیگر لوگ بھی جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا تم حیدر ہو۔ (یعنی غضبناک شیر) بھائیوں ابھی وجہ تھی کہ جب جنگ خیر ہوئی اور مرحب آپ کے مقابلہ پر آیا تو آپ نے اپنا نام حیدر بتایا اور کہا میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے۔

جنوں سے یہودی کا مال واپس دلانا

کوکب درمی صفحہ نمبر ۳۷۴ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک دن خلافت ظاہری کے زمانے میں مولائے کائنات حضرت علیؑ علیہ السلام کوفہ کے بازار میں جا رہے تھے کہ ایک یہودی کو دیکھا کہ وہ اپنے سر پر ہاتھ مار مار کر کہہ رہا تھا کہ اے مسلمانوں تم جاہلیت کے طریقہ پر عمل کر رہے ہو۔ جناب امیر نے دریافت کیا تجھے کیا تکلیف ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں سوداگر ہوں میرے ساٹھ گدھے مال و اسباب کے ساتھ رہزنوں نے لوٹ لئے ہیں جس کی وجہ سے میں برباد ہو گیا ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم اطمینان رکھو یہ علی کی خلافت کا زمانہ ہے۔ تمہارا اسباب تمہیں ضرور واپس ملے گا۔ اس کے بعد آپ نے قبر کو ساتھ لیا اور اس مقام پر تشریف لے گئے۔ جہاں پر ہزنوں نے اس یہودی کو لوٹا تھا۔ آپ نے چابک سے ایک خطرین پر کھینچا اور فرمایا سب اس کے اندر آجاؤ۔ سب اس کے اندر آ گئے یہ سب جن تھے۔ پھر حضرت نے ارشاد فرمایا جنوں خدا کی قسم اگر یہودی کا مال تم نے واپس نہ دیا تو جو جہد میرے اور تمہارے درمیان ہے ٹوٹ جائے گا اور ذوالفقار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ اس پر وہ تمام جو خط میں موجود تھے پکار اٹھے۔ وصی المرسلین ہم آپ کے فرمانبردار ہیں۔ فوری ہی تمام سامان کے ساتھ گدھے وہاں پہنچا دیئے۔ آپ نے یہودی سے کہا اپنے سامان کو اچھی طرح دیکھ لو کہ پورا ہے کہ نہیں۔ یہودی نے سامان دیکھ کر کہا اے مسلمانوں کے خلیفہ میرا سامان پورا ہے۔

جب یہ یہودی کوفہ میں واپس آیا تو آپ سے دریافت کرنے لگا کہ آپ کے رسول کا نام آپ کا نام، آپ کے اولاد کا نام، توریت میں کیا ہے۔ مولائے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے رسول کا نام طاب طاب میرا نام ایلیا اور میرے بیٹوں کا نام شعی ہے۔ اس پر یہودیوں نے کہا بیشک آپ سچے ہیں۔

شیر کا حضرت علیؑ کو سجدہ کرنا

بحوالہ عیون المعجزات صفحہ ۱۱۲۹ امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی علیہ السلام بابل کی سرزمین سے گزر رہے تھے میں ان کے ساتھ تھا کہ ایک وادی سے ایک بہت بڑا شیر نکلا۔ جناب امیر کے نزدیک آکر سجدہ کیا اور دم ہلانے لگا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس شیر کے

سلام کا جواب دیا۔ اس پر شیر جلدی جلدی جس سمت سے آیا تھا واپس چلا گیا۔
علیؑ کے ہاتھوں میں کنکر موتی بن گئے

ایک دن امیر المومنینؑ مسجد کوفہ میں اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک شخص باہر سے آیا اور کہنے لگا اے علیؑ مجھ کو اس بات پر سخت تعجب ہے کہ دنیا دوسروں کے پاس تو ہے مگر آپ کے پاس نہیں۔ اس پر جناب امیر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تجھ کو گمان ہے کہ ہم دنیا کو چاہتے ہیں اور دنیا ہمیں نہیں ملتی۔ یہ بات غلط ہے۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے زمین سے چند کنکر اٹھائے جو آپ کے ہاتھ میں آتے ہی قیمتی موتی بن گئے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔ دیکھ اگر میں چاہتا تو ایسا ہی ہوتا۔ دنیا میرے قدموں میں ہوتی یہ کہہ کر ہاتھ سے موتی پھینک دیئے جو کنکر بن گئے۔ (بحوالہ کتاب شان علیؑ صفحہ ۳۶۵)

علیؑ گھوڑے پر سوار ہوتے ہوتے پورا پورا قرآن پڑھ لیتے تھے
 شواہد النبوة میں مرقوم ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام جس وقت رکاب میں پاؤں رکھتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت شروع کرتے اور جب تک دوسرا پاؤں رکاب میں پہنچتا تو قرآن ختم کرتے تھے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ آپ اونٹ کی سواری کے وقت اس کے روکنے تک قرآن ختم کر لیتے تھے علیؑ کے اس معجزہ کو کوب دری میں حضرت محمد صالحؒ کشفی الترمذی اسی الحنفی نے بھی تحریر کیا ہے۔ (معجزہ نمبر ۱۲)

عورتوں کی فریاد پر علیؑ نے مدد کی

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد ۹ صفحہ ۲۸۵ میں روایت کیا ہے کہ زید سانج راوی ہے کہ اس کے بڑوس میں ایک نیک سیرت اور عبادت گزار

شخص رہتا تھا۔ ایک روز میں امام زین العابدین علیہ السلام کی زیارت کے لئے گیا تو یہ شخص کپڑے اتار کر جمعہ کا غسل کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کی پشت پر ایک بالشت سے زیادہ بڑا زخم دیکھا جس سے پیپ بہہ رہی تھی۔ اس نے مجھ کو دیکھ کر کہا ذرا غسل میں میری مدد کرو۔ میں نے کہا نہیں جب تک تم مجھ کو اس زخم کی حقیقت سے آگاہ نہ کرو تب تک میں تمہاری مدد نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس نے وعدہ کیا اور کہا میری زندگی میں تم کسی کو اس واقعہ سے مطلع نہ کرنا۔

چنانچہ وہ غسل سے فارغ ہوا اور دھوپ میں بیٹھ کر اپنا قصہ بیان کرنے لگا۔ کہا سنو۔

یہ علیؑ کی مار کا نشان ہے

ہم دس دوست تھے جو ہمیشہ ساتھ رہا کرتے تھے۔ ہمارا مسکن کوفہ تھا مسافروں کو لوٹنا اور لقب زنی ہمارا مرغوب پیشہ تھا۔ رات کو ایک ایک دوست ہم سب کے لئے خورد و نوش کا بندوبست کرتا تھا۔ اسی طرح بڑے عیش سے زندگی گذر رہی تھی۔ ایک دن میں گھر میں سو رہا تھا کہ میری بیوی نے مجھ کو جگایا اور کہا کہ کل کھانا کھلانے کی باری تمہاری ہے اور گھر میں ایک دانہ تک نہیں۔ آج جمعہ کی رات ہے لوگ زیارت کے لئے مجھ جا رہے ہیں جا کر لقب زنی یا ڈاکہ ڈالو بہت اچھا موقع ہے۔ میں اٹھا ہاتھ میں تلوار لی اور کوفہ سے باہر مجھ کے راستہ پر ایک خندق میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ اندھیری رات تھی آسمان پر گھٹاؤپ بادل چھائے ہوئے تھے۔ ایک دفعہ بجلی چمکی تو دور سے دو شخص آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ جب وہ قریب آئے تو پھر بجلی کوندی اور میں

تلوار لے کر باہر نکلا۔ دیکھا تو عورتیں تھیں۔ ان میں ایک بوڑھی اور دوسری جوان میں نے ان کا راستہ روک لیا اور زیور اتارنے پر مجبور کر دیا۔ دونوں نے خاموشی سے زیور اتار دیئے۔ شیطان نے میرے دل میں وسوسہ ڈالا اور مجھ کو برائی پر مجبور کر دیا۔ میں نے جوان عورت سے بدی کا اظہار کیا۔ بوڑھی عورت کہنے لگی۔ اے بندہ خدا ہمارے کپڑے اور زیور لے لے ہم کو جانے دے یہ بچی یتیم ہے اور کل اس کی شادی ہونے والی ہے۔ اس کو قوم میں رسوا نہ کر میں نے اس کو ڈانٹا اور ایک طرف ڈھکیل دیا اور لڑکی کو زمین پر گرا دیا اور اس لڑکی کے سینہ پر چرم بٹھا۔ لڑکی نے چلانا شروع کیا۔ یا الہی مدد یا علی مدد یا علی مدد اس یقین اور پردرد آوازیں یہ لڑکی مولای علی کو پکار رہی تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک ایک سوار ظاہر ہوا جس کا لباس سفید تھا اور بدن سے خوشبو پھوٹ رہی تھی اور مجھ سے کہا اس کو چھوڑ دے۔ میں نے کہا جا بابا شکر کر میں تجھ کو چھوڑ رہا ہوں ورنہ تو بھی بچ کر نہ جاتا۔ میرا یہ کہنا تھا کہ اس نے تلوار کی نوک مجھ کو ماری اور میں غش کھا کر گہ ہوا۔ نہ معلوم کب تک پڑا رہا۔ البتہ نیم مہوشی میں یہ سنائی دیا کہ اس نے عورتوں سے کہا کپڑے پہنو اور زیور لے کر واپس چلی جاؤ۔ بوڑھی عورت نے کہا آپ کون ہیں؟ خدا آپ پر رحم کرے ذرا ہم کو نجف پہنچاتے جلیئے۔ انھوں نے مسکرا کر جواب دیا۔ "میں علی ابن ابی طالب" ہوں۔ جن کو فریاد کے لئے تم لوگوں نے یاد کیا تھا۔ تم واپس جاؤ میں نے تمھاری زیارت قبول کر لی۔ اللہ کا ولی رسول کا وصی اسی طرح مدد کرتا ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی کی والدہ سے ایک مجذوب نے کہا اب جو بچہ پیدا ہو اس کو علیؑ کے سپرد کر دینا زندہ رہے گا۔

مولانا اشرف علی تھانوی اپنی مشہور زمانہ کتاب "ہمیشی زیور" میں اپنی سوانح حیات کے سلسلے میں حضرت علیؑ کے نام سے معجزہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔ جس کو ماہنامہ "قومی ڈائجسٹ" شمارہ نمبر ۱۱ جلد ۱۔ جون ۱۹۶۸ء میں مقبول جہانگیر صاحب نے صفحہ ۱۳۳ بعنوان "کرم عظیم" بھی شائع کیا ہے۔

اشرف علی تھانوی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میری پیدائش کا بڑا عجیب و غریب واقعہ ہے جو میرے خاندان میں اس وقت سے مشہور چلا آ رہا ہے۔ مولانا کے والد محترم جناب عبدالحق صاحب مرض فارشت میں ایسے مبتلا ہو گئے کہ کسی دوا سے فائدہ نہ ہوتا تھا۔ ایک ڈاکٹر نے کہا کہ اس مرض کی ایک دوا اکیر ہے مگر وہ قاطع اللسل ہے۔ عبدالحق صاحب چونکہ بیماری سے تنگ آ گئے تھے اس لئے انھوں نے دوا یہ کہہ کر استعمال کر لی کہ بلا سے اولاد نہ ہو بقائے نوئی سے بقائے شخصی مقدم ہے۔ عبدالحق صاحب کی بیوی کو جب یہ معلوم ہوا تو بہت پریشان ہوئیں کہ اس وقت تک کوئی اولاد نہ رہے زندہ نہ رہتی تھی۔ شدہ شدہ یہ خبر عبدالحق صاحب کی خوش دامن تک پہنچ گئی۔ انھوں نے اس زمانہ کے مشہور مجذوب اور بزرگ حضرت حافظ غلام مرتضیٰ پانی پتی سے عرض کیا کہ حضرت میری اس لڑکی کے لڑکے زندہ نہیں رہتے ہیں۔ حافظ صاحب نے کہا عمر اور علیؑ کی کشاکش میں مر جاتے تھے اب کی علیؑ کے سپرد کر دینا۔ زندہ رہے گا۔ اس مجذوبانہ معنی کو کوئی نہ سمجھا۔ آخر عبدالحق صاحب کی بیوی نے اپنی فہم خدا داد سے اسے حل کیا۔ اور فرمایا حافظ صاحب کا مطلب یہ ہے کہ لڑکوں کے باپ فاروقی اور ماں علوی ہیں۔ اب تک جو نام رکھے گئے وہ باپ کے نام پر رکھے گئے۔ اب کی بار جو لڑکا ہو اس کا نام نھیال کے مطابق رکھے

جائے۔ جس کے آخر میں "علی" ہو۔

حافظ صاحب یہ سن کر ہنسے اور فرمایا واقعی میرا مطلب بھی تھا یہ لڑکی بڑی عقل مند معلوم ہوتی ہے۔ انشاء اللہ اس کے دولڑکے ہوں گے اور زندہ رہیں گے ایک کا نام اشرف علی رکھنا اور دوسرے کا نام اکبر علی رکھنا۔ دونوں صاحب نصیب ہوں گے۔ ایک میرا ہوگا سو دوسرا دنیا دار ہوگا وہ مولوی اور حافظ قرآن ہوگا۔ چنانچہ یہ سب پیشین گوئیاں عرف بحرف درست ثابت ہوئیں۔ یہ تھی حضرت علی علیہ السلام کے نام کی معجزہ منائی جس کا زندہ ثبوت خود اشرف علی تھانوی کی زندگی ہے۔ دنیا کو میرا پہنچا ہے کہ روحانی عطا صرف اور صرف محمدؐ اور ان کی آل پاک کے سوا اس دنیا میں کسی کو نہیں ہے۔

فرات کی طغیانی سے اہل شہر کو بچالیا

شوہد النبوة میں منقول ہے کہ اہل کوفہ نے ایک دفعہ عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین اب کی سال دریائے فرات طغیانی پر ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کھیتیاں ضائع نہ ہو جائیں۔ شہر ڈوب نہ جائے اور اس طرح ہم لوگ کہیں مصیبت میں نہ پڑ جائیں۔ آپ اس آفت سے ہم لوگوں کو نجات دلائیے۔ یہ سن کر جناب امیر علیہ السلام گھر کے اندر تشریف لے گئے کچھ دیر بعد تشریف لائے تو فرقہ رسولؐ خدا عینے ہوئے تھے جہرہ مبارک ماہ تاباں کی طرح چمک رہا تھا۔ کھوڑا منگوا کر سوار ہوئے ساتھ اپنے حسن اور حسین علیہم السلام کو لیا اہل کوفہ بھی ساتھ ہو گئے۔ فرات کے کنارے پہنچ کر کھوڑے سے اترے اور دو رکعت نماز بجالائے۔ پھر اٹھے اور ہاتھ میں عصا لے کر پانی کی طرف اشارہ کیا فوراً ایک گز پانی کم ہو گیا۔ فرمایا کیا کافی ہے فریادیوں نے کہا مولا اور کم ہو جائے تو

بہتر ہے۔ آپ نے پھر اشارہ کیا پانی ایک گز اور کم ہو گیا۔ ان لوگوں نے پھر درخواست کی کہ مولا اور آپ نے پھر اشارہ کیا پانی ایک گز اور کم ہو گیا۔ اب لوگوں نے کہا مولا بس اتنا کافی ہے۔ (بحوالہ کوکب دری صفحہ ۳۵۶)

علیؑ کے لعاب دہن کا معجزہ

پیران پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی کے منہ میں آتے ہی ان پر خن کے دروازے کھل گئے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی پیران پیر دستگیر بڑے پائے کے صوفی بزرگ ہیں آپ صوفیائے کرام میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مجھ میں جو کچھ بھی پایا جاتا ہے وہ رسول اکرم اور علی کرم اللہ وجہہ کے لعاب دہن کا معجزہ اور نتیجہ ہے۔ اس معجزہ کو میں سوانح و تعلیمات حضرت غوث الاعظم از میکش اکبر آبادی مکتبہ دارالعلوم گلشن بغداد اور ام پور۔ یو۔ پی صفحہ نمبر ۶۳ سے نقل کر رہا ہوں کہ حضرت غوث الاعظم ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ کو عربی نہیں آتی تھی۔ ایک دن خواب میں رسول خدا کو دیکھا۔ انھوں نے کہا اے عبدالقادر منہ کھولو میں نے منہ کھول دیا آپ نے اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا۔ دوسرے دن پھر بھی خواب دیکھا۔ لیکن آج حضرت علی علیہ السلام خواب میں نظر آئے اسی طرح کیا جس طرح رسول خدا نے کیا تھا۔ آپ نے بھی میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا۔ اب صبح جب میری آنکھ کھلی تو مجھ کو عربی اس طرح آگئی جیسے ماں کے پیٹ سے بولتا ہوا بچہ پیدا ہوا ہے۔ عربی کی بڑی سی بڑی کتاب اور تفسیر میرے سامنے بچ تھی۔ بھائیوں دیکھا آپ نے حضرت علیؑ کے لعاب دہن کا نتیجہ صرف خواب میں عبدالقادر جیلانی کے منہ

پر آیا تو ان کو عربی آگئی۔

حضرت علی علیہ السلام کا ملک عظیم کی سیر کرانا

بحوالہ کتاب مدینۃ المعاصر، صفحہ ۳۷ حقائق العقائد صفحہ ۶۲ اور نعیم

الذہار جلد سوم صفحہ ۲۱۲ میں روایت نقل ہے کہ خلیفہ دوم کی بیعت ہو رہی

تھی تو اس وقت حضرت سلمان فارسی، مقداد، عمار یا سرچند اصحاب

امیر المومنین کے ساتھ دولت سرائے امیر المومنین میں حاضر ہوئے۔ دوران

گفتگو امام حسن نے عرض کیا یا امیر المومنین خداوند عالم نے حضرت سلیمان کو

امتداد ملک عطا کیا کہ ایسا اور کسی کو نہیں اور انھیں وہ انگشتی عطا فرمائی۔

جس کی تائید ان کی سلطنت تھی۔ آپ سردار انبیاء کے خلیفہ ہیں۔ آپ کو خدا

نے کون سا ملک عطا فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا یا سلیمان علیہ السلام نے جو ملک

خدا سے مانگا تھا وہ خدا نے عطا کر دیا۔ لیکن ہمارا ملک اس سے کہیں زیادہ وسیع

ہے۔ رہی انگشتی سلیمان تو (جیب سے نکال کر فرمایا یہ وہ ہے)۔ اس پر نقش

کندہ تھا "محمد و علی" آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے اور تم لوگ میرے ملک کی

سیر کرنا چاہتے ہو جس کا میں بادشاہ ہوں۔ تمام حاضرین نے یک زبان ہو کر

عرض کیا۔ ہاں میرے مولا و آقا۔ اس پر آپ نے ایک جانب رخ کر کے کلام

کیا تو ابر کا ایک ٹکڑا آگیا۔ آپ نے حکم دیا کہ بچہ جا۔ وہ فرش کی طرح بچھ گیا۔

آپ نے ہم سب سے فرمایا کہ اس پر بیٹھ جاؤ پھر کلام کیا اور دوسرا ٹکڑا آگیا۔

اس پر آپ خود تشریف فرما ہوئے۔ ہوانے ان دونوں ٹکڑوں کو فضاء میں بلند

کیا۔ دوران سیر آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ کیا تم حضرت سلیمان کو

دیکھنا چاہتے ہو۔ سب نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ پھر ایک ہنایت سرسبز

و شاداب باغ میں اترے سلیمان فارسی کہتے ہیں کہ ہم نے اس سے قبل ایسا باغ کبھی نہیں دیکھا۔ پھر باغ کے وسط میں ایک تخت پر ایک نوجوان کو سوتے دیکھا۔ آپ نے وہ انگشتی ان کی انگلی میں پہلا دی وہ جوان کھڑا ہو گیا اور اٹھتے ہی کہا سلام علیکم یا امیر المومنین اور پھر آپ نے وہ انگشتی ان کی انگلی سے اتار لی وہ پھر حسب سابق تخت پر سو گئے۔ فرمایا سلیمان بنی ہیں۔ اس کے بعد پھر آپ روانہ ہو کر دامن کوہ میں پہنچے اور اسی طرح سیر ملک عظیم کی کراتے ہوئے واپس مدینہ تشریف لائے۔ فرمایا یہ ہمارے ملک کا ایک حصہ تھا۔

ہمارے ساتھ خدا کا شیر ہے جس کا نام علی ہے
چونگ شی بہت کے کسی گاؤں کا بہنے والا ایک چرواہا تھا وہ جنگل میں بھیڑ
بکریوں ریوڑ چرا رہا تھا۔ اس نے پڑ سے پتے توڑ کر جانوروں کے آگے یہ کہہ کر
ڈال دیئے کہ تم یہ کھاؤ۔ میں چشمہ سے پانی پی کر آتا ہوں۔ ایک سہانا گیت
گاتے ہوئے کوئی ایک فرلانگ کا فاصلہ طے کیا۔ گیت کا اردو ترجمہ ملاحظہ ہو۔

اگرچہ ان چھاڑوں میں شیر بستی ہیں جو بہت ہی ظالم ہیں لیکن ہمیں کوئی
خطرہ نہیں۔ کیونکہ ہمارے ساتھ خدا کا ایک شیر ہے جس کا نام علی ہے۔ اس
کی گرج سے تمام موذی جانور بھاگ جاتے ہیں۔ اس نے گھٹنے ٹیک کر چشمہ پر
منہ رکھا اور بہت سرد شیریں پانی پی کر اپنا پیٹ بھرا واپس جا رہا تھا۔ کہ
راستہ میں اس کو بستی کے تین آدمی ملے وہ اس کو دیکھتے ہی بول اٹھے ارے
چونگ تو ہمیں ہے۔ اب تک چار ریوڑ کو ہنکا کر گاؤں لے جانے خبر نہیں لڑکے کہ
آج کل شیروں کے حملے ہو رہے ہیں۔ اب تو شام بھی ہونے کو ہے۔ یہ تین

کوس کا فاصلہ سورج ڈوبنے سے پہلے مشکل ہی سے کاٹ سکے گا۔ چچا تم فکر نہ کرو میں شیروں کو بھگانا جانتا ہوں۔ چونگ نے جواب دیا۔ ارے ارے خدا جوانی سلامت رکھے تیری۔ کیا کوئی منتر جانتا ہے تو ہمیں چچا میرے ساتھ خدا کا شیر۔ وہ کون ہے چچا میرے داد جان سے سنی ہمیں۔ تم نے اشونگ کی کتاب۔ چونگ ہاں کچھ سنی تو ہے۔ کیا تم بھی اسے پڑھ لیتے ہو۔ جی نہیں۔ میں تو سنا ہی کرنا ہوں اس کا ایک ایک گیت مجھے خوب یاد ہے چونگ نے کہ چچا مونگ چن کی بہادری والا ہے۔ ہمیں چچا خدا کے شیر والا سنو۔ چونگ۔

اگرچہ ان پہاڑوں میں شیر بستے ہیں جو بہت ہی ظالم ہیں۔ لیکن ہمیں کوئی خطرہ نہیں۔ کیونکہ ہمارے ساتھ خدا کا شیر ہے۔ جس کا نام علی ہے۔ اس کی گرج سے تمام موذی جانور بھاگ جاتے ہیں۔ نوجوان چرواہے کی زبان سے عجیب و غریب گیت سن کر تینوں آدمی حیرت سے انگلیاں چبانے لگے۔ اس کے بعد انھوں نے نوجوان پر گہری اور استعجابی نگاہ لمحہ بھر کے لئے ڈالی۔ پھر کچھ سوچا اور اپنا راستہ لیا۔

نوجوان چونگ اپنے ریوڑ کے پاس پہنچا۔ چرواہوں کی مخصوص بولی میں اس نے کچھ کہا جیسے سنتے ہی تمام بھیڑیں اور بکریاں اس کے گرد جمع ہو گئیں خوب پیٹ بھر لیا تم نے چلو اب تمہیں گاؤں لے چلوں۔ سورج ڈوبنے کو ہے۔ جانور سر جھکائے دھیرے دھیرے قدم اٹھائے ہری ہری گھاس پر منہ مارتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ دھوپ پھٹکی پڑ چکی آفتاب سفید لباس اتارنے اور شب کو سیاہ پوشاک پہننے کی تیاری کر رہا تھا۔

ایک مقام سے ہلکی ہلکی سی گونج اٹھی۔ جانوروں نے گردنیں اٹھائیں کان

کھڑے کئے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا۔

”کیا ہے۔“ نوجوان بولا۔ ڈرو نہیں ہمارے ساتھ وہ ہے جس کا نام سنتے ہی درندوں کا ہوسوکھ جاتا ہے۔ ٹھہرو نہیں چلو۔ گھر چلیں۔ جانوروں نے دوہی قدم اٹھائے تھے کہ خوفناک گون نے پہاڑوں کے دل ہلا دیئے۔ ”شیر شیر“ نوجوان زور سے چلایا اور شیر کا نام سنتے ہی تمام بھیڑ بکریاں دم قدم پیچھے ہٹ گئیں (اپنی زبان میں چرواہے نے کہا) سچ کہتے تھے میرے چچا۔ لیکن کوئی فکر نہیں۔ والدین نے میرا نام ”چونگ شی سی“ یونہی رکھ دیا۔ میں شیروں کا شکار کرنے والا ہوں۔ رکھوالا میرے ساتھ ہے وہ ضرور میری مدد کو پہنچے گا۔ دنیا بدل سکتی ہے۔ ارشونگ کی پیشگوئیاں غلط نہیں ہو سکتیں۔ نوجوان چرواہا کے یہ الفاظ ابھی فضا میں بکھرنے نہیں پائے تھے کہ قریب سے ایک زردست گرج نے کوہ دامن کو لرزادیا وہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک خوشخوار شیر ڈکارتا اور دھڑاتا ریوڑ کی طرف آ رہا ہے نوجوان نے اپنا شاخ تراش درخت سے لٹکایا۔ شیر پر ایک طائرانہ نظر ڈالی پھر آسمان کی طرف دیکھا اور فریاد بھری لگا ہوں سے دیکھا اور منہ میں کچھ بڑھنے کے بعد اپنی زبان میں کہا۔ خدا کے شیر ہماری مذہبی کتابوں میں لکھا ہے تو خدائی طاقت رکھتا ہے اور قدرت الہیہ کا مظہر ہے۔ اس سے بڑھ کر مصیبت اور کون سی ہوگی کہ میں اپنے گلے سمیت ظالم شیر کی زد میں ہوں۔ خدا کے شیر بھی امداد کا وقت ہے میری دستگیری فرما۔

تبت کا مذہبی نامہ نگار ”کان چو“ جو لامہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اپنی تاریخی کتاب میں لکھتا ہے کہ چرواہے کے یہ دعائیہ فقرے ہنوز آسمان کی طرف مائل بہ پرواز تھے کہ شیر پہاڑ سے چکر اکر گرا اور ایک چٹان سے ٹکرا کر اس کی ہڈیاں

چور چور ہو گئیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کسی غیبی ہاتھ نے پکڑ کر نیچے پھینک دیا ہو۔ (حکیم سید محمود گیلانی کتاب علی مرتضیٰ حیدر شیر خدا)۔

سبیل سکینہ حیدر باطیف ابن بطوطہ

جب تک قبر اطہر امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام دشمنوں کے شر سے پوشیدہ رہی اس وقت تک شیعہ امامت کے چند خاص پروانوں کے سوا کسی کو اس کا سہ نہ چلا مگر جب یہ پردہ اٹھا دیا گیا اور اہل بیت طاہرین جو اس کے حامل تھے وہ اس کا اعلان کرنے لگے۔ دوسری طرف معجزات و کرامات نے ظاہر ہونا شروع کیا۔ جس سے اپنے اور غیر دونوں فیضیاب ہونے لگے۔ حتیٰ کہ داؤد اور ہارون رشید کو خود قبر اقدس پر عمارت بنانا پڑی ابن بطوطہ اپنی شیعہ دشمنی کی وجہ سے بہت مشہور ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں کہ نجف اشرف میں تمام باشندے رافضی ہیں۔ ۲۷۰ رجب میں یہاں پر عراق، فارس، روم وغیرہ سے کافی لوگ آتے ہیں اور اپنے مریضوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔ مریض سارے کے سارے زمین پر پڑے رہتے ہیں۔ اور پھر آخری شب کو یہ لوگ یک بیک صبح و سحر سے ہوا کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور پھر ان مریضوں میں کسی قسم کے مرض کا کوئی نشان تک باقی نہیں رہتا۔ یہ واقعہ ابن بطوطہ نے اپنی کتاب ”رحلہ“ میں تحریر فرمایا ہے۔

شیر کے زخمی پنجہ کو مولا علیؑ کی قبر پر آرام مل گیا

روایت کی ہے کہ میں اور میرے والد و بچا ۲۶ھ میں چھپ کر رات کے وقت زیارت مرقد اطہر جناب علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کے لئے گئے میں اس وقت کمسن تھا۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا تو آپ کی قبر کے ارد گرد سیاہ پتھر

رکھے ہوئے ہیں۔ ہم میں سے بعض قرآن پڑھنے لگے اور بعض نمازوں اور دعاؤں میں مشغول ہو گئے۔ ناگاہ ہم نے دیکھا کہ ایک شیر قبر مبارک پر گیا اور اپنے ہاتھ کو لوح قبر پر ملنے لگا۔ ہم میں سے ایک ولیر آدمی اس شیر کے نزدیک گیا اور اس کی حالت مشاہدہ کی۔ لیکن اس نے کوئی تعرض نہ کیا۔ ہم سب نزدیک پہنچ گئے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس کے ہاتھ زخمی ہیں۔ اور وہ ان کو قبر پر مل رہا ہے اور منہ اور گردن کو بار بار قبر کی طرف جھکاتا ہے۔ اس طرح تھوڑی دیر تک وہ شیر وہاں رہا۔ آرام پانے پر واپس چلا گیا۔ (بحوالہ کتاب انوار السادات صفحہ ۳۵)

علیؑ کو برا کہنے والے کو اونٹ نے کچل دیا

شواہد البنوة میں منقول ہے کہ ایک شخص مدینہ میں امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ سعد بن مالک نے اس کے لئے بددعا کی۔ اتفاقاً وہ شخص ایک روز اپنے اونٹ کو باہر چھوڑ کر مسجد میں آکر مجمع کے درمیان بیٹھ گیا۔ اونٹ اپنی جگہ سے اٹھ کر مسجد میں گھس آیا اور اس کو اپنے سینے کے نیچے دبایا اور اس طرح اس کو کچل کر مار ڈالا۔ (کوکب دری)

علیؑ سے جھوٹ بولنے والا اندھا ہو گیا

کتاب شواہد البنوة منقول ہے کہ امیر المومنین نے ایک شخص سے فرمایا کہ تو ہمارے پاس سے الگ ہو جا۔ کیونکہ تو ادھر کی بات ادھر کرتا ہے۔ ہماری باتیں امیر معاویہ کو پہنچتا ہے۔ اس نے جناب امیرؑ سے انکار کیا علیؑ نے ارشاد فرمایا کیا اس بات پر تو پھر جھوٹ بول رہا ہے خدا تجھے اندھا کرے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ شخص سات روز کے بعد نابینا ہو گیا لاٹھی پکڑ کر چلتا تھا۔

(کوکب دری)

خاصی کتے کی شکل میں تبدیل ہو گیا

عیادہ بن صہیب کا بیان ہے کہ مجھے اعلیٰ نے بتایا۔ اعلیٰ کا کہنا ہے کہ میں الحرام میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے نماز میں طول دیا۔ اس نے نماز میں اور طول دیا۔ پھر خوبصورت طریقے سے دعا کرنے میں مشغول ہو گیا۔ کہا اے میرے رب میرا گناہ بہت بڑا ہے تو اس سے بڑا ہے۔ اے اللہ یہ بڑا گناہ تو ہی بخش سکتا ہے۔ پھر وہ شخص زمین پر گر کر استغفار کرنے لگا اور زار و قطار رونے لگا اور پھر سسکیاں بھرتا جاتا تھا اور دعا کرتا جاتا تھا۔ میں نے ارادہ کیا کہ یہ سجدہ سے سر اٹھائے تو میں اس سے دریافت کروں کہ کون سا بڑا گناہ کیا ہے تو نے۔ جب اس نے سجدہ سے سر اٹھایا تو میں نے اس کا بہرہ دیکھا تو حیران رہ گیا۔ کیونکہ وہ بالکل کتے کی شکل کی طرح تھا اور بال کتے کی طرح تھے۔ اور باقی بدن انسان کے بدن کی طرح تھا۔ پھر میں نے اس سے دریافت کیا کہ اے بندہ خدا وہ کون سا گناہ ہے جو تجھ سے سرزد ہو گیا ہے جس کی وجہ سے تمہاری صورت مسخ ہو گئی ہے۔ اس شخص نے کہا بھائی میرا گناہ بہت بڑا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ اس کو کوئی اور شخص سنے وہ اس بات کی رٹ لگا رہا تھا۔ مجبور کرنے پر اس نے کہا میں خاصی تھا۔ علی ابن ابی طالب سے بغض رکھتا تھا اور اس بغض کو میں پوشیدہ نہیں رکھتا تھا۔ بلکہ میں برملا کہتا تھا۔ ایک دن میں امیر المومنین کی شان میں نازیبا بات کہہ رہا تھا۔ اتنے میں ایک شخص میرے پاس سے گزرا۔ اس نے کہا اے شخص تمہیں کیا ہو گیا ہے اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں آخرت سے پہلے اسی دنیا میں مسخ کر دے گا تاکہ دنیا میں تمہاری خوب شہرت ہو

اس رات کو میں سویا تو اللہ تعالیٰ نے میرے چہرہ کو کتے کی صورت میں تبدیل کر دیا۔ میں اپنے پر پکھتایا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ سے معافی اور بخشش کا طلبگار ہوں۔ اعلیٰ کا بیان ہے کہ وہ یہ سن کر حیران رہ گیا پھر میں نے اس واقعہ کو لوگوں کو بتایا۔ (بحوالہ عیوان المعجزات صفحہ ۶۰)

فقر نے جب مٹھی کھولی تو دس دینار سرخ اس کی مٹھی میں تھے شیخ فریدنج شکر قدس سرہ اپنی کتاب "راحت القلوب" میں مولائے کائنات امیر المومنین علی ابن ابی طالب کا ایک معجزہ رقم کرتے ہیں کہ ایک دن چند یہودیوں نے مسخر اپن سے ایک فقیر سے کہا کہ تم شاہ مرداں شیر بہزداں کے پاس جاؤ اور ان سے کچھ امداد کے لئے سوال کرو۔ یہ محتاج جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے فقر و فاقہ کا حال بیان کیا۔ امیر المومنین علی ابن ابی طالب نے ہر چند اپنے پاس اس محتاج کو دینے کے لئے تلاش کیا۔ لیکن کچھ نہ پایا۔ آپ نے پھر اس فقیر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دس مرتبہ درود پڑھا۔ اور اس کی مٹھی بند کر دی۔ اور کہا کہ جاؤ یہ فقیر واپس ان یہودیوں کے پاس آیا۔ دریافت کرنے پر اس محتاج نے کہا۔ مجھ کو علیؑ نے کچھ بھی نہیں دیا۔ بلکہ اس بند مٹھی پر دس مرتبہ درود پڑھ کر پھونک دیا ہے۔ یہودیوں نے کہا ذرا اس مٹھی کو کھولو۔ جب اس فقیر نے مٹھی کھولی تو اس کے اندر دس دینار سرخ موجود تھے۔ یہ دیکھ کر سب یہودی فوراً مسلمان ہو گئے۔

علیؑ کے ساتھ درخت بھی نماز پڑھنے لگے

کتاب "احسن الکبار" میں ابوالزہری سے منقول ہے کہ جابر بن عبد اللہ انصاری سے پوچھا کہ تم کو امیر المومنین علی ابن ابی طالب کا کوئی معجزہ یاد ہے

جابر نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز میں چند صحابہ کے ہمراہ جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ جا رہا تھا کہ جناب نے ارشاد فرمایا تم لوگ چلو میں اس بیری کے نیچے دو رکعت نماز پڑھ کر آتا ہوں۔ آپ نماز میں مشغول ہو گئے۔ ہم لوگ چل دیئے۔ مڑ کر کیا دیکھتے ہیں کہ درخت بھی رکوع اور سجود میں حضرت علیؑ کا ساتھ دے رہے ہیں۔ قسم خدا کی ہم لوگ واپس آکر کھڑے ہو گئے اور یہ معجزہ دیکھا کہ درختوں نے اسی طرح رکوع اور سجود کیا۔ پھر جب نماز سے جناب امیر فارغ ہوئے تو آپ نے کہا اللہ محمد وآل محمد کے شیعوں پر رحم کر۔

کمان علیؑ کے ہاتھ سے گرتے ہی اژدھا بن گئی

حضرت سلمان فارسی سے منقول ہے کہ صحابہ میں سے ایک شخص نے حضرت امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں آکر عرض کی فلاں شخص جو اکابر بنی عدی سے ہے جہاں کہیں آپ کو اور آپ کے دوستوں کو دیکھتا ہے۔ طعن کرتا ہے اور آپ کو لہذا رسائی اور توہین کرنے تک سے باز نہیں آتا۔ امیر المومنین اپنے ہاتھ میں کمان لئے ہوئے تھے۔ باغ کی طرف جانے لگے۔ ناگاہ اس شخص سے ملاقات ہو گئی۔ جناب امیر علیہ السلام نے اس شخص کو روک کر کہا کہ مجھ کو معلوم ہے کہ تم میرے دوستوں کو برا بھلا کہتے ہو اور ان کو لہذا بھی پہنچاتے ہو۔ اس پر اس شخص نے جواب دیا۔ ٹھیک ہے میں نے اگر کسی کو لہذا دی ہے تو کسی کو منع کرنے کا حق نہیں ہے۔ میں یہ کام کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ یہ سن کر جناب امیر نے کہا پھر ٹھیک ہے اور کمان کو اپنے ہاتھ سے زمین پر گرادیا۔ جو فوراً بڑا اژدھا بن گیا۔ اور منہ کھولے اژدھا اس کی طرف بڑھا تاکہ اس کو نگل لے۔ شور و غل مچ گیا اور یہ ملعون فریاد

کرنے لگا۔ اور امیر المومنین سے امان مانگنے لگا اور اقرار کرنے لگا کہ آئندہ آپ کے دوستوں کو بھی کوئی تکلیف نہ دوں گا۔ رحمت اللعالمین کے نائب کو رحم آگیا۔ آڑھے کی طرف ہاتھ بڑھایا وہ فوراً کمان کی شکل میں تبدیل ہو گئی اور واپس اس کو اٹھالیا۔

شمون الصفا کی پیشگوئی

دانشمندان اردن نے اپنی کتاب سکسز آف محمدؐ میں لکھا ہے اور صاحب توحۃ الکرام نے بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے کہ جب حضرت علیؑ کی فوج کوفہ سے شام کی طرف جا رہی تھی تو ایک روز اپنے مقام پر پڑاؤ کیا جہاں دور دور تک پانی میر نہ تھا۔ پڑاؤ سے قریب ایک غار میں ایک راہب رہتا تھا حضرت علیؑ نے اس کو بلا کر دریافت کیا کہ یہاں قرب و جوار میں کہیں کنواں بھی ہے۔ راہب نے انکار کیا حضرت علیؑ نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایک زمانہ میں بنی اسرائیل کے کچھ پیغمبر یہاں رہتے تھے اور انھوں نے ایک کنواں کھودا تھا۔ اس کنویں کو یہاں ہونا چاہیے تھا۔ راہب نے کہا ایسا کنواں ضرور تھا اور کنویں کے متعلق چند پیشگوئیاں بھی ہیں لیکن مدتوں سے اس کا پتہ نہیں۔ یہ کہہ کر اس نے شمعون بن صفا کی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک جلیل القدر صحابی تھے۔ ایک تحریر لکالی جس میں لکھا تھا کہ آخری زمانہ میں ایک پیغمبر ہوگا۔ جس کا نام محمدؐ ہوگا ان کا خلیفہ اور ولی جائز اس مقام پر کنواں آکر پھر کھودے گا۔ یہ سن کر علیؑ نے ایک مقام کھودنے کا حکم دیا اور جس کنویں کی نسبت پیش گوئی کی تھی نکل آیا۔ تمام فوج پانی سے سیراب ہو گئی اور راہب نے علیؑ سے بیعت کی اور اس معجزہ کی وجہ سے مسلمان ہو گیا۔

یہاں لو لے اور لنگڑے سب ٹھیک ہو جاتے ہیں

کتاب مفاتیح الجنان اردو ترجمہ صفحہ نمبر ۱۳۹ ابو عبد اللہ محمد بن بطوطہ جو علمائے اہل سنت میں سے ہیں۔ اور بڑے تاریخ داں بھی ہیں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ وہ اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں کہ جب میں مکہ معظمہ سے بحف اشرف گیا تو وہاں جناب امیر کے قبرا طہر کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔

جناب امیر کی قبر اس شہر بحف میں واقع ہے اور یہاں شیخ حضرات بہتے ہیں اور حضرت علی علیہ السلام کی قبر مبارک سے کافی کرامات ظاہر ہوتی ہیں۔ ان کرامات سے ایک یہ ہے کہ سائنسویں رجب کی رات میں جب وہاں کے بہنے والے بیداری کی رات کہتے ہیں۔ اطراف عراق، خراسان، روم اور دیگر ایرانی شہروں سے زائرین جمع ہو جاتے ہیں اور اس میں وہ لوگ بھی شامل ہو۔ تے ہیں جو لو لے، لنگڑے اور دیگر بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ عشاء کی نماز کے بعد حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کی ضریح مقدس کے پاس ان مریضوں کو جمع کر دیا جاتا ہے اور دوسرے لوگ بھی ان کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں اور پھر انتظار کرتے بہتے ہیں کہ یہ کب مفلوج لوگ ٹھیک ہو کر اٹھتے ہیں اور دوسرے لوگ جو ان کے ارد گرد جمع ہوتے ہیں وہ نماز پڑھتے ہیں یا قرآن کی تلاوت یا ذکر الہی میں مشغول رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ لوگ مفلوج آدمیوں کو دیکھا کرتے ہیں کہ ٹھیک ہوتے ہیں یا نہیں۔

جب رات آدمی یا دو ہتائی گزر جاتی ہے تو اس وقت یہ تمام مریض جو چلنے پھرنے سے مجبور ہوتے ہیں بالکل تندرست ہو جاتے ہیں۔ اور یہ پڑھتے ہوئے وہاں سے چل دیتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ۔

ملعون ازلی مرہ بن قیس کا قتل

کتاب تذکرہ خاصان خدا از مصطفائی بیگم - صفحہ نمبر ۵ - یہ کتاب عہد شاہجہانی کے ایک مستند تذکرے کی تخصیص اور ترجمہ ہے اس کے اندر صفحہ ۵ پر تحریر ہے -

آنحضرت کی شہادت کے بعد ایک کافر جس کا نام مرہ بن قیس تھا آپ کی قبر شریف توڑ کر ہڈیاں نکالنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس ناقص ارادہ سے وہ مرقد مقدس کے پاس گیا اور ہاتھ بڑھایا۔ مزار مبارک تک ہاتھ پہنچنے سے پہلے دو انگلیاں مرقد سے نکلیں ملعون کے پلید سر کو اس کے تن ناپاک سے جدا کر دیا اور اس وقت سے آج تک پھر ایسے برے کام کی جرات نہیں ہوئی یہ تھی مرنے کے بعد آپ کی کرامات جناب امیر کے مرقد مبارک کے سر کی طرف اب بھی دو سوراخ ہیں۔ لوگوں نے ان سوراخوں کے اطراف جواہرات جڑ دیئے ہیں۔

ایک پیالہ پانی سے سارے لشکر کو سیراب کر دیا

حضرت المومنین جنگ نہرواں سے فتح کے بعد واپس آرہے تھے راستہ میں دوراہہ پڑا۔ ایک راستہ نہر عسینی کی طرف جاتا ہے۔ دوسرا منزل مقصود کی طرف جدھر جناب امیر کو جانا تھا۔ اس راہ میں پانی نہ تھا۔ امیر المومنین نے ہنایت تیزی سے اس دشت بے آب کو طے کیا۔ چونکہ ہوا ہنایت گرم تھی اہل لشکر پر پیاس نے غلبہ کیا اور کثرت حرارت سے ان کے منہ اور لب خشک ہو گئے بعض منافقوں نے طعن و ملامت شروع کی۔ مومن ان کی باتوں سے ہنایت آزرده خاطر ہوئے اور حضرت کی خدمت میں ان کی سخت کلامی کا ذکر کیا

اور بے آبی سے شعلہ آتش کی طرح فریاد کی جناب امیر علیہ السلام نے ان لوگوں کی بات سننے کے بعد تمام اہل لشکر کو ایک جگہ جمع ہونے کے لئے کہا اور پھر ارشاد فرمایا کہ خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو۔ آپ نے اپنے خیمے کے باہر ناموار زمین قبر سے کھودنے کو کہا۔ قبر نے زمین کو کھودا اس کے نیچے ایک سخت پتھر لگا جس کو حضرت نے بہ نفس نفیس اٹھایا اور دور پھینک دیا۔ اس کے نیچے ایک زینہ نظر آیا۔ آپ نے قبر سے ارشاد فرمایا کہ تم نیچے جاؤ اور ہر طرف دیکھ بھال کر کے ساری کیفیت بیان کرو۔

قبر حسب ارشاد اندر گئے اور واپس آکر عرض کیا کہ جب میں ۳۵ زینہ نیچے اترتا تو پتھر کا ایک دروازہ نظر آیا۔ جس پر قفل لگا ہوا ہے معلوم نہیں اس کی کئی کہاں ہیں اور دروازہ کا کھولنا مشکل امر ہے۔

جناب امیر نے اپنے عمامہ میں سے ایک بجلی نکال کر قبر کو دی اور فرمایا۔ دروازے کی طرف جاؤ اور پانی کا ایک پیالہ لاؤ۔ جب دروازہ کھولا تو پانی کا ایک حوض نظر آیا اور اس کے کنارے ساتی کوثر حوض کوثر کو موجود پایا۔ قبر یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔ کچھ منہ سے کہنا چاہتے تھے۔ لیکن آواز منہ سے نہیں نکل رہی تھی۔ جناب امیر نے ایک پیالہ پانی بھر کر قبر کو دیا اور کہا اس کو لے کر جاؤ۔ قبر یہ پانی لے کر پیاسوں کی حاجت روائی کے لئے حاضر ہوئے۔ اب کیا دیکھتے ہیں کہ امیر المومنین مظہر العجائب یہاں پھر موجود ہیں منہ سے قبر کچھ کہنا ہی چاہتے تھے کہ فوراً راز فاش ہونے سے پہلے ہی مولائے کائنات نے ارشاد فرمایا۔ اے قبر دشت اژر کا قصہ نہیں سنا جو یہاں تعجب کرتا ہے۔ پھر حضرت نے اس پانی کے پیالہ سے تمام اہل لشکر اور تمام حیوانات کو جو

سواری کے لئے ساتھ تھے سیراب کیا۔ لیکن پیالہ اسی طرح پانی سے بھرا ہی رہا۔

شب ہجرت حضرت علیؓ کی عدم المثال جان نثاری علیؓ بستر رسولؐ پر اس طرح سوئے کہ کافروں کو رات بھر رسول خدا کے سونے کا گمان ہوتا رہا

شب ہجرت اسلام کی وہ تاریخ رات ہے حضور انورؐ کی مدنی زندگی کا دیباچہ ہے اس مبارک رات میں حضرت علیؓ نے جان نثاری کی وہ مثال پیش کی کہ جس کی نظیر رہتی دنیا تک کوئی فرد پیش نہیں کر سکتا۔

آنحضرتؐ اور اصحاب کرامؓ پر قریش نے ہر طرح کے مظالم ڈھائے تو آپؐ نے سب کو مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ چند مظلوموں کے علاوہ قریب قریب تمام لوگ ہجرت کر گئے۔ مشرکین مکہ نے دیکھا کہ مسلمان ہمارے پہنچے سے نکل گئے اور مدینہ میں مضبوط اڈا بنا رہے ہیں۔ اس بات سے انھوں نے خطرہ محسوس کیا۔ ان کے دل میں خیال پیدا ہونے لگا کہ مسلمان منظم ہو کر اپنے اوپر کئے گئے مظالم کا انتقام لیں گے۔ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے قریش کے سرداروں نے میثاق کی کہ رسول خداؐ کو مدینہ جانے سے قبل قتل کر دیا جائے پروگرام بنا اور طے کیا گیا کہ آج رات کسی وقت رسولؐ کو قتل کر دیا جائے اس کام کے لئے ہر قبیلہ کا ایک شخص اکٹھا ہو جائے اور یہ پورا مجمع مسلح ہو کر پیغمبرؐ کے مکان کا محاصرہ کرے۔ اور صبح ہوتے ہی سب ایک ساتھ ان پر تلواریں برسا کر ختم کر دیں۔

وحی الہی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے منصوبہ سے مطلع کیا

اور ہجرت کا حکم دیا۔ آپ نے اس خیال سے مشرکین کو شبہ نہ ہو۔ حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لیٹنے کا حکم دیا۔

یہ بڑا نازک موقع تھا۔ حضرت علیؓ کو کفار کے خطرناک منصوبہ سے مطلع فرمایا جا چکا تھا انہیں پوری اطلاع تھی کہ آج رات کا شانہ نبوی قریش کے سوراؤل کے گھیرے میں ہے۔ مسلح محاصرہ ہے مکان کے چاروں طرف تلواریں چمکنی ہیں۔ منصوبہ یہ ہے کہ صبح ہوتے ہی محاصرین حضورؐ کے بستر اطہر پر ایک ساتھ تلواریں برسائیں گے۔ ہاں۔ اسی بستر پر علیؓ کو لیٹنے کا حکم ہے۔

حضرت علیؓ علیہ السلام اس وقت ۲۳ سال کے نوجوان ہیں چہنچے کے دن ہیں۔ آج بستر نبویؐ پر لیٹنا اپنی جان کی قربانی ہے۔ لیکن حضرت علیؓ اپنے محبوب آقاؐ پر قربان ہونے کے لئے خوشی خوشی تیار ہو گئے۔ یہ وہ کارنامہ ہے جس کی مثال کسی مذہب کی تاریخ میں نہیں ملتی ہے اور عالم ملکوت اس جاں نثاری پر حیرت ہے۔ تفسیر کبیر محدث وقت۔ عارف باللہ صاحب کرامات و مقامات حضرت مولانا عبدالحق مہاجر مکہ اکلیل (جلد ۴ صفحہ ۱۱۸) میں مفسر تعلیمی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

حضرت علیؓ علیہ السلام کی اس جان نثاری کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ اور حضرت میکائیلؑ سے فرمایا۔ میں نے تم دونوں میں مواخات قائم کر دی۔ ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ ہے۔ تم دونوں میں کوئی ہے اپنی زندگی اپنے بھائی کو نذر کر دے۔ دونوں جلیل القدر فرشتوں نے اپنی اپنی زندگی عزیز سمجھی۔ اس پر اللہ نے فرمایا۔ میں نے علیؓ ابن ابی طالبؓ اور

اپنے نبی محمدؐ کے درمیان مواخات قائم کی ہے۔ دیکھو آج ان کے بستر پر علیؑ لیٹے ہیں۔ اور میرے نبیؐ پر اپنی جان قربان کر رہے ہیں۔ تم دونوں علیؑ کی طرح اپنے بھائی کے جان نثار نہیں ہوئے۔ اب تم دونوں زمین پر جاؤ اور ان کی حفاظت کرو۔ دشمن کچھ نہ کر پائے۔ یہ حکم پاتے ہی دونوں فرشتے اترے۔ رات بھر حضرت جبرئیلؑ حضرت علیؑ کے سرہانے اور حضرت میکائیلؑ پائنتی اور حضرت جبرئیلؑ کی زبان مبارک پر مبارک باد تھی کہ اے ابن ابی طالبؑ آفرین آفرین اللہ تمہاری ذات پر فخر کرتا ہے۔ (بحوالہ کتاب مناقب اہل بیت۔ تالیف مولانا عزیزالحق کوثر ندوی۔ صفحہ ۱۳۳) اس رات علیؑ علیہ السلام اس طرح بستر پر سوتے کہ تمام کفار کو ایسا لگا کہ بستر پر رسولؐ سو رہے ہیں۔ یہ تھا علیؑ کا زندہ معجزہ۔

کھوپڑی والی مسجد

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت امیر المومنینؑ عراق کی سرزمین پر کسی مقام کی طرف جا رہے تھے۔ راہ میں ایک کھوپڑی پڑی دیکھی رک کر اس کھوپڑی سے مخاطب ہوئے۔ اے حجہ (کھوپڑی تو کون ہے۔ اس نے جواب دیا۔ میں فلاں بن فلاں اور فلاں ملک کا بادشاہ تھا۔ امیرؑ نے فرمایا میں علی مرتضیٰؑ اور جناب محمد مصطفیٰؐ کا وحی ہوں مجھ سے بیان کر جو کچھ تو نے اپنی زندگی میں دیکھا جو کچھ عمل میں لایا۔ کھوپڑی نے بولنا شروع کیا اور اول سے آخر تک اپنی عمر کے تمام برے حالات بیان کئے اور جس جگہ پر کھوپڑی نے حضرت امی علیہ السلام سے کلام کیا تھا لوگوں نے وہاں پر ایک مسجد تعمیر کی ہے اور اس کا نام مسجد حجہ (کھوپڑی والی مسجد) رکھا ہے

اور اس علاقے میں وہ مسجد اس قدر مشہور ہے کہ لوگ وہاں جا کر غنا پڑھتے ہیں اور قاضی الحاجات سے اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں۔ (کوکب دری)

سانپ نے امیر علیہ السلام سے بات کی

کتاب احسن الکبار میں حادث سے منقول ہے کہ ایک روز امیر المومنین منبر پر خطبہ فرما رہے تھے کہ ناگاہ آپ کی نظر ایک کونے پر چل پڑی۔ قنبر سے فرمایا۔ جو کچھ وہاں ہے میرے پاس اٹھا لاؤ۔ قنبر کونے کے قریب گئے۔ دیکھا کہ ایک بڑا اور ہیبت ناک سانپ ہے۔ اس کو اٹھا لیا۔ سانپ قنبر کے ہاتھ پر سے کود کر منبر پر چڑھ گیا اور آنحضرت کے کان پر اپنا منہ رکھ کر کچھ بات کی اور پھر واپس ہو کر غائب ہو گیا۔ امیر المومنین نے کچھ دیر سوچ کر گریہ فرمایا۔ لوگ ہنایت حیران ہوئے آپ نے فرمایا۔ اے لوگوں تم حیران نہ ہو۔ ہم کیوں نہ حیران ہوں کہ اس طرح کا عجیب و غریب واقعہ مشاہدہ کیا ہے۔ اس سانپ نے ہنایت اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ رسول کی بیعت کی تھی۔ چونکہ میں رسول کا وصی ہوں۔ اس سبب سے میرا بھی مطیع و فرمانبردار ہے اور افسوس ہے کہ تم آدمیوں کا یہ حال ہے کہ بعض تو میری اطاعت کرتے ہیں اور بعض نہیں۔ ہنایت شرم کا مقام ہے کہ تم ایک سانپ کے برابر نہیں ہو سکتے۔

اونٹ کے سر کے برابر اڑدھے کا منہ تھا

کوکب دری میں روایت بحوالہ کتاب احسن الکبار تحریر ہے کہ ایک روز جمعہ میں امیر المومنین منبر کو فہ پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ناگاہ ایک بہت بڑا اڑدھا جس کا سر اونٹ کے سر کی طرح تھا۔ مسجد کے دروازے سے داخل ہوا اور چلتے چلتے منبر کے پایہ پر پہنچا اور اونچا ہو کر امیر المومنین کے کان کے پاس

اپنا منہ رکھ کر کچھ کہا۔ جناب امیر نے اس کی بات سنی اور پھر اس ہی کی زبان میں جواب دیا۔ پھر وہ اُردھ اسی طرح واپس چلا گیا۔ بعض لوگوں نے تو اس کرامات اور معجزہ کو دیکھ کر ایمان لے آئے اور بعض نے کہا۔ یہ جادو ہے حضرت امیر المؤمنین نے ارشاد فرمایا۔ لوگو! اللہ تبارک تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جن دالس پر مبعوث کیا ہے اور اُردھ حاجو میرے پاس آیا تھا قوم جن کا قاضی تھا۔ کیونکہ جہات میں آپس میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے کافی ان لوگوں میں خونریزی ہوئی اور فیصلہ شرعی ان کو معلوم نہ تھا اس کو معلوم کرنے کے رسول کے دھی اور نائب کے پاس آتا تھا۔ میں نے اسکی رہبری اور رہنمائی فرمادی۔

کبھی علیؑ کی ہمسری مت کرنا برپا ہو جاوے گے

کتاب شواہد النبوة میں مذکور ہے کہ ایک دن امیر المؤمنین منبر رسول پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ دوران خطبہ ارشاد فرمایا کہ میں ہوں عبد اللہ اور برادر رسول خدا اور وارث مصطفیٰ اور سیدۃ النساء سے نکاح کرنے والا اور سردار اوصیا جو کوئی میرے سوا یہ دعویٰ کرے خدا کے تعالیٰ اس کو عذابوں میں کرے گا۔ ایک شخص نے اٹھ کر کہا۔ ایسا کون ہے جس کو یہ بات بھلی نہ لگے کہ وہ کہے میں ہوں عبد اللہ اور میں ہوں برادر رسول اللہ یہ کلمہ کہتے ہی ایک قسم کا جنون اس کے دماغ میں واقع ہو گیا۔ اور ایسا بے حال ہوا کہ اس کو ٹانگوں سے گھسیٹ کر مسجد سے باہر ڈالا گیا۔ جب اس قوم سے دریافت کیا گیا کہ کبھی پہلے بھی اس کو یہ عارضہ تھا۔ انھوں نے جواب دیا نہیں۔ دیکھا علیؑ کی بات کے مقابلہ میں اپنی بات کرنے کا نتیجہ۔

سبحان اللہ العظیم

کوکب درمی میں مولائے کائنات امیرالمومنین علیہ السلام کی ایک کرامات منقبت ۴۸ کے تحت درج ہے کہ جنگ صفین میں امیرالمومنین کے لشکر ظفر اثر کو قیام کئے بہت مدت ہو گئی اور اہل لشکر نے بھوک کی زیادتی اور اپنی خوراک اور جانوروں کے چارے کی کمی کی شکایت کی کہ یا امیرالمومنین ہمارے پاس ایک روز کا کھانا اور جانوروں کے لئے ایک رات کا چارہ باقی بچا ہے۔ اس لئے ہم کمال مضطرب اور بیقرار ہو رہے ہیں۔ دوسرے روز صبح کے بعد امیر علیہ السلام ایک بلند ٹیلے پر تشریف لے گئے اور خداوند کی بارگاہ میں دعا مانگی کہ قوم باصواب کے مویشیوں کے چارہ اور خوراک و دیگر ضروریات کی وسیع و توقیر کے واسطے دعا کر کے واپس تشریف لائے۔ ابھی وہ اپنی قیام گاہ تک نہ پہنچے تھے کہ قافلہ غیب سے وہاں آ پہنچا۔ گوشت، آٹا، سلے ہوئے کپڑے وغیرہ ضروریات انسانی چارپایوں کے لئے چارہ اور جھول وغیرہ جملہ ضروریات مہیا ہو گئیں۔ جب اصحاب کھانے پینے وغیرہ کے متعلق تمام اسباب سفر خرید کر چکے تو اہل قافلہ صفین سے جنگ کی طرف روانہ ہو گئے۔ بعد ازاں کسی کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں چلے گئے۔

علیؑ نے کہا جاکتے دور ہو جاوہ کتا بن گیا

اصبح بن نیاۃ سے منقول ہے کہ ایک روز میں حضرت امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا ایک قریشی نے حضرت کے پاس آکر کہا یا علیؑ تم نے بہت سے مردوں کا قتل کیا اور بہت سے بچوں کو یتیم کیا۔ اس پر جناب امیرؑ نے غضب میں آکر اس بد بخت سے ارشاد فرمایا۔ اوکتے جا دور

ہو جا۔ خدا کی قسم جب میں نے نظری تو یہ قریشی کالے رنگ کے کتے میں تبدیل ہو گیا تھا۔ دم ہلا ہلا کر غوغو، بھوں بھوں کر کے زمین پر لوٹتا تھا۔ عجیب حال ہو گیا تھا۔ مولا کو اس پر ترس آ گیا خدا سے اس لمعون کے حق میں دعا کی وہ فوراً اصلی صورت میں آ گیا اور حضرت اسد اللہ الغالب پاؤں میں سر رکھ کر توبہ کی حاضرین میں ایک شخص نے عرض کی۔ اے امیر المومنین کے وصی القادر حقیقی نے آپ کو ایسے ایسے معجزات و کرامات پر قدرت عطا فرمائی ہے کہ کیا وجہ ہے کہ امیر معاویہ کو جو آپ کے مخالف ہیں ختم نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا۔ ہم خدا کے نیک بندے ہیں اس کے حکم کے بغیر کسی کام پر سبقت نہیں کرتے اور اس کے حکم کے موافق عمل کرتے ہیں اور جو کوئی رضائے خدا کے خلاف اپنی خواہش نفسانی کے موافق کام کرنا جائز سمجھتا ہے وہ عذاب آخرت میں گرفتار ہوگا اور آخرت کا عذاب دینا کے عذاب سے بہت زیادہ سخت ہے۔

لشکر کی تعداد بارہ ہزار ایک تھی

شواہد النبوة میں منقول ہے کہ جب حضرت امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ الشکر نے کوفہ سے لشکر طلب کیا تو اہل کوفہ نے بہت ہی بحث و مباحثہ کے بعد لشکر بھیجا۔ لشکر پہنچنے سے پہلے حضرت نے اپنی زبان صدق بیان سے ارشاد فرمایا کہ کوفہ سے بارہ ہزار ایک آدمی آرہے ہیں۔ جناب امیر کا ایک صحابی بیان کرتا ہے۔ جب میں نے یہ سنا تو لشکر کی گذرگاہ پر جا کر بیٹھ گیا اور ایک ایک سپاہی کو شمار کرنا لگا۔ آخری سپاہی کو گن چکا تو تعداد میں یہ سب اتنے ہی تھے جتنے آپ نے فرمائے تھے نہ ایک کم اور نہ ایک زیادہ۔

امیرالمومنینؑ سے جھوٹ بولنے والا اندھا ہو گیا

شواہد النبوة اور دلائل النبوة میں مرقوم ہے کہ ایک روز امیرالمومنینؑ نے رجبہ میں ایک شخص سے ایک سوال کیا۔ اس نے جناب امیرؑ کو خلاف واقعہ جواب دیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے شخص تو جھوٹ کیوں کہتا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ میں ہرگز جھوٹ نہیں بولتا۔ اس شخص نے پھر جھوٹ پر جھوٹ بولا۔ جناب امیر علیہ السلام نے کہا۔ اچھا پھر میں تیرے حق میں بددعا کروں گا اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ تجھ کو اندھا کر دے گا۔ اس نے کہا۔ آپ بددعا کیجئے جناب امیرؑ نے بددعا کی راوی بیان کرتا ہے کہ بخدا وہ کذاب رجبہ سے باہر نہ نکلا تھا کہ اندھا ہو گیا۔

رسولؐ کے حکم سے علیؑ نے مردے کو زندہ کر دیا

کتاب عیون اخبار الرضا میں امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ نصاریٰ کی بحث میں قریش کی ایک جماعت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ ان کے مردوں کو زندہ کریں۔ آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ سے فرمایا۔ اے میرے بھائی۔ اے میرے نائب اور خلیفہ تم ان لوگوں کے ساتھ ان کے مردوں کے مقبروں پر جاؤ اور یہ لوگ جس جس مردے کو زندہ کرنا چاہیں ہم آواز دے کر کہنا کہ فلاں فلاں تم کو اللہ کا رسولؐ حکم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ جاؤ۔ جب امیر علیہ السلام نے وہاں جا کر ان کے مردوں کو آواز دی تو فوراً مردے خاک سے اٹھ کر سید المرسلینؑ اور وصی المرسلین امیرالمومنینؑ علی ابن ابی طالبؑ کی لعت اور مشقت شروع کر دی۔ ایسے معجزے زندگی رسولؐ میں اکثر ہوتے ہی بہتے تھے۔

جس سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔ آج دنیا اس کو نہ مانے اس کو کیا کیا جائے ارے تم اپنی مشکلوں میں رسول اور آل رسول کو مدد کے لئے بلا کر تو دیکھو خدا کی قسم وہ ضرور تمہاری مشکلوں میں تمہاری مدد کو آئیں گے۔ یہی ان کا معجزہ اور کرامات ہے۔

حبشی غلام کے کٹے ہوئے ہاتھ دوبارہ جوڑ دیے

کتاب زہرۃ الریاض، کفایت المؤمنین اور کوکب دری صفحہ ۳۲۷ میں مرقوم ہے کہ ایک حبشی غلام نے شاہ ولایت پناہ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کی خدمت میں آکر عرض کی کہ یا امیر المؤمنین میں نے ایک روز لالچ میں آکر غیر کے مال میں سے کچھ چرا لیا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ پر حکم شرعی جاری فرمائیں اور مجھ کو اس گناہ سے اسی جہاں میں پاک کر دیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے دریافت کیا کہ جس مال سے تم نے چوری کی تھی وہ مال شاید حد نصاب میں سے ہو۔ اس نے عرض کیا میرے مولادہ مال حد نصاب کو نہیں پہنچا۔ جب اس نے تین دفعہ اقرار کر لیا کہ اس نے چوری کی ہے۔ آل جناب نے اس کا ہاتھ انگلیوں سے کاٹنے کا حکم دیا۔ ایک خادم نے اس کے دائیں ہاتھ کی چاروں انگلیاں کاٹ دیں۔ غلام اپنی کٹی ہوئی انگلیاں بائیں ہاتھ میں لئے حضرت کی مجلس سے باہر چلا گیا۔ اس کے ہاتھ سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ اسیثناء میں عبداللہ ابن عباسؓ کی اس سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا اے بھائی تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے جواب دیا۔

امیر المؤمنین وحی سید المرسلین۔ علی ابن ابی طالبؓ نے ابن عباسؓ نے کہا آنحضرتؐ نے تیرا ہاتھ کاٹ دیا اور تو ان کی مدح و ثناء کر رہا ہے۔ اس غلام

نیک فرجام نے جواب دیا کہ میں کیونکر جناب کی مدح و مقبت نہ کروں جب کہ حق پر کائی گئی ہیں نہ کہ باطل پر ابن عباسؓ نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ کر جو کچھ اس غلام سے سنا تھا تفصیل سے بیان کر دیا۔ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا اے بھائی "ہمارے بعض دوست ایسے ہیں کہ مگر ہماری محبت کی دادی میں ان کو ناحق طور پر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے جائیں تو پھر بھی ہماری محبت ان کے دل سے نہیں نکل سکتی۔" اور بعض دشمن ایسے ہیں کہ اگر ہم پوری محبت اور مہربانی کے ساتھ ان کے گلے میں اتر جائیں تو بھی ہماری عداوت کے سوا اور کچھ ان کے دلوں میں نہ ملے گا۔ آپ نے امام حسینؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے میرے بیٹے تم جا کر اس حبشی کو لے آؤ۔ امام عالی مقام نے حبشی کو ڈھونڈ کر آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے بندے خدا میں نے تیرا ہاتھ کاٹا اور تو میری مدح و ثناء کرتا ہے۔ غلام نے ہنایت و مجز و نیاز سے عرض کیا کہ اے میرے مولا۔

میری کیا مجال کہ آپ کی بزرگی اور عظمت کی تعریف کر سکوں۔ جس کی مدح و ثناء خدا اور اس کے رسولؐ نے کی ہے۔ حضرت نے اس کی انگلیاں لیں کٹی ہوئی جگہ پر رکھ کر اپنی روائے مبارک ڈال کر سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کیا فوراً اس کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔ اس واقعہ کو شیخ عطار نے کیا خوب ایک بیت کے اندر کہا ہے۔

از دم عیسیٰ کے گر زندہ حالت

اوبہ دم دست بریدہ کردہ است

علیؑ کے حکم سے پیٹ کے اندر بچہ نے سب کچھ بتا دیا

مخدوم جہانیاں گشت قدس سرہ کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ ایک روز عمر بن خطاب اپنی خلافت کے عہد میں امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے دولت خانے میں رونق افروز تھے کہ ایک قافلہ مکہ معظمہ کو روانہ ہوا اور ثابت نے جو زاہد صحابہ میں سے تھے آکر کہا کہ مجھ کو میر قافلہ کے سپرد کر دیجئے تاکہ میں فراغت سے سفر کر سکوں۔ جب قافلہ سالار دونوں امیروں سے وداع ہونے آیا۔ تو اس کی سفارش کر کے حوالہ کر دیا گیا۔ قافلے والے حتی الامکان ان کی تعظیم و تکریم میں ہنایت سرگرم رہتے تھے۔ چونکہ ثابت ایک وجہہ اور خوبصورت جوان تھا۔ ایک عورت نے اپنے آپ کو اس کے سلمنے پیش کیا۔ چونکہ وہ ہنایت نیک سیرت اور پابند شریعت اور اسم بامسمیٰ تھے۔ اس کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں کی عورت نے کہا تجھے میں بلا ہمت میں گرفتار کروں گی۔ جس کی شرمندگی سے کبھی نہ چھوٹے گا۔ ثابت نے جواب دیا خدائے تعالیٰ عادل ہے۔ عورت نے شہوت سے مجبور ہو کر اپنی مراد ایک غلام سے حاصل کی اور حاملہ ہو گئی۔ جب وہ حمل سے واقف ہوئی تو اس کو ثابت کے سر تھوپنے کا ارادہ کیا۔ ایک رات ثابت کو سوتا دیکھ کر اپنے زیورات کا ڈبہ اس کے اسباب میں چھپا دیا۔ صبح کو شور مچا دیا کہ میرا مال چوری ہو گیا ہے۔ قافلہ سالار نے کہا اس جنگل میں ہم گنتی کے چند مرد ہیں کوئی شہر اور گاؤں تو نہیں ہے کہ سراغ نہ مل سکے۔ لوگوں کے اسباب میں تلاش کرو۔ کوئی یہاں سے باہر نہیں جاسکتا۔ سب کا اسباب دیکھا لیا۔ کہیں نہ ملا عورت نے کہا ثابت کا اسباب بھی دیکھو۔ بعض مومنوں نے جو اس کے حالات سے خوب واقف تھے کہا اس بزرگوار سے ایسی بد حرکت وقوع میں نہیں آسکتی۔ عورت بولی میرا

گمان اس پر ہے۔ جب تلاش کیا تو ڈبہ اس میں سے نکل آیا۔ بعد ازاں عورت نے کہا کہ یہ حمل بھی ثابت ہی کا ہے کہ ایک رات جبراً مجھ سے زنا کیا تھا۔ چوری اور زنا کے ثابت ہو جانے کے بعد قافلہ سالار نے ثابت کے گلے میں رسی ڈال کر اس عورت سمیت خلیفہ وقت کے پاس بھیج دیا خلیفہ وقت نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔

روایت میں ہے کہ اس روز مدینہ منورہ میں ہل چل پڑ گئی۔ جب یہ وحشت ناک خبر امیر المومنینؑ کے گوش مبارک میں پہنچی تو امام حسن علیہ السلام کو بھیجا کہ میرے آنے تک ثابت کو اسی طرح رہنے دیں۔ ساتھ ہی خود بھی پہنچ گئے اور آکر حضرت عمرؓ سے فرمایا تم سوچ سمجھ کر کیوں حکم نہیں دیا کرتے خصوصاً قتل کے باب میں بعد ازاں امام حسنؑ کو عورت کے بلانے کے لئے بھیجا عورت نے پوچھا۔ مجھے کس نے بلایا ہے فرمایا امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام نے دل میں کہنے لگی افسوس کہ اب میری رسوائی کا وقت آگیا۔ جب وہ حاضر ہوئی تو حضرت امیر المومنینؑ نے اس سے فرمایا کہ مجھے پہچانتی ہے۔ میں علیؑ ابن ابی طالب ہوں۔ میرے سامنے سچ سچ بیان کر دینا اور کوئی خلاف واقعہ نہ کہنا۔ بتا اصلی واقعہ ہے۔ اور یہ حمل کس کا ہے؟ وہ بولی ثابت کا اور خلیفہ زماں کے سامنے چوری ثابت ہو چکی ہے۔ جناب امیرؑ نے دیکھا کہ عورت سچ نہیں کہتی۔ اور اپنے قول پر اصرار کرتی ہے تو امام حسن علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ وہ نیم عصا (لٹھیا) اور گاڑھے کپڑے کا ٹکڑا جو گھر کے ایک کونے میں رکھا ہے لے آؤ۔ امام حسنؑ وہ مطلوبہ سامان لے کر آئے نہایت تاکید سے فرمایا کہ سچ سچ بیان کر دے کہ اصلی واقعہ کیا ہے۔ جب اس

سمجھانے سے اور تاکید کرنے سے بھی کچھ نتیجہ نہ نکلا تو عورت کو لٹا کر نیم عصا اور کپڑا اس کے پیٹ پر رکھا اور فرمایا۔ اے پیٹ کے بچے جو حق اور سچ ہے بیان کر بحکم قادر مختار بولا! میں عرض کرتا ہوں کہ خدا ایک ہے۔ محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء ہیں اور علی مرتضیٰ حضرت محمد مصطفیٰ کے وصی اور خلیفہ برحق ہیں۔ جناب امیر نے فرمایا میں یہ بات نہیں پوچھتا یہ بنا کہ تو کس شخص کا لطفہ ہے؟ اور وہ زیور کا ڈبہ ثابت کے اسباب میں کیونکر پہنچا۔ بچہ نے جواب دیا۔ اے وصی خیر المرسلین اس عورت نے کئی بار اپنے آپ کو ثابت کے سامنے پیش کیا۔ جب وہ بزرگوار اس کی طرف ملتفت نہ ہوئے تو اس نے ایک غلام سے زنا کیا اور اس غلام کا لطفہ ہوں۔ اس نے غصہ کے مارے اپنے زیورات کا ڈبہ ثابت کے اسباب میں چھپا دیا۔

القصة اس صاف ستھرے معجزے کو دیکھ کر سب لوگ حیران رہ گئے۔ حضرت عمر کے حکم سے پھر عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا گیا۔ پھر حضرت عمر اور دیگر اصحاب نے ہنایت عجز و نیاز سے عرض کیا۔ یا امیر المومنین یہ نیم عصا اور پارچہ کیا چیز ہے فرمایا۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ میں اسی مسجد میں سرور کائنات کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ثابت بیچارہ آیا۔ آنحضرت نے ہنایت لطف و مرحمت سے اس کی طرف دیکھ کر مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ایک روز ثابت کو ایک عورت زنا اور چوری کی ہمت لگائے گی۔ اس کے لئے سنگسار کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ اس کی خلاصی کی تدبیر کیا ہوگی۔ اس وقت یہ لکڑی اور کپڑے کا ٹکڑا مجھے دے کر فرمایا۔ جب اس قسم کا قضیہ پیش آئے تو اس لکڑی اور کپڑے کو عورت کے پیٹ پر رکھنا لطفہ جو رحم میں ہوگا

کلام کرے گا اور جو کچھ ہوگا بیان کر دے گا۔ حضرت عمر نے اٹھ کر امیر المومنین کے دونوں ابروؤں کے درمیان بوسہ لیا اور ان کے دونوں دست مبارک اپنی دونوں آنکھوں پر پھیر کر فرمایا۔ خدا کی قسم یا علیؑ! حضرت کے حقیقی جانشین آپ ہی ہیں نہ کہ اور کوئی خدا کے تعالیٰ۔ عمر کو آپ کے بغیر ایک لحظہ بھی اس دنیا میں نہ رکھے۔

jabir.abbas@yahoo.com

کتے نے کہا میں نے منافقوں کو کاٹا ہے

ابو ہریرہؓ سے منقول ہے ایک روز صبح کی نماز ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھ رہے تھے کہ بعد نماز ایک شخص انصار میں سے خدمت رسول میں آکر کہنے لگا کہ راستہ میں ایک آدمی کے کتے نے میرے کپڑے پھاڑ ڈالے مجھے مجروح بھی کر دیا۔ حتیٰ کہ میں نماز میں بھی شریک نہ ہو سکا پھر دوسرے روز ایک شخص آیا اس نے بھی یہی شکایت کی۔ رسول خداؐ اٹھ کر کتے کے مالک کے پاس تشریف لے گئے اور مالک سے کہا کہ تمہارے کتے نے ہمارے دو غازیوں کو ستایا ہے اس کو مار دینا ہی بہتر ہے۔ وہ شخص اگرچہ مسلمان نہ تھا مگر احترام پیغمبرؐ میں کتے کو باندھ کر کشاں کشاں لے آیا کتے نے جب رسول خداؐ کو دیکھا بقدرت الہی گویا ہوا۔ السلام وعلیکم یا رسول اللہ مجھ سے جو شکایت ان لوگوں کو ہے وہ غلط ہے اس لئے کہ وہ مومن نہیں ہیں۔ بلکہ منافق ہیں اور دشمنان جناب امیر علیہ السلام ہیں۔ جب گھر جاتے ہیں تو علی ابن ابی طالبؓ کو برا کہتے ہیں۔ اللہ کے رسولؐ نے کتے کی زبانی سنکر اس کے مالک سے کہا اے بھائی اس جانور کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو۔ یہ سن کر کتے کا مالک رسولؐ کے قدموں پر گر گیا اور مسلمان ہو گیا کہنے لگا کہ جب یہ جانور آپ کے رسولؐ ہونے کی گواہی دیتا ہے تو میں کیا اس جانور سے بھی گیا گزرا ہو گیا۔ لہذا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بیشک اللہ کے رسولؐ اور آپ کے برحق خلیفہ و وصی ہیں۔ پھر اس شخص کا سارا گھر مسلمان ہو گیا۔

علی کا دشمن مسجد میں گیا فوراً اندھا ہو گیا

کتاب "مناقب" ابن شہر آشوب میں زیاد ابن کلید سے (جو اہلبیت کے معتبر راویوں میں سے ہیں) روایت منقول ہے کہ وہ ایک دن دمشق کی مسجد بنی امیہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ محمد بن سفیان اپنے احباب کے ساتھ داخل مسجد ہوا۔ بڑی تیزی کے ساتھ منبر کی طرف بڑھا اور فوراً ہی واپس اس طرح ہوا کہ دو آدمی اس کو پکڑے ہوئے تھے اور وہ اندھا ہو گیا تھا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ ابھی تو یہ بننا تھا ایک دم کیسے نابینا ہو گیا۔ دریافت کرنے معلوم ہوا کہ جب یہ خطبہ دینے منبر کی طرف بڑھا تو اس نے کہا جو شخص حضرت علی علیہ السلام پر سب و شتم نہ کرے گا اس پر یہ خود سب و شتم کرے گا۔ یہ کہنا تھا کہ اس کی دونوں آنکھوں کی بصارت جاتی رہی۔ اور یہ فوراً چلایا کہ لوگوں دوڑو میری آنکھوں کی بصارت جا رہی ہے۔ لوگوں نے جب دیکھا تو خود اس پر لعنت کی اور کہا یہ خود اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

لوہے کا موٹا کھونٹا علیؑ کے ہاتھ میں استمالا تم ہو گیا جیسے رسی

حضرت ابو سعید عذری، حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری اور عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ خالد بن ولید نے ان حضرات سے بیان کیا کہ اہل ردہ کے قتال کے بعد جب ایک لشکر جرار کے ساتھ خالد بن ولید واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں علی ابن ابی طالب لشکر میں سے ہوتے ہوئے ان کی طرف آرہے ہیں۔ خالد کہتے ہیں کہ میں نے ان کو دیکھتے ہی منہ سے برے الفاظ ادا کئے۔ یہ الفاظ کسی شخص نے علیؑ کو بتادیئے۔ الفاظ سننے ہی علیؑ شیر کی طرح ہمہہ کرتے اور بادل کی طرح گرہتے ہوئے میرے پاس آئے۔ اور دریافت کیا کہ تم نے یہ

گستاخی کی ہے۔ میں نے کہا ہاں میں نے ایسا کیا ہے۔ آپ نے مجھ کو برا کہتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کیا تجھ جیسا شخص مجھ جیسے پر سبقت لے جانا چاہتا ہے اور یہ جسارت کرتا ہے کہ میرے نام کو اپنے حلق میں حرکت دے۔ اس کے بعد انھوں نے مجھے کھوڑے پر سے کھینچ لیا اور میں ان کو روک نہ سکا۔ وہ مجھے کھینچتے ہوئے حارث بن کلدہ کی چکی کی طرف لے گئے۔ آپ نے چکی کی کیلی جو موٹے لوہے کی تھی زور دے کر اپنے ہاتھوں سے چکی کے پاٹ نکال لی اور موڑ کر اس طرح میری گردن میں ڈال دیا جیسے کوئی چڑے کو موڑ کر ڈال دے اور میرے ساتھی اس کو خوفزدہ دیکھ رہے تھے گویا وہ ملک الموت کو دیکھ رہے ہیں۔ میں نے ان کو خدا اور رسول کی قسم دی کہ مجھے معاف کر دیں لیکن انھوں نے مجھ کو معاف نہیں کیا۔ ایسی حالت میں حضرت ابو بکر کے پاس میں آیا تو انھوں نے لوہاروں کو بلایا۔ تاکہ اس لوہے کے طوق سے میری خلاصی ہو سکے۔ انھوں نے کہا کہ بغیر گرم کئے ہم لوگ اس لوہے کو نہیں اتار سکتے ہیں نہ کاٹ سکتے ہیں۔ غرض میں ایسی حالت میں کئی دن تک رہا۔ لوگ دیکھتے تھے اور ہنستے تھے۔ ایک دن حضرت علیؓ کہیں سفر پر گئے ہوئے تھے۔ جب واپس آئے تو حضرت ابو بکر نے سفارش کی کہ وہ طوق میری گردن سے نکال دیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس نے لشکر کی کثرت پر مغرور ہو کر چاہا کہ اپنے کو میری جگہ پر قرار دے۔ پس میں نے ان کے غرور کو خاک میں ملا دیا اور جو ارادہ یہ دل میں رکھتا تھا اس پر عمل پیرا نہیں ہونے دیا اور میں نے اس کو ذلیل کر دیا اور میں اب اس کو طوق سے آزاد نہیں کروں گا۔ لیکن لوگوں کے اصرار اور حضرت ابو بکر کے کہنے پر حضرت علیؓ نے لوہے کو کنارے سے پکڑ کر ہلکے ہلکے کھینچا اور اس کو اتار کر

پھینک دیا۔ میری گردن آزاد کر دی۔ حضرت ابوذر غفاری نے بھی اس واقعہ کو لکھا ہے۔

یہ مبارک بچہ ہے

کتاب مستطاب مجمع القصائل مناقب علامہ ابن شہر آشوب ترجمہ مولانا سید ظفر حسن صاحب صفحہ ۳۰۲ جابر جعفی سے مروی ہے کہ حضرت علی کی دائی جو آپ کی دیکھ بھال کرتی تھی اس کا تعلق بنی ہلال سے تھا ایک دن وہ آپ کو اپنے خیمہ میں لے گئی اس کا اپنا چھوٹا سا بچہ پہلے ہی موجود تھا۔ یہ بچہ کھیلتے کھیلتے کنویں کے پاس چلا گیا جو اس خیمہ سے بالکل نزدیک تھا۔ بچہ نے اپنی گردن اور ایک ٹانگ کنویں میں لٹکادی۔ حضرت علی جو خود ابھی بچہ ہی تھے اس بچہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا۔ اس کی ماں نے دیکھا تو دوڑی اور اپنے بچہ کو لے لیا۔ پھر اپنے قبیلہ کے لوگوں کو پکار پکار کہتی جاتی تھی کہ اس مبارک بچہ کو دیکھو اس نے میرے بچے کی جان بچائی ہے۔ لوگ بڑی حیرانی سے حضرت علی کو دیکھتے تھے۔

شکل کتے جیسی لیکن کان انسانوں کی طرح

بحوالہ کتاب انوار امت تا قیامت صفحہ ۹۹ میں واقدی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دن میں خلیفہ ہارون رشید کے پاس گیا وہاں کچھ علماء کرام بھی تشریف فرما تھے۔ ہارون رشید نے شافعی سے کہا اے ابن عم فضائل علی کے سلسلے میں تم کو کتنی احادیث یاد ہیں، شافعی نے جواب دیا۔ پانچ سو سے کچھ زیادہ۔ پھر ہارون رشید نے محمد بن اسحاق سے کہا۔ تمہیں کتنی حدیثیں معلوم ہیں اس نے کہا ہزار سے زیادہ۔ اس کے بعد محمد بن یوسف سے مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ تم بتلاؤ اس نے کہا کہ جان کی امان کا وعدہ ہو تو کہوں ہارون

رشید نے نہایت مختصر الفاظ میں کہا۔ ”ایمن باش“ یہ سن کر محمد ابن یوسف نے کہا۔ اے خلیفہ پندرہ ہزار احادیث معتبر فضائل علیؑ میں مجھ تک پہنچی ہیں۔ اسکے بعد وقادی سے دریافت کیا کہ اس سلسلے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا کہ اگر محمد بن یوسف سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں۔

اس کے بعد خلیفہ ہارون رشید نے کہا۔ بھائیوں وہ فضیلت علیؑ جو میں نے دیکھی ہیں اور جس کی وجہ سے میں نے اولاد علیؑ پر ظلم و تشدد ترک کر دیا ہے بیان کروں۔ سب لوگوں نے کہا ضرور فرمائیں۔ ہارون رشید نے کہا یوسف بن حجاج جو دمشق میں میرا نائب ہے اس نے مجھے لکھا کہ دمشق میں ایک خطیب ہے جو علیؑ ابن ابی طالب کو برسر منبر برا بھلا کہتا ہے اور منع کرنے سے باز نہیں آتا۔ اس کے بارے میں آپ کا حکم کیا ہے۔ میں نے لکھا کہ اس کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو۔ جب وہ آیا تو میں نے اس سے دریافت کیا اے شخص تو علیؑ کو برا کیوں کہتا ہے۔ اس نے جواب دیا میں علیؑ کو اس لئے برا کہتا ہوں کہ انھوں نے میرے اجداد کو قتل کیا ہے۔ ہارون رشید نے کہا علیؑ نے جس کو قتل کیا ہے وہ حکم خدا اور رسولؐ سے کیا ہے۔ میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو اس حرکت سے باز آ جا ورنہ میں تجھ کو سخت سزا دوں گا۔ اس ملعون نے توبہ کرنے سے انکار کر دیا۔

ہارون رشید نے حکم دیا کہ اس کو سو سو تازیانے لگائے جائیں اور پھر اس کو ایک حجرے میں بند کر دیا جائے۔ ہارون رشید نے کہا میں یہ سوچتے ہوئے رات کو سویا کہ کل اس کو کون سی ایسی سزا دی جائے جس کے بعد یہ ذلیل حرکت سے باز آ جائے۔ اسی اثناء میں کیا دیکھتا ہوں کہ درہائے آسمان کھل گئے

ہیں اور رسول خدا حضرت علیؑ اور جبرائیلؑ وغیرہ موجود ہیں۔ جبرائیلؑ کے ہاتھ میں ایک جام ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا کہ اے جبرائیلؑ یہ جام علیؑ کو دیدو۔ اور دو سرداران علیؑ کو آواز دو چنانچہ چالیس آدمی شیعیان علیؑ سے اس ندا پر آئے جن کو میں پہچانتا تھا۔ علیؑ نے اس جام سے سب کو سیراب کیا۔ پھر فرمایا اس دمشق ملا کو لاؤ جب وہ لایا گیا تو وصی مصطفیٰؑ نے اللہ کے رسولؐ سے کہا یا رسول اللہ اس مرد سے آپ نہیں پوچھتے کہ کیوں مجھے برا کہتا ہے۔ اللہ کے رسولؐ نے اس دمشق خطیب سے مخاطب ہو کر کہا کیا یہ بات سچ ہے؟ اس ملعون نے کہا کہ ہاں، رسول کریمؐ نے دست دعا بلند فرمائے اور کہا اے خدا اس ملعون کو مسخ فرما دے اور علیؑ کا انتقام لے اور دائمی عذاب میں مبتلا کر اتنے میں میری آنکھ کھلی۔ میں نے حکم دیا کہ اس خطیب کو میرے سامنے پیش کیا جائے۔ جب وہ آیا تو اس کی شکل مسخ ہو کر کتے کی طرح ہو چکی تھی۔ لیکن اس کے کان انسانوں کی طرح تھے۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ بار بار سر اور دم ہلاتا تھا۔ گویا معافی کا طلبگار ہے۔ میں نے حکم دیا اس کو واپس اسی حجرے میں بند کر دو۔ لوگوں کے اسرار پر دوبارہ دربار میں اس کو پیش کیا گیا۔ اس کی مسخ شدہ شکل دیکھ کر حاضرین دربار ششدر رہ گئے۔ شافعی نے کہا یہ مسخ ہو چکا ہے۔ اب اس کو مزید سزا دو۔ چنانچہ اسی حجرے میں دوبارہ بند کر دیا۔ ابھی کچھ زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک صدائے ہولناک بلند ہوئی۔ جب معلومات کی تو سچہ چلا کہ اس حجرے کی چھت توڑ کر ایک بجلی آسمان سے گری اور کتے کو خاکستر کر دیا۔ یہ دیکھ کر ہارون رشید نے حاضرین دربار سے کہا تم گواہ رہنا میں نے علوی خاندان پر ظلم اور سختی کرنے سے توبہ کر لی ہے۔

تاریخ کا عجیب و غریب فیصلہ

حضرت عمر کے عہد خلافت میں ابو عبد اللہ انصاری نے وفات پائی اور مبلغ ۸۰ ہزار دینار ترکہ میں اس کے ساتھ ساتھ ایک لڑکا تین برس کا وارث چھوڑا۔ ابو عبد اللہ کی بیوی نے بشریت اور جوانی کے تقاضے سے دوسرا شوہر کر لیا۔ جب وہ لڑکا بارہ سال کا ہوا اور تکلیفات عقلی اور شرعی سے واقف ہو گیا تو ایک روز دیکھا کہ اس کی ماں کچھ درہم اپنے شوہر کے دامن میں ڈال رہی ہے۔ یہ دیکھ کر لڑکے نے کہا۔ لایستحی من اللہ تجھے خدا سے شرم نہیں آتی کہ میرا مال غیر کے حوالے کرتی ہے۔ عورت کو جب معلوم ہو گیا کہ اس کی زندگی اب تلخ ہو جائے گی تو لڑکے سے کہا تو ابو عبد اللہ کی نسل اور میرے شکم سے نہیں ہے بلکہ زعفرید غلام ہے۔ ابو عبد اللہ نے تجھ کو محمد مصطفیٰ کے غازیوں سے خرید لیا تھا۔ اور فرزند کی سے ناسزد کر دیا تھا لڑکے نے اس امر کی شکایت خلیفہ زماں سے کی۔ جب عورت کو معلوم ہوا کہ لڑکے نے استغاثہ دائر کیا ہے تو اس نے اپنے وعدہ کو ثابت کرنے کے لئے سات سو درہم دے کر سات جھوٹے گواہ تیار کئے۔ جب لڑکے نے خلیفہ کی خدمت گرامی میں اپنا حال بیان کیا تو آپ نے ان فح کو عورت کے بلانے کے لئے بھیجا۔ جب وہ حاضر ہوئی تو فرمایا اے عورت! تو اس بچے کے مال کو کس لئے صرف کرتی ہے۔ جو کچھ تیرا مہر ہے وہ اور کل مال کا آٹھواں حصہ لے کر باقی مال بچے کے حوالے کر اس نے جواب دیا۔ یہ بچہ ابو عبد اللہ کا زعفرید غلام ہے۔ خلیفہ نے گواہ طلب کئے۔ اس عورت نے ان ساتوں جھوٹے گواہوں کو دارالشرع میں حاضر کیا۔ اور انھوں نے اس عورت کے قول کے مطابق گواہی دی۔ خلیفہ نے ان کی شہادت کو قبول کر کے

لڑکے کو قید خانے بھیج دیا۔ دو مہینے یا بروایت دیگر چار مہینے قید میں رہ کر ایسا ضعیف و نزار ہو گیا کہ مرنے کے قریب پہنچ گیا۔ ایک روز ہنایت عجز و زاری کے ساتھ قید خانے کے حافظ سے کہا اے خواجہ میرے کچھ سانس باقی ہے۔ میری موت قریب ہے مہربانی فرما کر دروازہ کھول دو تو ذرا تازہ ہوا مجھ کو لگ جائے۔ حافظ نے رحم کھا کر دروازہ کھول دیا۔ بچہ اپنے غم و اندوہ میں سر جھکانے بیٹھا تھا کہ ناگاہ ابو شحمہ بن عمر کا وہاں سے گذر ہوا۔ اس کے گلے میں طوق دیکھ کر پوچھا کہ اے لڑکے تو کس قصور پر اس سزا کا سزاوار ہوا ہے۔

لڑکے نے کہا کہ میں نے خطا تو کوئی نہیں کی۔ لیکن تیرے باپ نے میرے باپ کا مال پامال کر دیا اور مجھ کو اس حالت میں رکھ کر چھوڑا ہے۔ ابو شحمہ نے کہا۔ علی مرتضیٰ کے پاس جا۔ اس کے وسیلے سے تجھ کو رہائی ہو سکتی ہے اس نے کہا مجھ کو جانے نہیں دیں گے۔ ابو شحمہ نے ضامن ہو کر اس لڑکے کو چھڑایا۔ جب وہ امیر المومنین کے حجرے کے پاس پہنچا تو ضعف و ناتوانی کے سبب اس کا پاؤں پھسلا اور وہ زمین پر جا گرا۔ حضرت امیر المومنین نے اس کو زمین سے اٹھایا اور ہنایت لطف اور مہربانی فرما کر اس کا حال دریافت کیا۔ اس نے عرض کی کہ میں ابو عبد اللہ انصاری کا بیٹا ہوں اور سارا حال مفصل طور پر بیان کیا۔ امیر المومنین ابو عبد اللہ کا نام سن کر روئے اور فرمایا۔ تیرے باپ نے رسول کی خدمت میں قرآن ختم کئے تھے پھر قبور کو حکم دیا۔ قبور نے حکم کی تعمیل کی پھر ان کا ہاتھ اپنے دست حق پرست میں پکڑ کر دارالشرع میں تشریف لائے اور مسکرا کر فرمایا۔ اے ابو حفص! تم نے اس یتیم کا مال غیر کے حوالے کیوں کیا؟ حضرت عمر نے ساری حقیقت بیان کی امیر

نے مسکرا کر فرمایا۔ اس عورت کو بلواؤ۔ جب وہ حاضر ہوئی تو فرمایا۔ اے عورت تو اپنے حقیقی بیٹے کی کیوں دشمن ہو گئی ہو؟ اس نے اپنے قول پر اقرار کیا۔ جناب امیر نے عادل گواہوں کو طلب فرمایا۔ اس نے وہی ساتوں گواہ پیش کئے۔ جناب امیر نے ان سے پوچھا تم کیا گواہی دیتے ہو۔ انھوں نے جو کچھ خلیفہ کے سامنے کہا تھا۔ اسی کو دہرا دیا۔ خلیفہ نے کہا اے ابوالحسن! میں بلا وجہ تکلیف نہیں دیتا جناب امیر نے قسم فرما کر حکم دیا کہ فصد کھولنے والے کو بلاؤ اور ایک طشت لاؤ۔ جب فساد اور طشت دونوں موجود ہو گئے تو فرمایا کہ لڑکے کے دائیں ہاتھ عورت کے بائیں ہاتھ میں فصد کریں۔ آپ کے حکم سے دونوں کو فصد لگائی گئی۔ اور بموجب ارشاد دونوں کا ایک طشت میں خون لیا۔ حضرت نے اپنی ردائے مبارک طشت میں ڈال کر اسمائے حسنیٰ سے ایک اسم پڑھ کر دم کیا۔ فوراً اس طشت میں سے با آواز بلند یہ زمزمہ پیدا ہوا کہ یا امیرالمومنین اور اے وصی خیر المرسلین! میں اس لڑکے کی حقیقی ماں ہوں۔ دنیوی اغراض کی بناء پر میں نے اس سے بیزاری ظاہر کی تھی۔ حاضرین اس واقعہ غریبہ اور حادثہ عجیبہ کے دیکھنے سے ہنایت متعجب اور متعجب ہوئے۔ پھر حضرت امیرالمومنین کے فرمانے سے اس عورت اور جھوٹے گواہ کو تعزیرزدی گئی اور ابو عبد اللہ کا سارا روپیہ اس کے بیٹے سپرد کر دیا گیا۔ (بحوالہ کوکب دری)

حضرت سلمان فارسی کی نماز جنازہ علیؑ نے پڑھائی

ایک روز قدوة اصحاب عمر بن الخطاب کے عہد میں حضرت امیرالمومنین مسجد مدینہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ آج کی رات آنحضرت محمد مصطفیٰ نے خواب میں فرمایا ہے کہ اے بھائی سلمان فارسی نے اس عالم فانی سے انتقال

کیا۔ جاؤ اور ان کی تجہیز و تکفین کر کے اس پر نماز پڑھو۔ آنحضرت کی وصیت کے مطابق میں مدائن کو جاتا ہوں۔ تاکہ اس کے کفن و دفن کے کاروبار کو انجام دوں۔ بعض اصحاب نے تو آپ کے قول کی تصدیق کی اور بعض نے انکار کیا ان میں سے ایک شخص نے از روئے استہزاء و استخفاف کہا۔ یا علی اس کا کفن بیت المال سے لیجئے۔ امیر المومنین نے فرمایا۔ وہ بزرگوار اس قسم کے کفن سے مستغنی ہے۔ پس کچھ صحابہ نے مدینہ سے باہر تک حضرت کی مشائعت کی۔ حضرت امیر یکبارگی ان کی نظروں سے غائب ہو گئے اور ظہر کی نماز سے پہلے مدینہ میں واپس آکر فرمایا میں سلمان کو مدائن میں دفن کر آیا۔ بعض منکرین نے اس تاریخ کو یاد رکھا یہاں تک کہ ایک مدت کے بعد مدائن سے اس مضمون کا ایک خط آیا کہ سلمان نے فلاں تاریخ اور فلاں روز انتقال کیا اور جنگل کی طرف سے ایک شخص ظاہر ہوا اور اس کی تجہیز و تکفین کر کے اس پر نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر کے نظروں سے غائب ہو گیا۔

سبیل سیکنہ حیدرآباد لطیف آباد منکر معراج مرد سے عورت بن گیا

یہ سید علی واعظ رحمۃ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت سرور کائنات کی وفات کے بعد ایک روز جناب امیر المومنین ابن ابی طالب مسجد میں واعظ فرما رہے تھے کہ اثنائے واعظ میں فرمایا۔ اے لوگو! اگر سید آخر الزماں نے دنیا سے آخرت کی طرف کوچ فرمایا تو میں بحکم پروردگار آنجناب کا وصی اور قائم مقام و نائب ہوں جو مشکل تم کو پیش آئے اس کے حل کرنے کے لئے میری طرف متوجہ ہو۔ کیونکہ پوشیدہ باتیں مجھ پر ظاہر ہیں۔ اور غیب کا حال مجھ پر آشکار اور روشن ہے اولین و آخرین کا علم میرے خزانے کا گوہر ہے آسمان اور زمین کے

راز میرے سینے میں موجود ہیں۔ مور اور مار کے حال سے خبردار اور واقف ہوں۔ اور سپید و سیاہ کا حمام حل مجھ پر روشن ہے۔ ہوا کے پرندوں اور دریا کی پھیلیوں کا حال مجھ پر ظاہر ہے آشکار ہے اور جو کچھ تھا اور ہے اور ہوگا۔ سب کا مجھ کو علم ہے اور ہر شہر اور دریا کے باشندوں کی عبادت اور بندگی سے خوب واقف ہوں۔ اگر میں چاہوں تو مشرق کو مغرب کر دوں اور عورت کو مرد، زمین کو آسمان اور جالبقا کو جالبسا بنا دوں ایک مشترک اس مجمع میں موجود تھا۔ جو قرون کا خزانہ رکھتا تھا اور کثرت مال کی وجہ سے بڑا تکبر اور تفاخر کیا کرتا تھا۔ جب حضرت کا یہ کلام سنا تو دل سے انکار کیا۔ جب مسجد سے نکلا تو غضب الہی میں گرفتار ہو کر مسخ ہو گیا اور کتابن گیا۔ جب اپنا یہ حال دیکھا تو بہت پشیمان ہوا اور مسجد واپس گیا تاکہ امیر المومنین اپنی نظر عنایت سے مالا مال کر کے اس کے درد بے درماں کا علاج فرمائیں۔ جب اندر گیا تو مومنوں نے اس کو دھتکارنا شروع کیا اور پتھر و ڈنڈے مار کر باہر نکال دیا۔ جب رستہ نہ ملا تو گھر کو بھاگا اور اپنی خواب گاہ میں جا کر ریشی بستر اور دیبا کے ہنالچہ پر لیٹ گیا۔ جب اس کی بیوی نے دیکھا کہ اس کے شوہر کے بستر پر ایک کتا لیٹا ہے تو باندیوں سے کہا اس کو پتھر اور ڈنڈوں سے خوب مار کر باہر نکال دو باندیوں نے اس کے دانت توڑے اور گھر سے باہر نکال دیا۔ جب میدان میں پہنچا تو محلہ کے کتوں نے اس پر حملہ کیا اور دوڑ کر دانتوں اور پنجوں سے پھاڑ ڈالا اور دھکیل کر شہر سے نکال دیا۔ لاچار ہو کر جنگل کا رخ کیا اور برجنوں میں جا رہا اور سات سات سال تک اس جنگل میں حیران و سرگرداں پھر تا رہا۔ کوئی چیز اس کے خلق سے نہ اترتی تھی۔ اور نہ خدا اس کو موت دیتا تھا۔ اس بیاباں میں ایک ریت کا ٹیلہ

تھارات دن اس کے گرد چکر کھاتا تھا اور برف، میخ اور گرمی کی تکلیفیں جھیلتا تھا۔ جب وہ منافق کٹاگم ہو گیا تو اس کی قوم اور قبیلے کے لوگوں نے اس کو تلاش کرنا شروع کیا۔ ہر چند کوشش کی مگر کہیں نشان نہ ملا۔ آخر کار یہ فیصلہ کیا کہ کسی دشمن نے اس کو قتل کر دیا ہے اور اس کو ملک عدم کا راہی کیا۔ اس کا ماتم کیا گیا اور تعزیت کی رسم ادا کی گئی۔ اس دشمن خدا کے گھر میں ایک عورت تھی۔ ہنایت ایماندار پاک و پاکیزہ اور بہت ہی حسین و جمیل اس کا دل محمد وآل محمد کی محبت سے مالا مال اور معمور تھا وہ پری پیکر شوہر کے ماتم میں سیاہ پوش ہوئی اور سات سال تک اسی لباس میں رہی گویا چشمہ آب حیات ظلمات میں روپوش تھا اور لگاتار اسی غم میں حسرت و اندوہ کے آنسو بہاتی تھی۔ عورتوں نے ہر چند اس کے رونے اور پٹنے و ماتم داری کرنے سے منع کیا اور کہا کہ اگر شوہر مر گیا تو کیا ہوا۔ تیرے ایک ایک بال پر شوہر قربان ہے۔ جب عورتوں کی باتوں سے لول و محزون ہوئی تو شاہ مرداں کی خدمت میں جا کر عرض کی کہ مجھ پر ایک مشکل آپڑی ہے اور مجھ کو کمال رنج لاحق ہوا ہے۔ حلال مشکلات اور سہاں مفصلات نے فرمایا۔ اپنی مشکل کا حال بیان کرتا کہ تیری مشکل حل کروں اور تیرا رنج دور کروں۔ اس نے عرض کی کہ ایک روز میرا شوہر اکیلا گھر سے نکلا اور بے سہ پہ ہو گیا۔ اس بات کو سات برس ہو چکے ہیں ہر طرف تلاش کیا گیا اور ہر قسم کی کوشش کی گئی مگر کہیں سہ پہ نہ لگا نہ کچھ خبر ملی۔ امیر المومنین فرمایا اے عورت اتیرا شوہر زندہ ہے لیکن ہنایت بد حال اور پریشان ہے گھر میں جا کر کھانا تیار کر اور کھانے کو لے کر اپنے محرموں کے ساتھ تبر مجنوں کی راہ لے اور دو فرخ راستہ طے کر کے جب بائیں طرف ریت کا ٹیلہ

نظر آئے گا۔ اس کے آس پاس اپنے شوہر کو تلاش کر یہ سن کر عورت ہنایت خوش ہوئی گھر پر جا کر قسم قسم کے کھانے تیار کئے۔ اور بتر مجنوں کی راہ لی۔ ریت کے ٹیلے پر پہنچ کر ہر طرف نگاہ دوڑائی ایک ساعت کے بعد ایک کتا ظاہر ہوا۔ جب اس کی نظر ٹیلے کی چوٹی پر پڑی تو اوپر چڑھنا چاہا لیکن ضعف و ناتوانی کے سبب نہ چڑھ سکی عورت اپنے آدمیوں سمیت نیچے آئی۔ وہ کتا اس کے پاؤں میں گر کر مہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو عورت نے اپنے غلام سے کہا کہ ترس کھا کر اس کتے کو کچھ روٹی اور کچھ حلوا دیدے۔ غلام نے روٹی کا ٹکڑا اس کے آگے ڈالا۔ مگر (ضعف جاذبہ) کمزوری کے سبب کھانہ سکا۔ عورت ہنایت حیران ہوئی اور اپنے ہاتھ سے پانی کا پیالا کتے کے آگے رکھا۔ جب پینے کا ارادہ کیا تو سیاہ خاک پیالے میں نمودار ہوئی یہ دیکھ کر عورت حیران رہ گئی۔ اور کہنے لگی کہ اے خالق ارض و سماں تو دانا اور بینا ہے۔ میں نہیں جانتی کہ یہ بات ہے؟ مجھ کو امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ بتر مجنوں میں جا۔ وہاں اپنے شوہر سے ملے گی۔ اس کے گلشن مراد سے گل مراد چنے گی۔ میں نے ان کے فرمانے کے مطابق اس جنگل میں گردش کی اور اس کتے کے سوا اور کوئی چیز مجھے نظر نہ آئی اور یہ مجھے یقین ہے کہ اس بزرگوار کا قول کبھی خلاف نہیں ہوتا ہے۔ بعد ازاں وہاں سے روانہ ہوئی اور امیر المومنین کی خدمت میں آکر اپنی حسرت و ناکامی پر خوب روئی اور عرض کی۔ جناب نے فرمایا تھا کہ بتر مجنوں میں جا۔ وہاں اپنے شوہر سے ملے گی۔ آپ کے فرمانے سے یہ بیاباں ملے کیا۔ وہاں ایک کتے کے سوا اور کسی کو نہ دیکھا۔ جناب امیر نے فرمایا تیرا شوہر وہی کتا تھا جو تو نے وہاں دیکھا اور اسے دیکھ کر حیران و سرگرداں ہوئی۔ عورت نے جب یہ بات سنی تو

حجاب امیر کے پاؤں میں گہڑی اور ہنایت قفرع و زاری کر کے عرض کی کہ اے امیر مومن! اور اے مقتدائے متقی! اس راز کو کھول کر بیان فرمائیے۔ فرمایا تیرا شوہر مشرک تھا اس نے خداوند مصطفیٰ سے دشمنی کی اور میری ولایت میں شک کیا۔ خدائے تعالیٰ نے اسے مسخ کر دیا۔ عورت بچاری نے جب یہ بات سنی تو ہنایت عجز و نیاز سے عرض کی اے ولی برحق بے جوں کے حق کا واسطہ اور پیغمبر رہنما کا تصدق ولایت کی طاقت سے میرے شوہر کی اصلی صورت میں مجھے دکھا دیجئے اور میرے دل غم دیدہ سے اس رنج و غم کو دور کر دیجئے۔ فرمایا اس کتے کے گلے میں رسی ڈال کر لاؤ۔ یہ سنکر عورت بہت خوش ہوئی اور پھر اپنے آدمیوں کو لے کر بیاباں میں گئی اور کتے کے گلے میں رسی ڈال کر حجاب امیر کے پاس لے آئی جب وہ کتا حاضر ہوا تو خجالت اور شرم کے مارے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور زار زار رویا۔ امیر المومنین نے قاضی الحاجات کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اس کے لئے دعا فرمائی۔ اور وہ فوراً اصلی صورت پر ہو گیا۔ اسی طرح لباس عینے اور پگڑی سر پر رکھے زمین پر گہڑا اور زار و زار عرض کی اے امیر المومنین! میں نے آپ کے بارے میں شک کیا اور اپنے کئے کی سزا پائی! اب میں شرک سے میزار ہوا۔ میرے حال پر لطف و کرم فرمائیے اور ہدایت کی راہ دکھائیے۔ حجاب امیر نے جب دیکھا کہ دین اسلام کی خواہش اس کے دل میں پیدا ہو گئی ہے تو زبان مبارک تلقین کے لئے کھولی اور اس کو ایمان کی تعلیم فرمائی۔ وہ شخص دین محمدی پر ایمان لایا اور اہل یقین میں داخل ہوا۔ (کوکب دری)

علیؑ کے جنازے کے لئے غیبی اونٹ آیا

خواجہ حسن بصری روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر نے امام حسن و امام حسین کو وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو تو تم لوگوں کو میرے سرہانے جنت کا کافور اور تین عدد کفن ملیں گے تم لوگ مجھے غسل دے کر اسی کافور سے حنوط کر کے کفن پہنا دینا۔ امام حسین فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے فرمانے کے بعد حضرت کے سرہانے ایک طلائی طبق میں کافور جنت کی پانچ خوشبوئیں اور جنت کا کفن دیکھا جب غسل کفن سے فارغ ہوئے تو ایک اونٹ آیا ہم نے جنازہ اس پر رکھا۔ کیونکہ حضرت علیؑ کی بھی وصیت تھی کہ اونٹ آئے گا اور میری میت کو میری قبر تک لے جائے گا۔ چنانچہ اونٹ آیا اور قبر کے کنارے جا کر وہ ٹھہر گیا کوئی اس جگہ سے واقف نہ تھا۔ قبر کھدی ہوئی تھی۔ ہم نے نماز جنازہ پڑھ کر اس قبر میں لاش اتاری۔ جب تک لاش کو دفن نہ کیا تھا اس وقت برابر ایک بادل سایہ کئے رہا۔ سفید طائر ہوا میں برابر اڑتے رہے۔ جب لاش قبر میں دفن ہو گئی تو بادل بھی ہٹ گیا اور پرندے بھی کہیں چلے گئے۔

علیؑ سے عداوت رکھنے والے کا منہ سیاہ ہو گیا

کتاب مجمع الفضائل والمناقب علامہ ابن شہر آشوب میں ہاشمی سے مروی ہے کہ انھوں نے شام میں ایک شخص کو دیکھا جس کا آدھا منہ کالا تھا اس سے جب دریافت کیا کہ تیرا منہ ایسا کیسے ہو گیا تو اس نے عرض کی کہ میں علیؑ سے عداوت رکھتا تھا اور اکثر برے الفاظ میں ذکر کرتا تھا۔ ایک رات میں سو رہا تھا کہ کیا خواب میں دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص آیا اس نے آواز دی تو ہی وہ ہے جو علیؑ کو برا کہتا ہے اور اس کے ساتھ ہی میرے منہ پر ایک طمانچہ مارا جس سے مجھ کو کافی تکلیف ہوئی اور صبح کو جو منہ دیکھا تو اس طرح کا ہو گیا تھا۔

نہر فرات کی مچھلیوں نے آپ کی ولایت اور جنت خدا ہونے کی گواہی دی

سیرت امیر المومنین از سید عطاء عباس رضوی صفحہ نمبر ۵۵۴ میں کتاب ہتذیب المتین صفحہ ۸۷ سطر ۲۲ کے حوالے سے ایک معجزہ جناب امیر سے نقل کیا ہے کہ کتاب فرائج الجرائح میں نقل ہے کہ جب امیر المومنین علی ابن ابی طالب جنگ صفین سے فارغ ہو کر دریائے فرات کے کنارے پہنچے تو آپ نے لب فراحت کھڑے ہو کر ایک تیرا پی ترکش سے نکالا اور پھر ایک زرد رنگ کی چھڑی لے کر فرات کی موجوں پر ماری اور فرمایا اے آب دریا پھٹ جا۔ دریا کا پانی پھٹ گیا اور اس سے بارہ چشمے مثل کوہ عظیم جدا جدا نظر آنے لگے۔ جس کو دیکھ کر سارے لشکر حیران رہ گئے۔ پھر آپ نے کچھ کلام کیا جس کو حاضرین لشکر میں سے کوئی نہ سمجھ سکا۔ اس وقت دریا کی تمام مچھلیاں پانی کی سطح سے اوپر آئیں اور آسمان کی طرف منہ کر کے تکبیر و تحلیل کی صدائیں بلند کیں اور پھر کہا سلام ہو تم پر اے جنت خدا خلق خدا پر ملک خدا میں اور چشمہ خدا بندگان خدا کے درمیان۔ اس قوم نے تمہاری نصرت کو ترک کیا۔ جیسا کہ ہارون بن عمران کی نصرت کو ترک کیا تھا۔

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا تم لوگوں نے ان کا کلام سنا اور اب گواہ رہنا اس پر یہ میری جنت ہے جس کی انھوں نے ابھی گواہی دی ہے۔

جادوگر عورت ایک رات میں عراق سے ہندوستان جاتی ہے
مصایح القلوب میں مہیرہ بن عبدالرحمن سے منقول ہے کہ وہ ایک دن

مولائے کائنات امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں آئے۔ جناب امیر نے ارشاد فرمایا اے بہیرہ کیا تمہارا دل اپنے اہل و عیال کو دیکھنے اور ان سے ملنے کو چاہتا ہے جو اس وقت مدینہ میں ہیں۔ بہیرہ نے عرض کی ہاں امیر المومنین اگر ایسا ہو جائے تو کیا ہی اچھا ہو۔ اس پر امیر المومنین نے فرمایا کہ بعد نماز عشاء تم دوبارہ میرے گھر آنا انشاء اللہ تمہاری مراد پوری ہوگی میں جب دوبارہ حاضر خدمت ہوا تو آپ مجھ کو اپنے گھر کی چھت پر لے گئے مجھ سے عرض کیا کہ اپنی آنکھیں بند کرو۔ میں نے آنکھیں بند کیں۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے پھر ارشاد فرمایا کہ آنکھیں کھولو میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں مدینہ میں مولائے کے ساتھ اپنے گھر کی چھت پر ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا جاؤ بچوں سے مل لو میں بچوں سے ملنے گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آگیا۔ مولائے پھر کہا کہ اب آنکھیں بند کر لو میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر کہا آنکھیں کھولو جب آنکھیں کھولیں تو میں واپس کوفہ میں مولائے کائنات کی چھت پر تھا۔ جناب امیر نے فرمایا اے بہیرہ لوگ کہتے ہیں کہ جادوگر عورت ایک رات میں عراق سے ہندوستان جاتی ہے۔ وہ باوجود کفر کے ایسا کرنے پر قادر ہے اور ہم ایماندار ہو کر کس طرح ایسا کرنے پر قادر نہ ہوں۔ میں محمد مصطفیٰ خیر المرسلین کا وصی نائب اور خلیفہ برحق ہوں مجھ کو چاروں آسمانی کتابوں کا پورا علم ہے پھر بتاؤ میں کس طرح اپنی خواہشات کو پورا کرنے پر قادر نہ ہوں۔

شہر سوس میں حضرت دانیال کی لاش کی برآمدگی جس کا حال سوائے حضرت علیؑ کے کسی نے نہیں بتایا

بحوالہ تاریخ انجم کوئی صفحہ نمبر ۸۹ ادوار خلافت حضرت عمر کا واقعہ ہے کہ

ابو موسیٰ اشعری نے سوس پر حملہ کر کے شہر فتح کیا ہے اور جب دروازے سے اندر داخل ہوئے تو قبر کی مانند ایک بہت بڑا پتھر رکھا ہوا ہے اور اس کے اوپر ایک شخص کی لاش رکھی ہوئی ہے جس پر زربفت کا کفن ہے اور اس لاش کا سر برہنہ ہے۔ ابو موسیٰ اور ان کے ہمراہ اتنی بڑی لاش دیکھ کر حیران ہو گئے ابو موسیٰ اشعری نے جہرے پر ٹاک کو اپنے ہاتھ سے ناپا جو ایک ہاتھ کے برابر لمبی تھی۔ ابو موسیٰ نے اہل شہر سے اس لاش کے متعلق دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے اور اس کو مرے ہوئے کتنے دن ہو گئے ہیں جو ابھی تک اس کی لاش خراب نہیں ہوئی ہے اور مانند زندہ یہ لاش ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص شہر عراق کا رہنے والا تھا وہاں کے لوگ اس شخص کے ذریعہ بارش نہ ہونے کے لئے دعا مانگا کرتے تھے۔ یا جب کبھی کوئی مصیبت بدجانی کچھ شخص مصیبت دور کرنے کا باعث ہوتا تھا۔ ایک دفعہ ہمارے شہر میں بھی بارش نہیں ہوئی جس کی وجہ سے قحط ہو گیا۔ لوگوں نے کہا اس شخص کو عراق سے بلا کر دعا کرائی جائے لیکن اہل عراق نے منع کر دیا لیکن جب ہم لوگوں نے پچاس آدمی اپنے ضمانت کے طور پر ان کے پاس رکھے تو انھوں نے اس کو ہمارے پاس آنے کی اجازت دیدی۔ اس نے دعا کی خوب بارش ہوئی۔ قحط کی بلارفع ہو گئی۔ اس کے بعد ہم لوگوں نے اپنے پچاس آدمی عراق ہی میں چھوڑ دیئے اور اس متبرک شخص کو یہاں روک لیا اور اس شخص کی برکات نفس سے رفاہ اور آسائش حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ اس کی اجل واقع ہو گئی۔

ابو موسیٰ اشعری نے اپنی فتوحات کے حال کے ساتھ ساتھ اس لاش کی بھی پوری کیفیت جو وہاں کے لوگوں سے معلوم ہو سکی تھی لکھ کر حضرت عمر کو

ارسال کر دی۔ حضرت عمر نے تمام اصحاب کو جمع کیا اور دانیال کا حال دریافت کیا۔ کسی نے کچھ نہیں بتایا۔ پھر حضرت عمر نے علی سے دریافت کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہاں زمانہ بعہد بخت نصر دانیال حکیم پیغمبر مرسل گزرے ہیں اس کے بعد آپ نے حضرت دانیال کا اول سے آخر تک حال بیان کیا۔ اور حضرت عمر سے کہا کہ تم موسیٰ اشعری کو لکھ دو کہ لاش کو وہاں سے اٹھا کر اس پر نماز پڑھو اور کسی ایسی جگہ پر دفن کر دو کہ ان کی قبر کا پتہ نہ معلوم ہو سکے حضرت عمر نے بموجب ارشاد حضرت علی علیہ السلام، موسیٰ اشعری کو تمام باتیں لکھ دیں۔ موسیٰ اشعری نے خط پڑھ کر حکم دیا کہ دریائے سوس کا رخ پھیر دیں۔ بعد اسکے دانیال پیغمبر کی لاش وہاں سے نکال کر دوسرا کفن پہنا کر نماز جنازہ پڑھی اور اس دریائے راستہ میں کسی جگہ بڑی مضبوط اور مستحکم قبر بنا کر دریا کو اس جگہ پر دوبارہ جاری کر دیا۔ یہ ہوتے ہیں علم لدنی کے جلنے والے۔

شہد کی مکھی نے رسول خدا کی رسالت اور

علی کی ولایت کی گواہی دی

بحوالہ کتاب نیایح المودتہ از علامہ جلیل شیخ حسینی بانی قندوری حنفی سنی مفتی قسطنطنیہ صفحہ نمبر ۲۱۱، باب ۴۶ میں جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ کے ساتھ میں ایک گلی میں جا رہا تھا کہ حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ اللہ کے رسول کے ہاتھ میں تھا۔ ہمارا گذر ایک شہد کی مکھی کے پاس سے ہوا اس مکھی نے چلا کر کہا یہ محمد ہیں جو انبیاء کے سردار ہیں۔ یہ علی ہیں جو ادصیا کے سردار ہیں اور ائمہ طاہرین کے باپ ہیں۔ پھر ہدایت

یافتہ ہیں اور یہ علی ہدایت کرنے والے ہیں۔ پھر ہم ایک اور شہد کی مکھی کے پاس سے گزرے۔ مکھی نے چلا کر کہا یہ محمد ہیں جو اللہ کے رسول ہیں اور یہ علی ہیں جو اللہ کی تلوار ہیں۔

قبر سے اٹھ کر مردے نے کہا السلام علیکم یا وحی اللہ مصباح القلوب میں جناب ام سلمہ سے روایت ہے کہ ایک روز مشرکان عرب میں سے تین شخصوں نے آکر کہا اے محمد تو دعویٰ کرتا ہے کہ میں ابراہیم پیغمبر، موسیٰ پیغمبر اور عیسیٰ پیغمبر سے افضل ہوں۔ حالانکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ تھے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ تھے اور حضرت عیسیٰ روح اللہ اس کے مقابلہ میں آپ ظاہری طور پر کچھ نہیں ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا اگر ابراہیم خلیل اللہ تھے تو میں جیب اللہ ہوں اور جیب خلیل سے بہتر ہوتا ہے۔ اگر حضرت موسیٰ نے کوہ طور پر حق تعالیٰ سے کلام کیا تو میں نے شب معراج عرش اعظم پر حق تعالیٰ سے باتیں کیں اور شریعت طریقت اور حقیقت کے اسرار سے نوے ہزار باتیں سیکھیں بعد ازاں اپنے ہاتھ پر ہاتھ مار زبان معجزہ بیان فرمایا۔ یا علی میری خبر لو۔ حضرت امیر المومنین فوراً حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے ہنایت بشارت اور کمال سرور سے آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور دریافت کیا کہ اے میرے بھائی میرے نائب تم کہاں تھے۔ امیر المومنین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ایک نخلستان میں تھا کہ آپ کی یاد سے یہاں آگیا۔ پھر اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا اے علی تم میرا پیرا ہن پہن کر ان تین شخصوں کے ہمراہ یوسف بن کعب کی قبر پر جاؤ اور دعا کرو۔ تاکہ تمہاری دعا کی برکت سے حق تعالیٰ اس کو زندہ کر دے۔ امیر المومنین جناب سید المرسلین کا پیرا ہن

مبارک زب تن کر کے ان تین شخصوں کے ہمراہ باہر تشریف لے گئے۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں بھی آنحضرت کی اجازت سے وہاں گئی۔ کہ علی ابن ابی طالب ابن کعب کی ٹوٹی پھوٹی قبر پر جا کر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے قبر والے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ۔ قبر حرکت میں آکر پھٹ گئی اور اس میں سے ایک بوڑھے نے اٹھ کر کہا۔ السلام علیک یا دعی المرسلین جناب امیر نے فرمایا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں یوسف بن کعب ہوں اور مجھ کو تین سو سال ہوئے ہیں اس دنیا سے رحلت کئے ہوئے اس وقت میرے کان میں آواز آئی کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے۔ اے یوسف اٹھ اور خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کر تینوں مشرک یہ دیکھ کر حیران ہو گئے اور آپس میں خیال کرنے لگے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قریش کو بھی یہ معلوم ہو جائے کہ ہماری وجہ سے محمد کو ایسا معجزہ دکھانا پڑا کہیں ان کے ایمان اور مضبوط نہ ہو جائے۔ کہا اے علی اس شخص سے کہہ دیجئے کہ اپنے مقام سے واپس چلا جائے امیر المؤمنین نے کہا کہ اے کعب سو رہو کہ قیامت قریب ہے وہ قبر میں چلے گئے اور قبر خود بخود برابر ہو گئی۔

امام حسن علیہ السلام کی فرمائش پر جنت سے انار منگوادے
مصباح القلوب میں مرقوم ہے کہ ایک روز امام حسن علیہ السلام نے مسجد نبوی میں امیر سے فرمائش کی کہ اے بابا مجھ کو انار چاہئے آپ نے اپنا ہاتھ مسجد کے ستون کی طرف بڑھایا۔ اس میں سے ایک شاخ نمودار ہوئی جس کے اندر چار انار لٹک رہے تھے۔ انار توڑ کر امام کو دیئے اور فرمایا اپنی ماں کے پاس لے جاؤ۔ حاضرین حیران ہو کر دریافت کرنے لگے۔ یا امیر المؤمنین یہ

کہاں کے ہیں۔ فرمایا یہ بہشت کے ہیں۔ پھر یہ لوگ بولے کیا آپ اس پر قادر ہیں فرمایا ہاں۔ کیا تم لوگوں کو وہ حدیث یاد نہیں جو اللہ کے رسولؐ نے میرے حق میں ارشاد فرمائی تھی کہ اے علیؑ تم بہشت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو۔ پھر ارشاد فرمایا اللہ کا وصی ہوتا ہے وہ ہر امر پر قادر ہوتا ہے اور بھی رسولؐ کے نائب کی شان ہوتی ہے۔

وہ پتھر تلاش کرو جس پر چھ انبیاء کے نام کندہ ہیں اگر تم امام ہو حضرت عمارؓ یا ستر سے روایت ہے کہ میں امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تھا کہ آپ مجھ کو اپنے ساتھ لے کر کوفہ سے باہر کی طرف روانہ ہوئے۔ ابھی دو فرسخ فاصلہ طے کیا تھا۔ جگہ کے مقام پر کچھ یہودی آپ کی خدمت حاضر ہوئے۔ اور کہنے لگے اے علیؑ ابن ابی طالب اگر آپ امام ہیں تو ہم لوگ کچھ آپ سے دریافت کریں گے کہ وہ آپ بتائیں گے۔ جناب امیرؓ نے ارشاد فرمایا بیشک ہم امام ہیں منجانب اللہ اور تم جو کچھ دریافت کرنا چاہتے ہو وہ میں خدا کے حکم سے ضرور بتاؤں گا۔ یہودیوں نے کہا ہمارے اجداد کے پاس ایک پتھر تھا جس کے اوپر چھ انبیاء کے نام مبارک تحریر تھے۔ ہم لوگ اس پتھر کی تلاش میں ہیں۔ لیکن کافی تلاش کے بعد بھی وہ پتھر ہم لوگوں کو کہیں دستیاب نہیں ہوا۔ اگر آپ اس پتھر کو تلاش کر دیں تو ہم شکر گزار ہوں گے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا میرے ساتھ چلے آؤ۔ عمار کہتے ہیں کہ وہ لوگ ہمارے پیچھے پیچھے چلتے رہے۔ حتیٰ کہ خشکی کے مقام ایسے مقام پر وارد ہوئے کہ جہاں ریت کا ایک بہت بڑا چھاڑ موجود تھا۔ حضرتؓ نے فرمایا۔ اے ہوا اس ریت کو اڑا کر لے جا تاکہ زمین نظر آسکے۔

تھوڑی دیر میں ریت کو ہوا اڑا کر لے گئی نیچے ایک بہت بڑا پتھر نظر آنے لگا۔ حضرت نے فرمایا یہ ہے تمہارا پتھر لوگوں نے پتھر کو دیکھا۔ اس پر کہنے لگے کہ اس پر تو چھ انبیاء کے نام کندہ ہیں۔ وہ تو ہمیں دکھائی دے رہے ہیں جن کو ہم لوگوں نے اپنی کتاب میں پڑھا تھا اور سنتے آ رہے ہیں۔ حضرت علی نے جواب دیا کہ اس پتھر پر یہ نام اسی طرح موجود ہیں۔ جس طرح یہ پتھر زمین پر موجود ہے۔ حضرت نے کہا تم لوگ اس پتھر کو الٹو۔ کافی آدمیوں نے وہ پتھر الٹنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ پھر اللہ کے شہر نے اس کو الٹ دیا پتھر پر چھ انبیاء کرام کے نام اس طرف لکھے ہوئے تھے جو صاحب شریعت پیغمبر ہیں۔ حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔

یہودیوں کے اس گروہ نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد اللہ کے رسول اور آپ امیر المومنین سید الوصیین خلیفہ برحق اور اس زمین پر اللہ کی جت ہیں۔ (عیون المعجزات)

علیؑ کی منت کا دھاگہ جب سے پہننا ہے اس وقت سے
میری زندگی میں ایک نئی روشنی پیدا ہو گئی ہے

ایک عیسائی خاتون کا انٹرویو

۱۹۷۴ء میں ہندوستان کی مشہور زمانہ عیسائی خاتون ہیلن جو اپنی فنکارانہ صلاحیت کی وجہ سے عالمی شہرت کی حامل ہیں ان کا انٹرویو "ہفت روزہ اخبار جہاں" ۱۳ فروری ۱۹۷۴ء کو شائع ہوا تھا۔ سوال و جواب کے دوران اخباری نمائندہ نے ہیلن سے کہا کہ یہ بات آپ کے لئے مشہور ہے کہ آپ مسلمان

ہو گئی ہیں کیا یہ سچ ہے۔

ہیلن: یہ جھوٹ ہے کہ مسلمان ہو گئی ہوں۔ یہ ضرور ہے کہ میرے گلے میں حضرت علیؑ کا نذر کا دھاگہ پڑا ہوا ہے۔ ایک بار میں نے ایک منت حضرت علیؑ علیہ السلام سے مانی تھی وہ پوری ہو گئی کسی دوسرے مذہب کا احترام کرنا بری بات تو نہیں ہے۔

ہاں ایک بات خاص یہ ہے کہ جب سے میں نے یہ دھاگہ پہنا ہے۔ تب سے میری آنکھیں کھل گئی ہیں مجھے بے انتہا فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ میں یہاں آپ کو ایک مثال دیتی ہوں کہ مشہور صحافی۔ ڈی۔ ایف کرا کا کی زندگی پر حضرت علیؑ کی شخصیت کا کتنا اثر پڑا ہے تو کیا وہ مسلمان ہو گئے ہیں؟ اور ڈا ہیلن کے شوہر انتہائی متعصب انسان ہیں اور خاص کر مسلمانوں کے خلاف دل میں بہت نفرت رکھتے ہیں۔ ہیلن نے دوبارہ کہا کہ علیؑ اللہ کی طرف سے اوتار ہیں۔ اوتار کا کام ہر انسان کی مدد کرنا ہوتا ہے جس طرح اللہ سب کو روزی دیتا ہے اس ہی طرح ان کا اوتار مدد کرتا ہے۔

یہ ہے ایک کافر کا عقیدہ ہم مسلمان عالم کو علیؑ کے لفظ پر جمع ہونے کی دعوت ہے کہ کاش ان کی محبت دل میں پیدا ہو جائے تو ہر طرف امن ہی امن پیدا ہو جائے گا۔

مولا علیؑ کے روضہ مبارک بحف ”عراق“ میں

آج بھی معجزے ہوتے ہیں

شہرہ آفاق پارسی ادیب و صحافی کا مولا مشکل کشا حضرت علیؑ سے عشق روضہ مبارک پر حاضری کی ایک عجیب و غریب داستان ضریح اقدس پے مس

ہوتے ہی قلب کا دورہ ختم ہو گیا۔ پارسی عاشق پر مولا کا عظیم المثال کرم۔

مسٹر۔ ڈی۔ ایف۔ کرا کا تعارف

مسٹر کرا کا بمبئی سے شائع ہونے والے ہفت روزہ مشہور زمانہ انگریزی اخبار "کرنٹ" کے مدیر تھے۔ آپ کا تعلق پارسی فرقے کے ممتاز لوگوں میں ہوتا تھا کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں جو عالی شہرت کی حامل ہیں ان کتابوں میں خود ان کی اپنی سوانح عمری بھی ہے۔ جس میں انھوں نے اپنے آپ کو خدا کے وجود کا منکر بتایا ہے۔ اور نہ کسی مذہب کا پابند ساتھ ہی اپنے آپ کو خطا کار انسان بھی بتایا ہے۔ اس سوانح عمری کا ایک باب بعنوان "حضرت علیؑ" اس باب میں انھوں نے بیان کیا ہے کہ ۱۹۵۲ء میں حضرت علیؑ کے خواب میں آئے۔ اس وقت سے لے کر آج تک ہر مشکل میں مدد فرمائی اور میں تین دفعہ آپ کے روضہ مبارک پر عقیدت کے ساتھ حاضری دے چکا ہوں۔

زیر نظر معجزہ میں کرا کا کی روداد مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۷۲ء کے شہرہ آفاق انگریزی جریدہ کرنٹ بمبئی انڈیا کے حوالے سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں ہر زبان کی اپنی خوبصورتی اور اپنا اسلوب ہوتا ہے۔ کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرتے وقت وہ حسن برقرار نہیں رہتا جو اس زبان کا خاصہ ہوتا ہے۔ کسی لگاؤ جو کہ ایک غیر مسلم بلکہ منکر وجود خدا کے قلم سے مولا علیؑ مشکل کشا عالم معجزہ نما کی شان والا میں کسی طرح جذبہ عشق میں ڈوبے ہوئے پر خلوص مودت کے جذبات اور حقیقی عشق کا اظہار کرتا ہے جس کو پڑھ کر آپ کے جذبہ ایمانی کو اور پہنچی ہوگی۔

کرا کا تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۹۶۸ء میں میرے گردہ اور مثانہ کا ایک پیچیدہ

آپریشن ہوا۔ اس آپریشن کے بعد ہی جس کے زخم کا نشان ۱۲ انچ لمبا ہے میرے دل میں حضرت علی علیہ السلام کے روضہ مبارک پر حاضری کی شدید متنا پیدا ہوئی اس لئے کہ چودہ سال پہلے اسلام کے یہ عظیم رہنما میرے خواب میں آئے تھے وہ میرے خواب میں کیوں آئے تھے یہ مجھ سے نہ پوچھئے مجھے معلوم ہوا کہ "علی اعظم" عراق کے شہر نجف جو بغداد سے ۱۸۰ کلومیٹر جنوب مشرق میں واقع دفن ہیں۔ ان کی زیارت کو جانے کے لئے میں بمبئی کے عراقی قونصل جنرل کے گھر گیا جو قدیمی نقش و نگار اور قیمتی فرنیچر سے آراستہ تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو قونصل نے میری ترکی قہوہ سے ضیافت کی میں قہوہ پینے لگا جو بہت لذیذ تھا۔ لیکن میرے گروہ کے لئے جس سے ابھی ابھی پتھری لگالی گئی تھی مفید نہیں تھا۔ میں نے قونصل جنرل کو اپنے آنے کی وجہ بتائی کہ میں ایک عام آدمی کی حیثیت سے معرض زیارت عراق جانا چاہتا ہوں۔ ایک صحافی کی حیثیت سے نہیں کیونکہ مزار مبارک حضرت علی علیہ السلام پر حاضر ہو کر اپنا نذرانہ عقیدت پیش کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت علیؑ:- عراقی قونصل جنرل نے متعجب ہو کر کہا۔ "لیکن آپ تو مسلمان نہیں ہیں۔" "جی ہاں" میں نے جواب دیا۔ میں مسلمان نہیں ہوں لیکن ۱۹۵۳ء میں حضرت علیؑ علیہ السلام خود میرے خواب میں آئے تھے۔ انھوں نے اپنا مبارک چہرہ دکھایا تھا۔ انھوں نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تھا اور انھوں نے مجھے اپنی جانب کھینچا تھا۔ "قونصل جنرل نے جو اس نام کی عظمت کا پورا احساس رکھتا تھا میرے چہرے پر لگا ہین گڑویں۔ اس پر خوف اور عظمت کا احساس طاری ہو چکا تھا اور اسی احساس کے تحت اس کی زبان سے یہ

الفاظ نکل رہے تھے۔ حضرت علیؑ انھوں نے پھر کہا لیکن آپ مسلمان نہیں ہیں پھر وہ آپ کے خواب میں کیوں تشریف لائے۔ میں نے جواب دیا۔ مجھ سے نہ پوچھئے کیوں؟ یہ سوال حضرت علیؑ سے کیجئے مجھ سے نہ کیجئے۔

میری پہلی کہانی یہ ہے کہ میں پہلی بار کیسے نجف پہنچا اور میرے پروگرام میں کیسے کیسے تبدیلیاں ہوئی تھیں۔ جن کے نتیجہ حضرت علی علیہ السلام کی ولادت کے دن نجف پہنچا تھا یہ پوری داستان ۱۹۶۸ء کے شمارے کرنٹ اخبار بمبئی انڈیا میں تحریر کر چکا ہوں اس داستان کو میں نے اپنی کتاب (THE CAME HAZRAT ALI) میں بھی تحریر کیا ہے جو ۱۹۷۲ء میں شائع ہوئی ہے۔ میں آپ کو کیا بتاؤں یہ بڑی تعجب خیز بات ہے کہ اس دن جیسے ہی میں نے حضرت علی علیہ السلام کے روضہ مبارک پر قدم رکھا ویسے ہی ساری روشنی کے جھاڑ اچانک روشن ہو گئے تھے۔ اور انکی روشنی سے پورا روضہ منور ہو گیا تھا۔ روضہ کے گنبد میں جرمے ہوئے ہزاروں آئینے جگمگا رہے تھے۔ بغداد میں میری آمد کی تاریخ میں متعدد تبدیلیاں ہوئی تھیں۔ لیکن تعجب خیز بات یہ ہے کہ میں جس وقت روضہ اقدس میں داخل ہوا اسی وقت سے حضرت علیؑ کی ولادت کا جشن شروع تھا۔ مسلم کیلنڈر کی رو سے دن غروب آفتاب سے شروع ہو کر غروب آفتاب پر ختم ہوتا ہے۔

فروری ۱۹۷۰ء میں دوبارہ نجف گیا اس وقت مجھ کو احساس ہوا کہ میری حاضری سے حضرت علی علیہ السلام زیادہ خوش نہیں تھے۔ ان کے روضہ کے طلائی گنبد کی مرمت ہو رہی تھی۔ یہ وہی زمانہ تھا جب ایک آسٹریلین غنڈے

نے یروشلم کے قدیمی حصہ میں مسجد اقصیٰ کو آگ لگانے کی کوشش کی تھی۔ اور اس وقت جبکہ میں نجف کے روضہ اقدس کے ایک کونے میں بیٹھا دعاؤں میں مصروف تھا۔ ایک مسلح حفاظتی دستہ میری نگرانی کر رہا تھا۔ جب میں ایک سید کے ساتھ روضہ کے باہر صحن میں آیا تو اس وسیع و عریض صحن، ہم محض دو آدمی تھے۔ باقی سارا روضہ خالی تھا۔

میں حکومت عراق کا ممنون ہوں کہ انھوں نے مجھے دیبا عطا کر دیا تاکہ میں نجف جا کر حضرت علیؑ اعظم کی خدمت میں نذرانہ عقیدت پیش کر سکوں۔ اب میں نجف کے تیسرے سفر سے واپس آیا ہوں۔ یہ میری تیسری زیارت ہے جو اپنے حسن و دلکشی میں سابقہ زیارت کو ماند کر دیتی ہے جیسا کہ "کرنٹ" اخبار کے قارئین جانتے ہیں۔ یہ سال میرے لئے اور اخبار کے لئے کچھ اچھا ثابت نہیں ہوا۔ اس لئے کہ ان کاموں کے علاوہ مجھے مشرق وسطے میں تھے میں ان روضہ اقدس میں حاضری ضرور دینا چاہتا تھا۔ جس کے مکین اس وقت بھی میری مدد کرتے ہیں۔ اس حضوری کا نتیجہ یہ ہے کہ میں جسمانی، ذہنی اور روحانی طور پر زیادہ تازہ نظر آتا ہوں۔

اتوار کی صبح سواسات بجے۔ بی، او، اے سی کے طیارے کے ذریعہ میں بمبئی کے ہوائی اڈے سانٹا کروڑ سے روانہ ہوا۔ دوپہی، کویت سے ہوتا ہوا بغداد کے ہوائی اڈے پر اترا بغداد کا وقت ہمارے ہندوستان کے وقت سے ڈھائی گھنٹہ پیچھے ہے۔ ایک دن یہاں قیام کے بعد دوسرے پیر کے روز ہم کربلا کی راہ سے نجف کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ سڑک، شفالٹ کی بنی ہوئی ہے اور شاہراہوں کی تعمیر کا ایک نمونہ ہے۔ آج کے ترقی یافتہ ممالک سڑکوں کی تعمیر

پرپوری توجہ دیتے ہیں۔ میرے ڈرائیور کا خیال تھا کہ میں پہلے کر بلا کی زیارت کروں گا جہاں حضرت کے دو بیٹے یعنی امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ کے مزار ہیں۔ یہ دونوں کر بلا کی جنگ میں شہید ہوئے تھے۔ میں نے ڈرائیور سے کہا کہ ہم سیدھے نجف جائیں گے۔ ڈرائیور نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔ ”لیکن سارے سیاح پہلے کر بلا جاتے ہیں۔ ہوا کرے لیکن میں تو سیدھا نجف جاؤں گا۔ میں سیاح نہیں ہوں ڈرائیور نے مرکزِ تعجب سے مجھ کو دیکھا۔ میں نے اسے سمجھایا کہ میں نہ مسلمان ہوں اور نہ سیاح ہوں۔ میں حضرت علیؑ علیہ السلام کے حضور میں عقیدت کا سر جھکانے جا رہا ہوں۔ اس لئے کہ برسوں پہلے وہ میرے خواب میں آئے تھے۔ گزشتہ سال جب میں یجدہ بیمار تھا تو پورے سال انھوں نے ہی مجھے باقی رکھا تھا۔ باوجود اس کے کہ میں زور سے بول رہا تھا لیکن میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ میں خود اپنے آپ سے گفتگو کر رہا ہوں۔ اس لئے کہ بے چارہ عرب ڈرائیور جس کی انگریزی بہت ٹوٹی پھوٹی تھی وہ سمجھ ہی نہ سکا تھا کہ کس کے بارے میں میں کیا کہہ رہا ہوں۔ دوسرے اس نکتہ کو جو میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ نجف کے روضہ کا اور میرا ایک ذاتی اور نجی رشتہ ہے جس کا کوئی مذہب سے تعلق نہیں ہے۔ اچھا تو پہلے آپ نجف جائیں گے اور پھر کر بلا جائیں گے۔ ڈرائیور نے کہا اور میں نے سوچا کہ اس بات کو ہمیں ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ ہم کر بلا سے گزرے اور باوجود اس کے کہ میں نے کر بلا کے دونوں مزاروں کو بڑے احترام سے ہاتھ جوڑ کر سلام کیا لیکن ہم براہِ راست نجف چلے گئے۔ اب بہت شدید گرمی ہو رہی تھی۔ یہ گرمی دہلی کی گرمی سے زیادہ تھی۔ اور نمی یا سمندری ہوائیں جو مہاراشٹر کے ساحل پر ہوا کرتی ہیں ان کا

کوئی نشان نہیں تھا۔ کبھی کبھی ہم راستے میں ٹھہر جاتے تھے تاکہ پیسی کو لایا انگوروں یا تو بوزوں کی قاشوں سے اپنے ہونٹوں کو تر کرتے رہیں جس سے بڑی تراوٹ اور فرحت ملی۔ پانچ کلو میٹر کے فاصلہ سے ہی مجھ کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ حضرت علیؑ کے روضہ کا طلائی گنبد ستمبر کی دوپہر میں خوب چمک رہا تھا اور میں نے دور ہی سے اسے پہچان لیا۔ میرے دل میں ایک اضطرابی کیفیت پیدا ہوئی۔ اور ظاہراً میں پرسکون بنا رہا۔ ”بابا“ کہہ کر میں نے حضرت علیؑ علیہ السلام کو مخاطب کیا۔ میں بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے پھر مجھے آنے کی اجازت عطا فرمائی۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور جیسا کہ میرا درد ہے میں نے ایک سو دس مرتبہ حضرت علیؑ کے نام درود کیا۔ اس سال میں نے فروری سے لے کر ان تک میں نے یہ نام (علیؑ) پانچ لاکھ مرتبہ سے زیادہ لیا ہوگا۔ یہ ریڈیو بنیڈ پر ویو لینکھ حاصل کرنے کا معاملہ ہے۔ سوئی کو صحیح طور پر کھلیئے تو آپ کو وہ اسٹیشن مل جاتا ہے جس کی آپ کو تلاش ہوتی ہے ورنہ ہزاروں مرتبہ سوئی کھاتے رہتے آپ کو اصلی اسٹیشن نہیں ملے گا۔ مجھ پہنچ کر اشغال کی پختہ سڑک ختم ہو گئی۔ زمین خاک آلود تھی اور ناہموار، ڈرائیور نے پوچھا کیا ہم سیدھے روضہ پر چلیں؟ یہاں پہنچ کر مجھ سے غلطی ہو گئی۔ بمبئی میں عراقی قونصل جنرل نے مجھے بٹخ کے گورنر کے نام ایک تعارفی خط دے دیا تھا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ پہلے گورنر سے مل لوں۔ اس کے بعد روضہ پر چلوں چونکہ عراقی گورنمنٹ کے نمائندہ نے بڑے حسن اخلاق کا مظاہرہ کیا تھا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ پہلے بھی کروں (یعنی گورنر کے پاس چلوں) زیادہ مناسب ہوگا لیکن بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ میرے لئے ایسا کر نا غلط تھا۔ میں

کربلا میں نہیں ٹھہرا تو خیر لیکن حضرت علی کے حضور میں نیاز مندی کا سرخم کرنے سے قبل عراقی حکومت کے کسی رکن کے پاس خواہ وہ کتنا ہی بلند ہو جانا میری سب سے بڑی غلطی تھی۔

گورنر ازراہ مہربانی کہا بوں سے میری ضیافت کی اور ایک حفاظتی دستہ بھی میرے ساتھ کر دیا۔ لیکن جیسے ہی میں روضہ پر پہنچا تو مجھے معلوم ہوا کہ کلید بردار نے میرے داخلہ کی ممانعت کر دی ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ میں صحن میں تو کھوم سکتا ہوں۔ لیکن روضہ کے اندر داخل نہیں ہو سکتا مجھے حضوری سے محروم کر دیا گیا تھا۔ یہ تو میری غلطی تھی اور میں خود اپنے سوا کسی کو الزام نہیں دے سکتا تھا۔ جیسے عالم احساس میں یہ تا دہی الفاظ سن رہا تھا کہ تم میرے پاس آنے کے لئے حکومت کا واسطہ تلاش کرتے ہو۔ "جبکہ میں خود خواب میں تمہارے پاس آیا تھا۔

میں نے کوئی آواز تو نہیں سنی لیکن یہ محسوس کر رہا تھا کہ وہ حضرت علی علیہ السلام مجھ سے بھی جملہ فرما رہے تھے میں نے اپنی غلطی کا احساس کر لیا تھا لیکن اب اس کی تلافی بھی کیا ہو سکتی تھی۔

میں صدر دروازہ کے باہر کھڑا ہو گیا اور مجھے ملامت کی گئی تھی اسے میں نے قبول کر لیا۔ میں نے کوٹ کی جیب سے وہ گارڈ نکالا جس پر میں نے ان لوگوں کے نام لکھ لئے تھے جن کے لئے مجھے اس دربار میں دعا کرنی تھی اور وہ چیزیں لکھ رکھی تھیں جن کے لئے دعا کرنی تھی میں صحن میں کھڑا دعائیں مانگ رہا تھا۔ اور سینکڑوں عرب عورتیں اور بچے مجھے دیکھ رہے تھے مجھے خود اپنے اوپر ترس آ رہا تھا۔ میرے ساتھ حفاظتی سپاہیوں کے دستہ دیکھ کر کچھ سیدروٹھے سے باہر

آئے۔ وہ میرے متعلق آل میں باتیں کر رہے تھے ان میں سے ایک آدمی بار بار اپنے سینہ پر ہاتھ رکھا تھا۔ میرے پوچھنے پر مجھے بتایا گیا کہ وہ مجھ سے یہ کہہ رہا ہے امام علیؑ تمہارے دل میں ہیں سپاہی مجھ سے دور کھڑے تھے انہوں نے مجھے جھوڑ دیا تھا۔ تاکہ میں اطمینان سے دعا کر لوں ازراہ مہربانی کھانا ضرور کھلایا۔ لیکن وہ مجھے روضہ کے اندر نہیں پہنچا سکتے تھے میں اندر نہیں جانا چاہتا تھا۔ ایک مرتبہ عراقی حکومت کے ایک بہت بڑے افسر نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر علی علیہ السلام تمہیں بلاتے ہیں تو دنیا کی کوئی طاقت تمہیں ان کی زیارت سے نہیں روک سکتی مجھے اپنے ملک میں جیل جانا پڑا تھا لیکن اس سے مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی تھی۔ اس کی مثال تو ایسی تھی جیسے زندگی میں ذرا سی خاک جسم پر پڑ جائے۔ لیکن حضرت علیؑ کے روضہ کے اندر جانے کی اجازت نہ ملنا میرے لئے از حد تکلیف دہ تھا یہ تو ایسا ہی تھا جیسے کسی براہمن کو اس کے مقدس مندر میں جانے سے روک دیا جائے میں نے دعائیں کیں اور مہنایت رنج اور مایوسی کے عالم میں بغداد واپس ہو گیا۔

صراط مستقیم

میں جس سڑک پر تھا ویسی سڑک میرے خیال میں ساری دنیا میں ایک سڑک تھی۔ یہ وہی سڑک ہے جس کا ذکر بائبل میں ہے اور میں نے اسے اس وقت دیکھا تھا جب برسوں پہلے ایک دن کے لئے بیروت سے دمشق گیا تھا۔ اس سڑک کا نام "صراط مستقیم" تھا۔ یہ سڑک بہت ہی مقدس سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے کہ بائبل کے بقول اس سڑک پر حضرت عیسیٰ چلے تھے۔ میں جیسے ہی نجف کی طرف سڑک پر روانہ ہوا جو روضہ کو جاتی تھی مجھ پر احترام تقدس۔ ایک اندرونی جذبہ اور خوف کی ملی جلی کیفیت طاری ہو گئی۔ سڑک ریتیلی تھی اور میرے داہنی جانب ایک گڑھا کھدا ہوا تھا۔ یہ گڑھا گلی کے کنارے بڑے بڑے بے قاعدہ طریقے پر کھدا ہوا تھا۔ میرے بائیں جانب کچھ بوڑھے لوگ تھے اور ہزاروں عورتیں اور بچے تھے۔ بعض سڑک پر سو رہے تھے اور بعض جاگ چکے تھے۔ سڑک پر صرف ذرا سی جگہ تھی جس پر لوگ چل سکتے تھے اور یہ بھی آنے جانے والوں سے بھری ہوئی تھی۔ میں بڑی احتیاط سے چل رہا تھا تاکہ کسی سونے والے پر پاؤں نہ پڑ جائے اور اچانک میں نے دیکھا کہ میں صحن اقدس کے دروازے پر پہنچ گیا ہوں۔ میں دروازے پر ٹھہرنا چاہتا تھا۔ لیکن پیچھے سے آنے والے ریلے کے نیچے میں میرے پاؤں نہیں ٹک سکے اور میں صحن میں داخل ہو گیا۔ صحن میں غضب کا مجمع اور سڑک سے زیادہ بھیڑ بھاڑ تھی۔ ہزاروں عورتیں کالی عبا نئیں اوڑھے اس سمت میں بڑھ رہی تھیں۔ جدھر سے روشنی کا فیلاب بڑھ رہا تھا۔ میں پیچھے ہٹ سکتا تھا اور نہ مڑ سکتا تھا۔ اس لئے میں نے چاہا کہ ایک طرف کنارے ہو جاؤں تاکہ وہ لوگ جو میرے

بیچھے آرہے ہیں آگے بڑھ کر روضہ تک چلے جائیں۔ میں یہ اس لئے چاہتا تھا کہ مجھے یہ معلوم تھا کہ اس مرتبہ مجھے روضہ کے اندر حاضر ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ اور مجھے باہر ہی کھڑے رہنا چاہئے۔ چونکہ یہ ان کا (حضرت علیؑ) کا حکم تھا۔ اس لئے میں بھی اس حکم کی تعمیل کرنا چاہتا تھا لیکن پھر ایک ریل آیا جس میں زیادہ تر عورتیں تھیں اور اس ریلے کے نتیجہ میں میں پھر کنارے سے ہٹ کر اصل مجمع میں پہنچ گیا۔ عین اسی وقت میرے سینے میں درد شروع ہوا۔ میں جان گیا کہ دل کے پٹھے کا درد ہے جسے پونا میں میرے ماہر امراض قلب نے کہا تھا کہ وہ مرچکا ہے اور اس کے نیچے میں اب نہ درد ہوگا اور نہ بٹھا زندہ ہو سکے گا مجمع میں پساجارہا تھا اور مجھے ٹھنڈے پسینے آنے شروع ہو گئے۔ قلب کے دورے کی نشانیوں کو میں خوب جانتا ہوں اس لئے اب جو کیفیت مجھ پر طاری تھیں ان کے نتیجہ میں میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ شاید بس اب ہمیں اور اسی وقت مجھے قلب کا پھر سے دورہ پڑنے والا ہے۔ میں مہیوت ہو رہا تھا، مجھے کچھ ہوش نہیں تھا اور ریلے کے زور میں بڑھتا جا رہا تھا کہ اچانک میرا پاؤں کسی چیز سے ٹکرایا اور میں نے دیکھا کہ میں روضہ کی سیڑھیوں تک پہنچ گیا ہوں۔ میرے پاؤں لڑکھڑانے لگے اور میں گھٹنوں کے بل گرنے لگا۔ میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور چاروں طرف نظر ڈالی تاکہ یہ معلوم کروں کہ میں کہاں ہوں، معلوم ہوا کہ میں اس جگہ ہوں جہاں جوتے اتارے جاتے ہیں۔ میں کشف بردار کے سامنے تھا۔ اس نے میرے چہل لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور قبل اس کے میں یہ سوچا کہ اب کدھر جاؤں مجھے کسی نے اٹھائے آگے پہنچایا اور میں نے اچانک دیکھا کہ میں روضہ کے اندر ہوں۔ روضے میں نور کا سیلاب

تھا۔ روشنی کے وہ جھاڑ جو ایک مرتبہ صرف میرے لئے روشن کئے گئے تھے پوری تابناکی سے جگمگا رہے تھے اور میں نور کے اس حصار میں حضرت علیؑ کی مقدس ترین بارگاہ کے اندر کھڑا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ خود مجھے میرے جسم و جان کے ساتھ روضہ کے اندر لے آئے تھے۔ روشنیاں پوری طرح جگمگا رہی تھیں۔ اور گنبد دیواروں کے آئینے ان روشنیوں کے عکس سے میرے کی طرح جگمگا رہے تھے اور جس طرح پہلے میرا استقبال کرتے تھے اسی طرح آج بھی مجھے خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ میں گنبد کے نیچے پہنچا دیا گیا تھا۔ یہاں بے پناہ مجمع تھا۔ اور لوگ نمازوں میں مصروف تھے۔ میرے لئے کسی طرف جانا ناممکن تھا۔ میں بس ضریح کی طرف بڑھ رہا تھا۔ واپسی کا سوال نہیں تھا ریلے میں ٹھہرنا ممکن نہیں تھا۔ اس لئے میں بھی ریلے کے ساتھ آگے بڑھنے پر مجبور تھا ضریح کے ایک جانب کھڑے ہوئے سیدوں نے میرا استقبال کیا۔ کیا یہ استقبال محض خوش اخلاقی کے مظاہرے کے طور پر تھا یا انھیں یہ معلوم ہو گیا تھا کہ میں کون ہوں۔ انسان کی یہ کمزوری ہے کہ وہ اپنے آپ کو حقیقت سے زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ لیکن حضرت علیؑ علیہ السلام کی مرمیں قبر مبارک پر قائم کی ہوئی سکین ضریح کے گرد طواف کرتے وقت میں نے اپنے دل کی گہرائیوں میں یہ محسوس کیا کہ دنیا میں اس شخص سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا جس کی بارگاہ میں نراناہ عقیدت پیش کرنے کے لئے یہ لاکھوں آدمی اس مجمع میں جمع ہوئے ہیں۔

میں نے ۱۶ اپریل ۱۹۵۳ء کی صبح صادق کے وقت پہلی بار خواب میں انکی زیارت کی تھی اس وقت سے آج تک میں نے جب بھی ان کا نام سنا ہے تو یہ

دیکھا ہے کہ ان کا نام بڑے احترام سے لیا جاتا ہے میں تمام مذاہب کے سارے بزرگوں کا احترام کرتا ہوں لیکن جب حضرت علی علیہ السلام کا نام لیا جاتا ہے تو میں نے محسوس کیا ہے کہ ایک خاص تاثیر ایک جداگانہ کیفیت طاری ہوتی ہے۔ یہ فرق کیا ہے؟ اسے میں آج تک معلوم نہیں کر سکا۔ لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا ہے مجھے یہ فرق زیادہ بین زیادہ واضح طور پر ہو جاتا ہے۔

چکمدار سیمیں ضریح میں بندھے ہوئے سبز سبز رنگ کے کپڑوں کا عکس ان آئینوں پر پڑ رہا تھا جو لاکھوں روشنیوں میں جھل جھل کر رہے تھے چکمدار آئینوں میں انعکاس پذیر سبز رنگ ایسا خوبصورت تھا کہ میں یہ محسوس کر رہا تھا۔ جیسے میں میرے اور زمر کے شامیانے کے نیچے طواف کر رہا ہوں۔ ایسا لگتا تھا جیسے میں خواب کی دنیا میں سیر کناں ہوں۔ میرے آگے ایک عبا پوش بچی تھی جو ضریح تک پہنچنے کے لئے ہاتھ بڑھا رہی تھی۔ اس نے دو مرتبہ کوشش کی لیکن دونوں مرتبہ عورتوں کے ریلے کی وجہ سے وہ ضریح تک پہنچنے میں ناکام رہی پھر بھی وہ ہاتھ بڑھائے ہی رہی اور آخر کار اس نے ضریح کو جو علی کا دروازہ کہلاتا ہے۔ چھو لیا۔ اس کی عبا سر سے گری جا رہی تھی۔ چنانچہ اس نے عبا کھینچی اور ضریح پر جھک گئی۔ میں اس کے پاس سے گزرا تو وہ مجھے دیکھ کر مسکرا دی اور آگے بڑھی۔ میں جیسے ہی مڑا ویسے ہی ضریح تک پہنچ گیا۔ اب میں نے پہلی بار ضریح کو چھوا اور ایک ٹھنڈی سانس اطمینان اور سکون کی لی۔ میری زبان سے کوئی لفظ نہیں نکلا۔ اس لئے کہ اس جذبات آفرین موقع پر قوت گویائی سلب ہو جاتی ہے۔ لیکن مجھے حضرت علی سے کچھ کہنے کی حاجت بھی

کیا تھی؟ میں جانتا ہوں کہ میرے دل میں جو کچھ ہے اسے وہ خوب جانتے ہیں۔
 تین تین آدمیوں کی قطاریں تھیں۔ لیکن جب ہم روضہ کی دوسری طرف پہنچے
 تو مجمع کم ہو رہا تھا۔ میں روضے سے باہر جانے والا تھا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ
 میرے لئے راستہ صاف کر دیا گیا ہے۔ ضریح اقدس تک میرے لئے راستہ کھلا
 ہوا ہے تاکہ میں ضریح تک جاؤں اور بغیر کسی دھکے وغیرہ کے میں ضریح سے اپنا
 جسم مس کروں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ مجھے ہنسنے معلوم کہ میں کیا کیا کہتا
 رہا۔ بس مجھے اس کا ہوش ہے کہ میں ضریح کو پکڑے ہوئے تھا۔ مجھے محسوس ہو
 رہا تھا جیسے میرے شانوں سے ایک بڑا بوجھ اتر گیا ہے۔

اب میں روضہ سے باہر نکلا تو میں دل پر جو دباؤ اور شدید درد محسوس کر رہا
 تھا وہ ختم ہو چکا تھا۔ میرے پاؤں کانپ رہے تھے لیکن میں اب بھی کھڑا رہ
 سکتا تھا۔ میں آہستہ آہستہ نمازیوں کی صفوں سے گزرتا وہاں پہنچا۔ جہاں
 جوتے رکھے جاتے ہیں۔ یہاں سے صحن میں آیا اور صحن سے گزرتا ہوا اسی
 سڑک پر آگیا جو دمشق کی صراط مستقیم کی مانند تھی۔

جب میں روضہ کے اندر سے باہر آ رہا تھا تو میں نے "یا علیٰ یا علیٰ کی وہ
 صدائیں سنیں جن سے میں پہلے سے آشنا تھا۔ میں یہ دیکھنے کے لئے مڑا کہ یہ
 آواز کس کی آواز ہے؟ یہ ایک گوری چٹی عورت تھی جس کی عمر تقریباً تیس سال
 کی ہوگی وہ اس وقت علیٰ کی قربت محسوس کر رہی تھی اور انھیں پکار رہی تھی۔
 اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ میں نے اسے علیٰ کو پکارتے دیکھ لیا ہے۔ لیکن وہ
 ذرا بھی گھبرائی نہیں وہ یا علیٰ یا علیٰ کہتی رہی۔ جس وقت میں کشف خانہ سے
 نکل رہا تھا تو ایک نوجوان عرب لڑکی داخل ہو رہی تھی۔ یہ لڑکی دونوں

آنکھوں سے اندھی تھی۔ اس لئے اس کی ماں یا شاید بڑی بہن اسے پکڑ کر لا رہی تھی۔ ریتیلی سڑک پر آنے کے بعد میں اپنی موٹر تک پہنچا میرے دل میں اب درد کا کوئی اثر نہیں تھا اور میرے دماغ میں پریشانی کا بوجھ باقی نہیں رہا تھا۔ مجھے اپنے جسم و روح میں ایسا ہلکا پن محسوس ہو رہا تھا جیسے کہ مہینوں سے مجھے حاصل نہیں ہوا تھا۔ لیکن اب سڑک پر بڑی گرمی تھی۔ کافی لوگ جا چکے تھے۔ صبح کے آثار نمایاں ہو رہے تھے اور پھیری والے روٹیاں اور قہوہ فروخت کر رہے تھے جیسے ہی ہم موٹر پر سوار ہوئے اور مڑے تو معلوم ہوا کہ سینکڑوں آدمیوں نے سڑک روک دی ہے۔ پولیس نے ہماری موٹر دوسرے راستہ کی جانب موڑ دی۔ موٹر آگے بڑھی تو ہم اس قبرستان میں پہنچ گئے۔ جہاں لاکھوں آدمی دفن کئے جاتے رہے ہیں۔ اب بالکل سناٹا تھا اور موٹر کے اسپرنگ کی آواز نہیں تھی۔ یہاں کوئی آدمی نہیں تھا۔ بس قبروں کے نشان تھے۔ ان لوگوں کی قبریں جو حضرت علیؑ کے روضہ کے پاس مرنا اور دفن ہونا چاہتے تھے۔ دس پندرہ منٹ تک ہماری کار اس قبرستان سے گزرتی رہی اور اس کے بعد ہم راستہ پر لگے۔ میں نے آسمان پر نگاہ ڈالی تو صاف و شفاف آسمان میں ہلالی شکل کا چاند موجود تھا اور پو پھٹنا شروع ہو گئی تھی۔ لیکن آج یہ لاکھوں آدمی یہاں کیوں جمع ہوئے؟ میں نے پوچھا۔ آج شب محراب ہے۔ جب ہمارے رسول آسمان پر تشریف لے گئے تھے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں تھا۔ جواب ملا۔ میں نے سر ہلا دیا۔ سال کے سارے دنوں میں حضرت علیؑ علیہ السلام مجھے شرف حضوری عطا کرنے کے لئے مخصوص ایام کا انتخاب فرمایا کرتے ہیں۔ پہلی مرتبہ مجھے آپ نے اپنی سالگرہ کے دن طلب فرمایا تھا اور اس مرتبہ شب

معراج میں مجھے حاضری کا شرف عطا فرمایا گیا۔ یہ تھی میری روداد۔ اس کائنات کے سب سے بڑے انسان کا میرا اوپر کرم۔

السٹرٹڈ ویلی آف انڈیا کے ایڈیٹر خشونت سنگھ کا

ڈی۔ ایف۔ کراکا سے ایک تاریخی انٹرویو

میں نے حضرت علی کو یوں دیکھا ہے جیسے تین فٹ کے فاصلہ پر تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ حضرت علی مجھ ایسے شخص کو اپنی زیارت سے کیوں مشرف فرماتے ہیں۔ (ڈی۔ ایف کراکا) کراکا کے دعوے سے میری لاادریت میں زلزلہ آگیا۔ (خشونت سنگھ)

سہیل سیکینہ حیدرہ بالطف آباد

بمبئی کے مشہور زمانہ انگریزی جریدہ "السٹرٹڈ ویلی آف انڈیا" کے ایڈیٹر مسٹر خشونت سنگھ نے انگریزی جریدہ کرنٹ کے ایڈیٹر ڈی۔ ایف کراکا (دوسو کراکا) کے اس دعوے پر کہ انھیں حضرت علی السلام کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ اپنے جریدہ "فریدہ" میں ایک بڑا دلچسپ شدہ سپرد قلم کیا ہے۔ کراکا اور خشونت سنگھ ایک دوسرے کے بڑے گہرے دوست تھے۔ دونوں انڈیا کے ممتاز صحافی خشونت سنگھ رابطہ باطن کے قائل نہیں ہیں۔ لیکن کراکا کے دعوے نے ان کی لاادریت کو متزلزل کر دیا ہے۔ خشونت سنگھ السٹرٹڈ ویلی کی اشاعت مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۷۲ء میں رقمطراز ہیں۔

میرے سامنے جب کوئی روحانی یا باطنی تجربہ کی بات کرتا ہے تو میرا پہلا رد عمل وہی ہوتا ہے۔ جو کسی شخص کے بھوتوں سے ملاقات کے دعوے کے وقت ہوا کرتا ہے۔ میں ایسے شخص کو سودائی یا مخبوط الحواس تصور کرتا ہوں۔ لیکن جب بھی بات کوئی ایسا شخص کہتا ہے جس کی لاادریت یا تشکیک کا میں

احترام کرتا ہوں تو مجھے اپنے تصور میں مکاشفات یا روحانی پیکروں یا مردوں کی
روحوں سے ملاقات وغیرہ کی باتیں بیمار دماغوں کی پیداوار ہوا کرتی ہیں۔ زلزلہ
آتا محسوس ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ روز منڈلب مین - ROSA MAND
LEBMAN سے میری ملاقات ہوئی جس کی دو تصانیف نے مجھے بحد متاثر کیا
تھا۔ اس نے بارہ سال سے کوئی کتاب شائع نہیں کی تھی۔ میں نے اس سے
پوچھا ایسا کیوں ہے تو اس نے بڑی سادگی سے جواب دیا تھا کہ اس دوران میں
اپنی بیٹی کے ساتھ اس درجہ مصروف رہی کہ مجھے کچھ لکھنے کا موقع ہی نہیں ملا۔
بیٹی کو مرے بارہ سال ہوئے تھے لیکن روز اینڈ اس اس کا ذکر فعل حال کے
ساتھ کر رہی تھی۔

اب دوسری مثال میرے دوست دو سو کراکی جو کرنٹ اخبار کے ایڈیٹر
ہیں وہ حد درجہ مغرب زدہ پارسی ہیں آکسفورڈ یونین کے صدر رہ چکے ہیں۔ تیس
سے زیادہ کتابوں کے مصنف ہیں اور "ارے بھائی" کے عنوان سے گجراتی اور
انگریزی سے حد درجے مزاحیہ کالم کے موجد ہیں۔ وہ عیش پسند لڑنیت کے
دلدادہ اور لاادری ہیں۔ انھوں نے ہمیشہ مذہبی اور سیاسی ریاکاروں کا مذاق
اڑایا ہے۔

اچانک ۱۹۵۳ء کی ایک رات انھیں ایک باطنی اور روحانی تجربہ ہوتا ہے۔
حضرت علی علیہ السلام عالم کشف میں ان کے پاس تشریف لاتے ہیں۔ دو سو
کرا کا پورے خرم و یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ "اتنے واضح جیسے تم مجھ سے تین
فٹ کے فاصلہ پر بیٹھے ہوئے ہو اور میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری ڈاڑھی کے
کون سے بال سفید اور کون سے سیاہ ہیں۔ اس سے زیادہ صاف اور واضح طور پر

میں نے حضرت علیؑ کو دیکھا ہے۔ یہ سمجھنے کے لئے وہ کون ہیں۔ مجھے کچھ وقت لگا اور میں اب بھی یہ سمجھ رہا ہوں کہ وہ میرے ایسے شخص کے پاس کیوں تشریف لائے اور ان لوگوں کے پاس کیوں نہیں گئے جو یقیناً روحانی طور پر مجھ پر زیادہ ان کی زیارت کے مستحق ہیں رو سو کا یہ دعویٰ ہے کہ انھیں کئی بار زیارت نصیب ہوئی اور اب تو برابر باقاعدہ سے عالم کشف میں حضرت علیؑ سے ان کی ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں۔ میں نے کراکے کہا شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ تم ایرانی النسل ہو اور یہ سب کچھ اس مخصوص تاریخی لگاؤ کے نتیجہ میں تمھیں محسوس ہوتا ہے۔

نور و سونے ہاتھ ہلا کر بڑی سختی سے اس کی تردید کی اور پھر یہ دعویٰ کیا کہ ان کے لئے روحانی دنیا کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور اس کی وجہ سے وہ دوسرے اولیاء اللہ سے بھی ملاقاتیں کرتے ہیں اور بات چیت کرتے ہیں۔ میرے لئے اس قسم کے واقعات یحییٰ پریشان اور ذہنی پراگندگی کا سبب ہوتے ہیں۔ میں نے رو سو کراکے کی تو تصنیف کتاب "اس کتاب کا ایک باب جو۔ THE NCAME HAZRAT ALI جو رو سو کی زندگی کا اہم ترین واقعہ ہے جس کا روحانی مکاشفات سے تعلق ہے۔ یہ کتاب کراکے کی دوسری کتابوں کی طرح دلکش اور قابل مطالعہ ہے۔ اس میں کوئی لغاطی نہیں ہے۔ اور ایسی تاثیر اور کیفیت ہے کہ پڑھنے والا اس میں کھو جاتا ہے۔

درود محمد و آل محمد کا زندہ معجزہ

میں ایک سخت بیماری میں مبتلا تھا کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کروں مولانا مصطفیٰ حسین صاحب جوہر والد محترم علامہ طالب جوہری صاحب قبلہ

سے اکثر فیضیاب ہوتا رہا ہوں۔ باتوں باتوں میں سرکار جوہر صاحب نے بتایا کہ جب کوئی سخت پریشانی لاحق ہو تو جناب ام النہین زوجہ جناب امیر علیہ السلام والدہ ماجدہ حضرت عباس علمبردار کی نذر مان لیا کروں کہ بی بی میری یہ پریشانی اور مصیبت دور ہو جائے گی تو میں گیارہ تسبیح درود آل محمد پڑھ کر ان کی خدمت میں نذر کروں گا پھر جب آپ کا کام ہو جائے تو آپ گیارہ مرتبہ تسبیح پڑھئے اور پھر یہ کہئے کہ ان تسبیحوں کا ثواب جناب ام النہین کی خدمت میں نذر کیا خدا کی قسم میں نے یہ نذر مان لی اور میری تکلیف دور ہو گئی۔ آپ بھی علیٰ اور اولاد علی کے فیض سے فائدہ اٹھائیے۔

حضرت علیؑ کی شہادت پر درخت خشک ہو گیا

ابن شہر آشوب و دیگر روایاں سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ ایک گاؤں میں ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے۔ جب آپؐ بیدار ہوئے تو پانی طلب کر کے اس درخت کی جڑ میں وضو کیا اور گلی کی دوسرے روز لوگوں نے دیکھا کہ یہ درخت بڑا ہو گیا ہے اور بار آور ہو گیا ہے۔ بڑے بڑے پھل لگے ہوئے ہیں جن کی خوشبو عنبر کے مانند تھی اور شہد کی طرح شیریں تھے۔ بھوکا اس کو کھاتا سیر ہو جاتا۔ پیاسا سیراب ہو جاتا۔ بیمار شفا پاتا جو حیوان اس درخت کی پتیاں کھاتا اس کا دودھ بہت زیادہ ہو جاتا۔ اس گاؤں کے قرب و جوار کے لوگ اس کی پتیاں علاج کے لئے لے جاتے تھے وہ درخت اس قبیلہ کے لئے آب و غذا کے مانند تھا۔ اور ہمیشہ اس برکت سے ان کے مال و اولاد میں ترقی ہوتی تھی۔ ایک روز اس کی پتیاں زرد اور چھوٹی ہو گئیں اور وہ درخت مر چھا گیا۔ چند روز بعد ان کو خبر پہنچی کہ آنحضرتؐ کا انتقال ہو گیا اس کے

بعد اس میں بھل کم ہو گئے اور پھلوں میں شیرینی بھی کم ہو گئی تیس سال تک اسی حالت میں قائم رہا۔ تیس سال کے بعد ایک روز ان لوگوں نے دیکھا کہ اس میں تراوت اور کم ہو گئی ہے اور اس کے پھل بھی گر گئے۔ لیکن لوگ اس کی پتیوں سے شفا اور برکت حاصل کرنے لگے۔ اسی حال میں کچھ عرصے باقی رہا پھر ایک روز دیکھا کہ درخت خشک ہو گیا اور اس کی جڑ سے تازہ خون جوش مارتا ہے اور اس کی پتیوں سے خون ملا ہوا پانی ٹپک رہا ہے جیسے گوشت دھونے کے بعد پانی نکلتا ہے۔ اس کے چند روز بعد ان کو اطلاع ملی کہ اس روز امام حسین علیہ السلام شہید کر دیئے گئے تھے اور اب یہ درخت ختم ہو گیا۔

شیر ابو طالب کے قدموں میں لوٹنے لگا

ایک روایت میں ہے کہ صحرا کے درندے جب حضرت ابو طالب پدر بزرگوار حضرت علی کو دیکھتے تو ان سے بھل گئے اور کبھی بھی ان کے نزدیک نہیں آتے۔

ایک روز حضرت ابو طالب طائف سے آرہے تھے۔ ناگاہ راستہ میں ایک شیر ملا جس وقت شیر نے ابو طالب کو دیکھا قریب آیا اور منہ خاک پر ملنے لگا اور دم زمین پر رگڑنے لگا اور اس طرح حضرت ابو طالب کے سامنے عاجزی اور انکساری کرنے لگا۔ حضرت ابو طالب نے کہا میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ بیان کر میرے سامنے تو کیوں اس طرح عاجزی اور انکساری کرتا ہے۔ سیر بہ قدرت خدا گویا ہوا اور کہا آپ ہی پدر شیر خدا علی ابن ابی طالب اور یاری و نصرت و تربیت کنندہ پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ ہیں۔

علیؑ کے نام کو لوح مبارک جنت سے آئی

ایک روایت میں ہے کہ جس شب حضرت علیؑ پیدا ہوئے۔ حضرت ابوطالبؑ نے سنیہ سے لگایا اور فاطمہ بنت اسد کا ہاتھ پکڑ کر جانب البطح آئے اور چند شعر پڑھے، اے پروردگار آفریدگار ماہ روشن و شب تار میں اپنے اس فرزند کا کیا نام رکھوں "دفعۃً" مانند ابر کے کوئی چیز زمین سے ظاہر ہوئی اور حضرت ابوطالبؑ کے پاس آئی۔ ابوطالبؑ نے اسے اٹھالیا۔ گھر واپس آئے جب صبح ہوئی تو دیکھا وہ لوح سبز ہے اور چند شعر اس پر لکھے ہیں جن کا ما حاصل یہ ہے اے ابوطالبؑ تم اور فاطمہؑ یہ فرزند ظاہر پاکیزہ و برگزیدہ پسندیدہ خدا اور رسولؐ ہو۔ اس مولود کا نام علیؑ ہے اور خداوند اعلیٰ نے اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے اسی وقت ابوطالبؑ نے علیؑ نام رکھا اور اس لوح کو داہنی طرف کعبہ کے اوپر لٹکا دیا۔ اور یہ لوح اسی طرح ہشام بن عبد الملک کے زمانہ تک لٹکی رہی۔ ہشام نے اس کو اتارا۔ اس کے بعد لوح غائب ہو گئی۔

علیؑ کی ولادت کیلئے دیوار خانہ کعبہ شق ہو گئی

علامہ محمد بن یوسف شافعیؒ گنجی اپنی مشہور مناقب کفایت الطالب کے صفحہ ۶۹ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ کی والدہ گرامی فاطمہ بنت اسد کعبہ کا طواف کر رہی تھیں کہ یکایک ان کو دروزہ کا عارضہ ہوا۔ آپ اس ہی وقت ایک مقام پر رک گئیں دیوار کعبہ کے سہارے کھڑی ہو گئیں۔ ایک دم سے خانہ کعبہ کی دیوار شق ہوئی اور آپ کو اندر داخل ہونے کا رب العزت کی طرف سے حکم ہوا آپ اندر داخل ہوئی دیوار اسی طرح بند ہو گئی۔ حضرت علیؑ کی ولادت ہوئی آپ تین دن تک خانہ کعبہ ہی میں مقیم رہیں اور میوے ہائے بہشتی اس موقع پر آپ کی خوارک تھے تیسرے دن اللہ کے رسولؐ خانہ کعبہ

تشریف لے گئے۔ اور چچی جان کی گود سے علی کو لیا پیار کیا۔ ماں نے کہا اس بچے نے تین دن سے نہ آنکھ کھولی ہے اور نہ کچھ کھایا ہے رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا یہ اللہ کا ولی اور ہمارا نائب ہے اس کی پہلی غذا لعاب دہن رسولؐ ہے اور اس کو دنیا میں جو کچھ دیکھنا ہے اس میں سب سے پہلے میرا چہرہ دیکھنا ہے۔ علیؑ نے آنکھیں کھول دیں اور اللہ کے رسولؐ نے اپنی زبان مبارک علیؑ کے منہ میں ڈال دی۔ کچھ دیر تک آنکھوں آنکھوں میں علیؑ اور رسولؐ میں گفتگوں ہوئی۔ بچہ کو واپس ماں کی گود میں دے دیا۔ یہ تھے پہلے دو معجزہ جو علیؑ نے دنیا میں آتے ہی پیش کئے۔

آسمان سے بجلی چمکی اور کالے بوجھ کو جلادیا

منقول ہے کہ خلفائے بنی عباس کے زمانے میں ایک مداح جو بلخ کا باشندہ تھا۔ مصر میں رہتا تھا اور برابر اہل بیت رسولؐ کی مدح کہتا رہتا تھا اور صبح و شام ان کی صفت و ثناء میں مشغول رہا کرتا تھا۔ ایک روز مسجد میں جہاں خردو کلاں اور ادنیٰ و علیؑ کا مجمع تھا۔ اور سب عبادت خدا میں مشغول تھے اس نے شاہ ولایت و نور ہدایت اسد اللہ الغالب علی ابن طالبؑ کی مدح پڑھنی شروع کی اور منقیب کی صیقل سے دوستان علیؑ کے دلوں کے آئینہ سے زنگ ملا مت صاف کیا اور شاہ ولایت پناہ کے عشق میں ایک سن روٹی اور حلوا اس جماعت سے طلب کیا۔ ایک خارجی اس مجمع سے اٹھا اور اس طرح مدح کا ہاتھ پکڑ کے کہا۔ میرے گھر چل تاکہ تجھ پر لطف و احسان کا دروازہ کھول اور تیری حاجت کو پورا کروں۔ بس اپنے گرجا کر غلام سے کہا۔ گھر کا دروازہ بند کر دے اور جو کچھ میں کہوں اس کو بجالا۔ تاکہ اس کے صلے میں تجھے آزاد کر دوں اور اشرافیوں کی

ایک تھیلی انعام دوں۔ بعد ازاں حکم دیا کہ اس رافضی کے ہاتھ پاؤں بھیڑ بکری کی طرح باندھ لے اور اس کی دونوں آنکھیں باہر نکال دے اور ہاتھ پاؤں اور زبان کاٹ کر مجھے خوش اور مسرور کر غلام نے ویسا ہی عمل کیا۔ جب عالم نے عباسیوں کا لباس پہن لیا اور خراجیوں کے سیاہ دل کی طرح بالکل سیاہ ہو گیا تو اس ملعون نے غلام سے کہا کہ قبرستان جا اور اس مدح کو وہاں ڈال آ۔ تاکہ وہاں ہنایت ذلت و خواری سے جان دے۔ غلام اس کے کہنے کے بموجب اس کو قبرستان لے گیا۔ اتفاقاً اس وقت خضر علیہ السلام امیر المؤمنین کے روضہ مقدس کی زیارت کو آئے ہوئے تھے اور قبر مطہر کے گرد طواف کر رہے تھے کہ یکایک قبر سے آواز سنی کہ اے بھائی! مصر کی طرف جاؤ اور اس مداح کی خبر لو۔ جو قبرستان میں بے حال پڑا ہے بعد ازاں تلقین کے دروازے حضرت خضر پر کھولے اور مداح کے ہر عضو پریدہ کے لئے ایک ایک اسم اعظم تعلیم فرمایا۔ اور فرمایا ان اسماء کو مداح کے کئے ہوئے اعضاء پر پڑھ اور بہ حکم خدا ان اسماء کی برکت سے اس کے اعضاء کو صحیح و سالم کر دو۔ اور اس سے کہو کہ علی ابن ابی طالب فرماتے ہیں کہ اس مسجد میں جا کر اسی طرح ہماری مدح پڑھو اور پھٹے ہی کی طرح سوال کر کے نان و حلوا طلب کرو۔ ایک شخص تم کو اسی گھر میں لے جا کر دسترخوان بچھائے گا اور تمہارے لئے نان اور حلوا لائے گا۔ جب تو گھر میں بیٹھے گا تو ایک عجیب بات معائنہ کرے گا۔ خضر علیہ السلام بموجب ارشاد حضرت امیر ایک چشم زدن میں گورستان مصر میں پہنچے اور اس مظلوم کی خبر گیری میں مصروف ہو گئے اور اس کے کئے ہوئے اعضاء اسماء خدا کی برکت سے فوراً درست ہو گئے اور آنکھیں روشن ہو گئیں اور زبان بولنے کے

قابل ہو گئی۔ پاؤں چلنے اور ہاتھ گرفت کرنے کے لائق ہو گئے۔ جب بالکل تندرست ہو گئے تو امیر المومنین کا پیغام اس کو پہنچا۔ مداح جناب امیر کی فرمائش کے موافق اسی مسجد کی طرف روانہ ہوا اور حضرت کی مدح پڑھنے لگا اور پہلے کی طرح نان اور حلوا طلب کیا ایک جوان نے اٹھ کر کہا۔ میں تیری حاجت پوری کروں گا اور نان و حلوا دوں گا۔ یہ کہہ کر اس کو اپنے گھر لے گیا۔ جب مداح نے دیکھا کہ یہ وہی گھر ہے جہاں اس خارجی نے اس کے اعضاء قطع کئے تھے۔ ذرا دل میں ڈرا پھر دل ہی دل میں کہا۔ چونکہ شاہ ولایت پناہ کا حکم ہے اس لئے خلاف ورزی مناسب نہیں۔ القصہ اس جوان نے دسترخوان بچھایا اور نان و حلوا حاضر کیا۔ مداح نے جب یہ حال دیکھا تو متعجب ہو کر بولا۔ کل اسی جگہ ایک ظالم نے میرے اعضاء کاٹ کر مجھ کو مرنے کے قریب کر دیا تھا اور تو آج مجھ پر مہربانی کر رہا ہے اور اسی طرح شفقت اور مرحمت سے پیش آ رہا ہے۔ میں اس بارے میں حیران و سرگرداں ہوں۔ براہ مہربانی اس راز کو مجھ پر واضح کر تاکہ میرے دل کو اطمینان حاصل ہو۔ جوان نے کہا۔ جس ظالم نے کل تم پر ظلم کیا وہ میرا باپ تھا اور وہ ظلم و جفا تم پر روا رکھا گیا۔ مجھے وہ بہت برا معلوم ہوا اور سخت ناگوار گزرا اور اس نے نہایت محزون و مغموم ہوا۔ جب رات ہوئی اور سویا تو عالم رویا میں حضرت امیر المومنین کو دیکھا کہ غضبناک ہو کر میرے باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے فرس سیاہ (کالے بچہ) جو کچھ تو نے میرے مداح سے کیا اس کی سزا دیکھی۔ دنیا میں سچ ہوا اور آخرت میں دوزخ میں جانے کا حقدار ہو گیا۔ اس خواب کی دہشت سے میری آنکھ کھل گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ روسیہ تبچہ کی صورت میں تبدیل

ہو گیا ہے۔ میں نے اسی وقت زنجیر اس کی گردن میں ڈال دی۔ ابھی وہ تہکھ گھر میں موجود ہے۔ اٹھ کر دیکھ لو اور شاہ ولایت پناہ کی محبت کے نتیجہ میں اپنے دل محزون کو خوش کرو۔ جب مداح اس گھر میں گیا تو ایک کالا تہکھ دیکھا۔ مداح یہ دیکھ کر زمین پر گر پڑا۔ اور شکر خدا میں ہنایت عجز و نیاز سے سجدہ بجالایا اور اہل بیت کی مدح و ثنا کرنے لگا۔ اسی وقت غضب الہی کی بجلی چمکی اور اس کالے تہکھ کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ جب اس جوان نے باپ کا یہ حال دیکھا تو خوارج کے عقیدے سے میزار ہو کر اہل بیت کا تولا اختیار کیا اور ان کے دشمنوں سے تہرا کیا۔

الحمد لله على التوفيق - (کوکب دری)

لڑکی کے پیٹ سے بہت بڑا کیرٹا نکلا

ابن عباس سے مروی ہے کہ مدینہ میں ایک شخص عبداللہ نام کا رہتا تھا۔ جو اہل حجاز کا سردار اور عرب میں کرم و سخاوت کے سبب مشہور و ممتاز تھا۔ حذم ہشتم بکثرت اور بزرگانہ اسباب اور سامان بے شمار تھا اور خاندان مصطفیٰ کا دوست دار تھا اور مرتضیٰ علی کی محبت پر بے حد فخر و مباہات کیا کرتا تھا اس کے دس بیٹے تھے اور ایک لڑکی جو ہنایت خوبصورت اور نیکو کار پاکدامن تھی۔ ایک روز کا ذکر ہے وہ لڑکی ہناتے کے لئے پانی میں اتری تاکہ غسل کر کے خدا کی عبادت میں مشغول ہو جائے۔ اتفاقاً ایک کرم اس کے رحم میں داخل ہوا اور اسے ذرا بھی خبر نہ ہوئی۔ وہ کرم روز بروز رحم میں پلنے اور بڑھنے لگا اور اس سبب سے اس کو تکلیف ہونے لگی۔ آخر اس کا پیٹ بڑھ کر حاملہ عورت کا سا ہو گیا۔ لوگوں میں اس کا پھر چاہوا۔ آخر لوگ ہستان لگانے اور ان

کبھی کہنے لگے۔ اور قوم اور قبیلے والوں نے ملامت کرنی شروع کی اور اس کو ہر طرح لعنت اور پھٹکار دینے لگے۔ ہر چند وہ عقیقہ اپنی پاک دامنی کا اظہار کرتی تھی لیکن کوئی شخص اس پر کان نہ دھرتا تھا۔ آخر کار جب باپ کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اپنا عمامہ زمین پر دے مارا۔ اور لباس پھاڑ ڈالا اور بولا میں عرب میں شرمندہ ہو گیا اور ہنایت پستاب ہو کر فغال وزاری کرنے لگا آخر کار اس کے قتل کرنے پر تیار ہوا تاکہ اس کے بدن ناپاک کو کاٹ کر پیوند زمین کر دیں۔ اس کی گردن میں رسی باندھ کر گھر سے نکالا۔ لوگ کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے۔ یہ حال دیکھ کر اس عقیقہ پاک دامن نے اپنا روئے نیاز آسمان کی طرف اٹھایا اور درگاہ قاضی الحاجات میں یوں استغاثہ کیا کہ اے عالم السر والنفیات، اے خدائے غیب دان تو میرے حال سے خوب آگاہ ہے کہ مجھ سے کوئی حرکت ایسی ظاہر نہیں ہوئی۔ جس سے میں اس عذاب و سزا کی حقدار بنوں اور اس غم دالم میں گرفتار ہوں۔ مریم بنت عمران کی پاک دامنی کا واسطہ، پیغمبر آخر الزماں کی دختر نیک اختر خاتون قیامت کے نقاب کا تصدق۔ جس کو زیارت کے واسطے آسمان پر لے گئے اور اس معصومہ کی پشیمین چادر کی حرمت کا طفیل جس کا اشارہ توریت میں بھی مذکور ہے مجھ کو اس ہمت سے چھڑا اور میری عفت و عصمت سب پر ظاہر کر۔ میں موت سے نہیں ڈرتی۔ کیونکہ وہ ضروری اور حتمی ہے اور زندہ کو بموجب حکم کل نفس ذائقہ الموت (ہر جاندار کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے) مرنے سے چارہ نہیں۔ لیکن مجھے اپنے باپ کی رسوائی کا غم ہے کہ وہ میرے سبب سے خلقت میں شرمسار ہے اور اس کے اندوہ غم کو دیکھ کر بیگین و مغموں ہوں کہ وہ میری وجہ سے ندامت اور حسرت

کا اجتہاد اور ان کا ترک نماز کا حکم ہے جس کی توجیہ عبداللہ بن عمرؓ نے اجتہاد ہی کی روشنی میں کی ہے۔

اس راہِ سب سے پہلے جس صحابی نے اس دروازہ کو پاؤں پاٹ کھولا ہے۔ وہ خلیفہ دوم حضرت عمرؓ ہیں جنہوں نے وفات رسولؐ کے بعد نص قرآنی کے مقابلہ میں اجتہاد کر کے مولفۃ القلوب کے حقہ کو زکوٰۃ سے ساقط کر دیا اور فرمایا کہ ہمیں تم لوگوں کی ضرورت نہیں ہے۔

نصوصِ خبر کے مقابلہ میں آپؐ کے اجتہادات کی مقدار بے حد بڑی ہے۔ یہاں تک کہ متعدد بار تو حضورؐ کی زندگی میں بھی ان کے احکام کے مقابلہ میں اپنے ذاتی اجتہاد سے کام لیا ہے جسکی مثال صلح حدیبیہ کے موقع پر۔ اور آخری وقت میں سبنا کتاب اللہ کا اعلان کرتے وقت سامنے آئی۔ اور سب سے واضح ترین مثال جس نے ان کے نفیات کو بالکل طشت از باہم کر دیا یہی بشارت کا قطعہ ہے جس میں حضرت رسول اکرمؐ نے ابوہریرہؓ کو یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا کہ جو شخص کلمہ لا الہ الا اللہ زبان پر جاری کرے اور اس کے دل میں توحید کا یقین ہو اسے جنت کی بشارت دیدو۔

اور ابوہریرہؓ یہ بشارت لے کر چلے تو راستہ میں عمرؓ سے ملاقات ہو گئی اور انہوں نے اعلان کرنے سے منع کر دیا۔ اور اتنا مارا کہ ابوہریرہؓ زمین پر گر پڑے اور دو تہہ بٹھے رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عمرؓ کے سلوک کی شکایت کی تو آپؐ نے عمرؓ سے جواب طلب کیا کہ تم نے ایسا کیوں کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ کیا آپؐ نے اس اعلان کے لئے حکم دیا تھا۔؟ آپؐ نے فرمایا بیشک۔ انہوں نے کہا کہ ایسا تم کیجئے ورنہ لوگ لا الہ الا اللہ پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے جس طرح ان کے فرزند کو یہ خطرہ تھا کہ لوگ تیمم پر بھروسہ کر لیں گے اور

اسی طرح نماز پڑھنے لگیں گے لہذا نماز کا ترک کر دینا زیادہ بہتر ہے۔

کاش ان حضرات نے نصوص کو اپنے حال پر رہنے دیا ہوتا اور اپنے بے بنیاد اجتہادات سے شریعت کو برباد کر کے اور محرمات کو بے حرام کے امت میں افتراق پیدا کرنے کا عمل نہ کیا ہوتا تو آج مختلف مذاہب و آراء اور متعدد فرقوں کے درمیان امت اسلامیہ کی تقسیم نہ ہوتی اور باہمی اختلافات اور خوئیزی کا سلسلہ نہ ہوتا۔

حضرت عمرؓ کے ان تمام مواقف اور اقدامات سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ آپؐ کا اعتقاد عصمت رسولؐ پر ہرگز نہیں تھا اور آپؐ انہیں ایک عام انسان جیسے سمجھتے تھے۔ جو صحیح بھی کہہ سکتا ہے اور غلطی بھی کر سکتا ہے۔ اور اسی لئے علماء اسلام میں یہ نظریہ پیدا ہو گیا کہ رسول اکرمؐ صرف تبلیغ قرآن میں مصغوم تھے اور باقی معاملات میں ان کے یہاں دوسرے افراد کی طرح غلطی کے امکانات پائے جاتے تھے۔ اور اسی لئے حضرت عمرؓ نے مختلف مقامات پر آپؐ کی غلطیوں کی اصلاح بھی کی ہے۔

اور ظاہر ہے کہ رسول اکرمؐ کی یہی حیثیت ہے جو بعض جاہلوں نے بیان کی ہے کہ آپؐ گھر میں آرام فرما رہے تھے اور عورتیں دف بجا رہی تھیں اور شیطان ہو ولب میں مصروف تھا کہ اچانک حضرت عمرؓ آگئے اور دیکھ کر شیطان فرار ہو گیا اور عورتوں نے سارے دف چھپا دیئے تو آپؐ نے فرمایا کہ ”عمر! شیطان تمہیں کسی راستہ پر جاتے ہوئے دیکھتا ہے تو راستہ بدل دیتا ہے اور ادھر آنے کی ہمت نہیں کرتا ہے۔“ تو کوئی بعید نہیں ہے کہ مذہب کے معاملہ میں عمرؓ کی ایک رائے ہو جو رسول اکرمؐ کی رائے سے متعارض ہو۔ اور سیاست کی طرح دین میں بھی ان کی رائے کو رسول اکرمؐ کے فرمان پر مقدم کر دیا جائے۔ جیسا کہ انہوں نے فتاویٰ جنت کے

معاملہ میں اظہار فرمایا ہے۔

اس اجتہاد در مقابل نص کے نظریہ نے بہت سے صحابہ کی غفلت و انفراد کو جنم دیا ہے جن میں سرفہرست عمر بن الخطاب کا نام ہے اور سب نے مل کر پنجشنبہ کے دن نص مرتج کی مخالفت کی تھی اور قلم دوات دینے سے منع کر دیا تھا۔ اور یہیں سے یہ بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ ان صحابہ نے نص غدیر کو ایک دن کے لئے بھی قبول نہیں کیا تھا۔ اور اس کے واضح انکار کا موقع وفات پیغمبر کے بعد ملا جس میں سقیفہ میں اجتماع کر کے ابو بکر کا انتخاب کر لیا۔ اور اسے بھی ایک اجتہاد قرار دیدیا۔ جس کے نتیجہ میں خلافت کی تمام نصوص کو مسترد کر دیا گیا اور ہر معاملہ میں اجتہاد کا دروازہ کھل گیا۔ اور کتاب خدا کے مقابلہ میں بشارت کے حدود کو معطل احکام کو تبدیل کر دیا گیا اور وہ قیامت خیز سانحہ پیش آیا جسے حضرت فاطمہؑ نے اپنے شوہر کے خلافت سے محرومی کے بعد برداشت کیا۔ اور پھر بائیس زکوٰۃ کا قتل عام ہوا۔ اور یہ سب "اجتہاد در مقابل نص" کے نتیجہ کے طور پر ہوا۔

اور اس کے بعد عمر بن الخطاب کی خلافت اسی اجتہاد کے نتیجہ میں سامنے آئی اور ابو بکر نے اس شوریٰ کو نظر انداز کر دیا۔ جس سے اپنی خلافت کی صحت پر استدلال کیا کرتے تھے۔ اور عمر نے معیہ خود بھی گھسلا کر دیا کہ اس پر قبضہ کر کے حلال خدا کو حرام اور حرام خدا کو حلال بنا دیا۔ (سنن ابوداؤد و الترمذی)

اس کے بعد عثمان کا دور آیا تو وہ سو قدم اور آگے چلے گئے اور انہوں نے اپنے سابقین کو بھی پیچھے چھوڑ دیا اور ریاست و مذہب کے میدان میں اجتہاد کا بازگرم کر دیا۔ یہاں تک کہ انقلاب برپا ہو گیا اور انہیں اپنے اجتہاد کی مکمل حقیقت اور کرنی پڑی۔

ان حالات کے بعد امام علیؑ کے ہاتھ میں زمام حکومت آئی تو آپ کے سامنے

سب سے بڑا مسئلہ قوم کو سنت نبوی اور قانون الہی کی طرف واپس لانے کا تھا جس کے لئے آپ نے پوری پوری کوشش کی کہ بدعتوں کو زائل کیا جائے اور سنت کو قائم کیا جائے لیکن قوم نے "واسنتہ عمرہ" کا نعرہ بلند کر دیا۔ اور برے عقیدہ کی بنا پر جن لوگوں نے حضرت علیؓ سے اختلاف کیا تھا یا ان سے جنگ کی تھی سب اس حادثہ کے بارے ہوئے تھے کہ آپ قوم کو صحیح راستہ پر لانا چاہتے تھے اور بدعتوں کو فنا کر کے نصیص صریحہ کو زندہ کرنا چاہتے تھے جہاں چوتھائی صدی کے ذاتی اجتہاد کا خاتمہ کرنا تھا۔ اور عوام کو اس طریقہ کار سے الگ کرنا تھا جہاں ہواد ہوس اور بندگان حرص و طمع نے مال خدا کو ذاتی جائیداد اور بندگان خدا کو اپنا خادم و غلام بنایا تھا۔ گھروں میں سونے چاندی کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور مستضعف افراد معمولی سے معمولی حقوق سے محروم ہو گئے تھے۔

اور ہم نے تو ہر دور کے مسکبرین کو ایسا ہی دیکھا ہے کہ انہیں ایسے اجتہاد سے بے حد دلچسپی رہی ہے جو انہیں ان کے خواہشات تک پہنچانے کا راستہ ہوا۔ کہ وہ جب کہ نصیص صریحہ کا منشاء یہ رہا ہے کہ اس راستہ کو روک دیا جائے اور ان کے مقاصد کی راہ میں دیوار کھڑی کر دی جائے۔

پھر اس اجتہاد کو ہر دور میں انصار و اعدا بھی مل گئے اور خود مستضعفین نے بھی سہولت کے پیش نظر اس راستہ کو اپنا لیا۔ اور ہر طرح کی پابندی سے نجات حاصل کر لی۔

نص کا راستہ التزام اور عدم حریت خواہشات کا راستہ تھا بے رجالیت کی اصطلاح میں خدائی راستہ کہا جاتا ہے جبکہ اجتہاد کا راستہ عوامی راستہ تھا۔ اور کھلی ہوئی بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے وفات پیغمبر کے بعد سقیفہ میں اجتماع کیا تھا انہوں نے خدائی حکم کو نظر انداز کر کے ڈیموکریسی کا راستہ اختیار کیا تھا۔ جہاں قوم

خود اپنے نیک و بد کا فیصلہ کرتی ہے اور خدا کو بھی یہ اختیار نہیں دیا جاتا ہے۔
 — حالانکہ یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ صحابہ کرام کو ڈیو کر مہی کے لفظ کا بھی علم نہیں
 تھا۔ اور وہ صرف نظام شوریٰ سے باخبر تھے جس کا اطلاق ابو بکر کے انتخاب پر بھی
 نہیں ہو سکا اس لئے کہ سقیفہ میں جمع ہونے والے افراد کے پاس امت کی نمائندگی
 کی کوئی سند نہیں تھی۔

آج یہ نص خلافت کے منکر اس بات پر ناز کرتے ہیں کہ دنیا میں ڈیو کر مہی
 کی ابتداء اسلام سے ہوئی ہے اور اس کا پہلا تجربہ سقیفہ بنی ساعدہ میں ہوا ہے۔
 اور یہ وہی اجتہاد ہے جو نص کے مقابلہ میں لایا گیا تھا اور اس کے ذریعہ اسلام
 کو مغربی انکار سے قریب تر کر دیا گیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں آج تک مغربی مالک
 انہیں ترقی پسند قرار دیتے ہیں۔ اور ان کے اسلام کو سہولت اور آسانی کا اسلام:
 قرار دیتے ہیں۔ اور نصوص الہیہ پر عمل کرنے والوں کو مشدد اور بنیاد پرست جیسے
 القاب سے نوازا جاتا ہے اور شیعوں کا تعلق اسی دوسری قسم سے قرار دیا جاتا
 ہے جو حکم الہی اور شوریٰ کا فرق جانتے ہیں اور شوریٰ کا عمل وہاں قرار دیتے
 ہیں جہاں کوئی نص موجود نہ ہو۔ ورنہ نص کے ہوتے ہوئے کسی شوریٰ کی کوئی
 گنجائش نہیں ہے۔

کیا آپ نہیں دیکھتے ہیں کہ رب کریم نے خود رسول اکرم کا انتخاب کرنے
 کے بعد ان سے فرمایا تھا کہ اپنے معاملات میں ان سے مشورہ کیا کرو (آل عمران ۱۵۹)
 اور قائدین بشریت کے انتخاب کے بارے میں فرمایا تھا کہ تمہارا پروردگار جو چاہتا
 ہے پیدا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اختیار کرتا ہے تمہیں انتخاب کرنے کا کوئی حق
 نہیں ہے۔ (قصص ۶۸)

اور اسی بنا پر شیعہ حضرات علیؑ کی خلافت اور امامت کے قائل ہیں اور دوسرے

صحابہ پر تنقید کرتے ہیں اور وہ بھی انہیں صحابہ پر تنقید کرتے ہیں جنہوں نے نص کو اجتہاد سے بدل دیا ہے اور حکم خدا و رسول کو ضائع کر دیا ہے اور اسلام میں ایسا رخصہ پیدا کر دیا ہے جو پر ہونے والا نہیں ہے۔

اور ہم دیکھتے ہیں کہ مغربی حکومتوں اور ان کے مفکرین شیعوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور تعصب کا الزام دیکر رجعت پسند قرار دیتے ہیں کہ وہ قرآن کریم کی طرف رجوع کر کے چور کے ہاتھ کاٹنے کے قائل ہیں اور زنا کار کے سنگسار کرنے کے قائل ہیں۔ اور پھر راہ خدا میں جہاد کو فردی سمجھتے ہیں جو ان لوگوں کی نگاہ میں دشت اور بربریت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

مجھے اسی تحقیق کے دوران یہ بھی معلوم ہوا کہ اہلسنت نے دوسری صدی ہجری سے اجتہاد کا دروازہ کیوں بند کر دیا تھا اور شیعوں کے یہاں یہ دروازہ آج تک کیوں کھلا ہوا ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ اہلسنت نے نص کے مقابلہ میں اجتہاد کا دروازہ کھول کر ان مصائب اور خونریز جنگوں کا سامنا کیا ہے جہاں خیرامت باہم دست و گریباں رہنے والی امت میں تبدیل ہو گئی اور سامراجیت کا دور دورہ ہو گیا قبائلی نظام رائج ہو گیا۔ اور اسلام جاہلیت میں تبدیل ہو گیا۔ جس کے بعد اس سلسلہ کا رد کتنا ضروری ہو گیا۔ لیکن شیعوں کے یہاں یہ دروازہ اس وقت تک کھلا رہیگا جب تک نصوص باقی ہیں اور آیات و احادیث کا وجود قائم ہے اس لئے کہ ان کے یہاں اجتہاد ان نصوص کے مفہوم کے ادراک کا نام ہے ان سے مقابلہ کرنے کا نام نہیں ہے۔

اس بحث سے یہ بھی اندازہ ہو گیا کہ اہلسنت نے سنت نبوی کے لکھنے و دکنے کی بنا پر اپنے کو اکثر معاملات میں بے سہارا پایا۔ اور تعجب میں قیاس و رائے استساق اور سد باب ذرائع وغیرہ کا سہارا لینا پڑا لیکن شیعوں کو اس لاوارثی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اور انہوں نے حضرت علی کی شخصیت کو اپنا مرکزِ شریعت قرار دیا

جو باب مدینہ علم منیر تھے اور ان کا مسلسل اعلان تھا کہ جو چاہو دریافت کرو کہ مجھے رسول اکرمؐ نے علم کے ہزار باب تعلیم کئے ہیں اور میں نے ہر باب سے ہزار باب کھولے ہیں۔ (تاریخ دمشق ابن عساکر ۲/۴۸۵، مقتل الحسین خوارزمی، ۳۳، الغدير ۳/۳۱۱) غیر شیعہ افراد نے معاویہ کے گرد حلقہ باندھا تھا جس کے پاس سنت رسولؐ کا علم نہ ہونے کے برابر تھا۔ اور وہ امیر المؤمنین حضرت علیؑ کے بعد باغیوں کا امام ہونے کے لئے امیر المؤمنین بھی بن گیا تھا۔ اور اس نے اپنے پیش رو افراد سے زیادہ نصوص کے مقابلہ میں اجتہاد کیا تھا اور اہلسنت اسے کاتب دجی اور عالم مجتہد کا ہی درجہ دیتے رہے۔ حالانکہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ شخص کس طرح مجتہد قرار دیا جاسکتا ہے جس نے فرزند رسولؐ سردار جوانان بنت امام حسن کو زہر دیا ہو اور ان کی زندگی کا خاتمہ کر دیا ہو — مگر یہ کہ اسے بھی اجتہاد قرار دیا جائے اور خطائے اجتہادی کا درجہ دیدیا جائے۔

بھلا معاویہؓ کبھی مجتہد ہے کہ اس نے جبر و قہر کے ساتھ اپنے لئے اور پھر اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت حاصل کی اور نظام شوریٰ کو قیصریت میں تبدیل کر دیا۔ اور حضرت علیؑ اور اہلبیت کرامؑ پر منبروں سے ۴۰ سال تک لعنت کرائی۔ مگر یہ کہ اسے بھی اجتہاد قرار دیدیا جائے۔

آخر معاویہ کو کاتب دجی کس اعتبار سے قرار دیا جاتا ہے جبکہ دجی کا سلسلہ ۳۴ سال تک جاری رہا اور معاویہ اس میں سے ۲۱ سال مشرک رہا اور پھر فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوا اور کسی روایت میں نہ معاویہ کے مدینہ میں رہنے کا ذکر ہے اور نہ رسول اکرمؐ کے فتح مکہ کے بعد مکہ میں قیام کرنے کا تذکرہ ہے۔ تو کیا کاتب دجی ایسا ہی انسان ہوتا ہے؟ فلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

یہاں سوال اپنے مقام پر قائم ہے کہ ان دونوں فرقوں میں کون سی پرچہ

اور کون باطل پر۔ علیؑ اور ان کے ساتھی ظالم اور باطل پر ہیں۔ یا معاویہ اور اس کے پیروکار ظالم اور باطل پر ہیں؟

حقیقت امر یہ ہے کہ رسول اکرمؐ نے ہر مسئلہ کو واضح کر دیا تھا لیکن اہلسنت و سنت کے اتباع کا دعویٰ کرنے کے باوجود انحراف سے کام لیتے ہیں اور مجھ پر بحث و تحقیق سے بات واضح ہو چکی ہے کہ معاویہ سے دفاع کرنے والے بنی امیہ اور ان کے پیروکار ہیں جن کا سنت رسولؐ سے کوئی تعلق نہیں ہے خصوصاً اگر ان کے موافق اور حرکات کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہو گا کہ ان افراد کو شیعیان علیؑ سے نفرت ہے اور یہ عاشورا کو عید کا درجہ دیکر ان معاویہ سے دفاع کرتے ہیں جنہوں نے رسول اکرمؐ کو زندگی میں اور مرنے کے بعد ہر حال میں اذیت دی تھی۔ اور ان کی غلطیوں کو صحیح قرار دیکر ان کے اعمال کی توجیہ و تاویل کرنا چاہتے ہیں۔

میں اپنے برادران اہلسنت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر آپ کس طرح علیؑ اور اہلبیت سے محبت کرتے ہیں جب کہ ان کے دشمنوں اور قاتلوں کو بھی رضی اللہ عنہ کے لفظ سے یاد کرتے ہیں۔ آپ کس طرح اللہ اور رسولؐ سے محبت کرتے ہیں جب کہ ایسے لوگوں سے دفاع کرتے ہیں جنہوں نے احکام خدا و رسولؐ کو بدل دیا اور احکام الہیہ کے معاملہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کیا۔

آپ ان لوگوں کا کس طرح احترام کرتے ہیں جنہوں نے رسول اکرمؐ کا احترام نہیں کیا۔ اور انہیں ہذیان گو قرار دیدیا۔ اور ان کے فیصلوں کو ٹھکرایا۔ آپ ان ائمہ کی کس طرح تقلید کرتے ہیں جنہیں اموی اور عباسی حکمرانوں نے سیاسی اغراض کے تحت امام مقرر کیا تھا۔ اور پھر ائمہ طاہرینؑ کو نظر انداز کر دیتے ہیں جبکہ نام اور ان کے تعداد کی وضاحت خود رسول اکرمؐ نے فرمائی تھی۔ (صحیح بخاری ج ۱، ص ۱۱۹، صحیح مسلم ج ۱، باب الناس تبع لقریش یا بیح المودۃ، مقدازی حنفی)

آپ ان ائمہ کی تعلید کرتے ہیں جنہیں نبی کریم کا مکمل عرفان حاصل نہیں تھا اور باب مدینۃ العلم کو ترک کر دیتے ہیں جو ان کے لئے دیا ہی تھا جیسے جناب موسیٰ کے لئے ہارون؟

پھر آخر یہ اہلسنت والجماعت کی اصطلاح کا موجد کون ہے؟
میں نے تاریخ میں بہت جستجو کی ہے تو اس قدر ملا کہ جس سال معاویہ نے حکومت پر قبضہ کیا ہے اسے "عام الجماعتہ" کہا جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ عثمان کے بعد امت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی، شیعینان علیؑ اور اتباع معاویہ۔ اور پھر امام علیؑ کی شہادت کے بعد معاویہ نے امام حسنؑ سے صلح کر کے اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ اور اس سال کا نام عام الجماعتہ رکھ دیا۔ جس کا مطلب یہ ہے اہلسنت والجماعتہ کا مفہوم معاویہ کی سنت کے ماننے والے اور اس کی حکومت پر اجتماع کرنے والے ہیں اس کا سنت رسولؐ سے کوئی تعلق نہیں ہے ورنہ سنت رسولؐ کو ان کی اولاد اور ذریت سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے کہ گھر کی بات گھر والے ہی بہتر سمجھتے ہیں اور اہل مکہ اپنے گھایوں سے بہتر واقف ہیں۔

لیکن افسوس کہ ہم نے ائمہ اثناعشر کی مخالفت کی جتنکے بارے میں سوال کیا نے نفس فرمائی تھی اور ان کے دشمنوں کا اتباع کر لیا۔ جب کہ ہم ان روایات کا بھی اقرار کرتے ہیں۔ جہیں رسولؐ اگر ٹپٹے صاف صاف اعلان فرمایا ہے کہ میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے اور سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ لیکن ہمارے برادران اہلسنت چار ہی خلیفہ پر رک جاتے ہیں۔

شاید معاویہ ہی نے ہمیں اہلسنت والجماعت کا نام دیا تھا تو اس کا کام مقصد مست علیؑ کی سنت تھی جس کا سلسلہ ۶ برس تک جاری رہا اور جیسے عین عہد العزیز کے علاوہ کوئی نہ روک سکا اور اس نے بھی روک دیا تو بعض مورخین کے

۲۳۴

بیان کے مطابق بنی امیہ ہی نے اس کے قتل کی سازش کی تھی تو صرف اس لئے کہ اس نے سنت یعنی حضرت علیؓ بن ابی طالب پر لعنت کو بند کر دیا۔

برادران اسلام آئیے خدا کی ہدایت کا سہارا لیکر۔ حقیقت کو تلاش

کریں۔ ہم سب بنی امیہ اور بنی عباس کے بارے ہوئے ہیں اور ایک تاریک تاریخ کے شہید ہیں۔ ہیں اس جو د فکری نے تباہ کر دیا ہے جسے ہمارے بزرگوں نے ہمارے سروں پر مسلط کر دیا ہے۔ ہم اس کو د فریب کے شہید ہیں جس کا سلسلہ معاویہ، عمرو عاص، میسرہ بن شعبہ وغیرہ نے جاری کیا تھا۔

آئیے اسلامی تاریخ کا واقعی مطالعہ کریں اور حقائق کا پتہ لگائیں تاکہ دہرے اجر کے حقدار بنیں۔ شاید خدا ہمارے ذریعہ اس یتیم اور ۳۷ فرقوں میں بٹی ہوئی امت پر رحم کر دے۔ اور ہم اسے توحید و رسالت اور اتباع الہیت کے پرچم تلے جمع کر سکیں جن کے بارے میں حضور اکرم کا ارشاد ہے کہ ان سے آگے نہ بڑھو کہ ہلاک ہو جاؤ گے اور ان سے الگ بھی نہ رہ جاؤ کہ تباہ ہو جاؤ گے۔ انہیں تعلیم دینے کی کوشش نہ کرو کہ یہ تم سے بہتر جاننے والے ہیں۔ (درمنثور ۲: ۱۷۱، اسد الغابہ ۳: ۱۳۷، صواعق مہرۃ ۱۴۸، ینایع الودۃ ملا، ۳۳۵، کنز العمال ۱۶: ۱۶۱، مجمع الزوائد ۹: ۱۶۳) اگر ہم نے یہ کام انجام دے لیا تو خدا اپنے غضب کو بطرف کر دے گا اور ہمارے خوف کو امن میں تبدیل کر دے گا۔ ہیں زمین میں اقتدار عنایت کریگا اپنی خلافت سے نوازے گا اور اپنے ولی خاص امام مہدیؑ کو ظاہر کر دے گا۔ جس کے بارے میں رسول اکرمؐ کا وعدہ ہے کہ وہ ظلم و جور کا خاتمہ کر کے عدل و انصاف کی حکومت قائم کر دے گا۔

اجنبائِ کیلئے دعوت فکر و نظر

درحقیقت عقیدہ کی تبدیلی سے میری روحانی سعادت کا آغاز ہو گیا تھا اور میں اپنے ضمیر کو مطمئن اور اپنے دل کو مذہب حق یا حقیقی اسلام کے لئے کشادہ پانے لگا تھا۔ میرے دل میں فرحت و مسرت اور افتخار و انبساط کا دور دورہ تھا۔ کہ پروردگار نے مجھے ہدایت اور رشاد کی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے اور اب میرے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ میں اپنے دل میں کدوئیں لینے والے جذبات کو پوشیدہ رکھ سکوں اور حقیقت کے ادراک پر خاموش رہ جاؤں۔ چنانچہ میرے دل نے آواز دی کہ حقیقت کا اظہار ضروری ہے اور ”نعمت خدا کا بیان انسانیت کی ذمہ داری ہے“ اور یہی دنیا و آخرت کی سب سے بڑی سعادت ہے اور نیک بنتی ہے۔ درنہ ”حق کے معاملہ میں خاموش رہ جانے والا گوشتِ شیطان کہا جاتا ہے“ اور حق کے بعد گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اور جس چیز نے میرے اس شعور کو مزید یقین عطا کیا وہ رسول اکرم اور اہلبیت طاہرین سے محبت رکھنے والوں سے اہلسنت کی برأت و بیزاری کا سلسلہ تھا۔ چنانچہ میں نے چاہا کہ تاریخ کے تانے بانے بکھیر دیئے جائیں اور حقیقت کے چہرہ کو بے نقاب کر دیا جائے تاکہ لوگ حق کا اتباع کر سکیں اور ان پر نعمت خدا کی تکمیل ہو جائے جس طرح کہ خود میں بھی انہیں حالات سے گزر رہا ہوں ”پہلے تم بھی اسی طرح تھے وہ تو تمہارے اوپر احسان کر دیا ہے“ (نساء ۹۴)

چنانچہ میں نے اپنے ساتھ کام کرنے والے چار استادوں کو اس امر کی طرف دعوت دی جن میں سے دو تربیت دینا کے استاد تھے اور ایک عربی ادب

استاد تھا۔ اور ایک اسلامی فلسفہ کا، ان میں سے کوئی ایک بھی قفسہ کا رہنے والا نہیں تھا بلکہ تیونس، الجزائر اور سوڈان وغیرہ کے رہنے والے تھے۔ میں نے ان سے بھی یہ مطالبہ کیا کہ میرے ساتھ اس اہم اور خطرناک بحث میں حصہ لیں اور میں نے اس طرح اظہار کیا کہ میں بعض مفہیم کے ادراک سے قاصر ہوں اور بعض مسائل میں تشکیک کا شکار ہوں لہذا یہ حضرات میرے اس شک کا علاج کریں۔ چنانچہ سب نے کام تمام کرنے کے بعد میرے گھر آنے کا وعدہ کر لیا اور میں نے مطالعہ کے لئے ”کتاب المراجعات“ ان کے حوالے کر دی اس اظہار کے ساتھ کہ اس کے مصنف نے عجیب و غریب قسم کے دعویٰ کئے ہیں۔ چنانچہ تین افراد نے اس کتاب کو بید پسند کیا۔ اور چونکہ نے چار پانچ نشستوں کے بعد ہم سے قطع تعلق کر لیا اور یہ کہا کہ ”عرب چاند پر کندھانے کی فکر میں ہیں اور تم اسلامی خلافت کے بارے میں بحث کر رہے ہو“ ایک ہفتہ تک اس کتاب پر بحث کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ ان میں سے تین افراد راضی ہو کر آگئے۔ اور میں نے منزل حقیقت تک پہنچنے میں ان کی ہر کمانی مدد بھی کی کہ یہ کام میرے لئے آسان ہو چکا تھا اور میں وسعت مطالعہ کی بنا پر قریب ترین راستہ سے حق تک پہنچانے کا کام انجام دے سکتا تھا۔ میں نے ہدایت کی شری کو سوس کر لیا تھا اور میں مستقبل کے بارے میں بہت کچھ خوش بین بھی تھا چنانچہ میں برابر قفسہ کے افراد کو مدعو کرتا رہا اور جن جن افراد سے صوفی حلقات یا مذہبی جلسات میں میرا رابطہ تھا سب کو اس مسئلہ پر غور کرنے کی دعوت دیتا رہا میں نے اپنے بعض شاگردوں کو بھی دعوت فکر دی اور خدا کا شکر ہے کہ سال تمام نہ ہونے پایا تھا کہ ہماری ایک بڑی جماعت تیار ہو گئی۔ جو اہمیت رسولؐ سے محبت کرنے والی اور ان کے دشمنوں سے نفرت کرنے والی تھی۔ ہم ان کی خوشی میں خوشی منانے لگے اور ایام عاشورا میں مجالس عزا قائم کرنے لگے۔

میں نے اپنے ہدایت یافتہ ہونے کی خبر سب سے پہلے امیر الخوئیؒ اور امیر محمد باقر الصدرؒ کو دی جب میں نے امیر غدیر کی مناسبت سے قفسہ میں پہلی مرتبہ بحث کا انعقاد کیا اور ہر خاص و عام میں اس امر کی شہرت ہو گئی کہ میں نے مذہب شیعہ اختیار کر لیا ہے اور آل رسولؐ کی پیروی کی دعوت دے کر کہا ہوں جس کے بعد الزامات اور تہمتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور مجھے اسرائیل کا جاسوس قرار دیا جانے لگا کہ میں لوگوں کے دین میں تشکیک کرتا ہوں اور صحابہ کرام کو گایاں دیتا ہوں اور قوم میں فتنہ و فساد پیدا کر رہا ہوں۔

میں نے تیس میں اپنے دو دوست راشد الغنوش اور عبد الفتاح تود سے ملاقات کی جن سے میرا جھگڑا شدید ہو چکا تھا۔ اور ایک دن جب میں بغداد الفتح کے گھر میں بحث کے دوران یہ کہہ دیا کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمیں اپنی تاریخ اور اپنی کتابوں پر نظر ثانی کرنا چاہیے۔ اور ان کے مندرجات پر غور کرنا چاہیے بحال کے طور پر بخاری میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جنہیں نہ عقل قبول کرتی ہے اور نہ دین۔ تو دونوں کو بھد غصہ آیا اور انہوں نے کہا کہ آپ کی حقیقت کیا ہے کہ آپ بخاری پر تنقید کریں گے۔ میں نے بہت چاٹا کہ وہ میری تحقیق میں شریک ہو جائیں لیکن انہوں نے یہ کہہ کر نظر انداز کر دیا کہ اگر آپ شیعہ ہو گئے ہیں تو ہم آپ کے ساتھ آئیں ہیں اور ہمارے پاس اس سے زیادہ اہم یہ سلسلہ ہے کہ ہم ایسی حکومت کا مقابلہ کریں جو اسلام پر عمل نہیں کرتی ہے۔ میں نے کہا کہ اس کا فائدہ کیا ہے اگر حکومت آپ حضرات کے ہاتھ میں آگئی تو آپ اس سے بدتر اقدامات کریں گے اور آپ کو خود بھی حقیقت اسلام کا علم نہیں ہے اور نہ تحقیق کرنا چاہتے ہیں جس پر وہ حضرات بیزار ہو کر چلے گئے اور اس کے بعد ہمارے خلاف پروپیگنڈے اور تحقیر شروع ہو گئے اور افغان المسلمین نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ میں حکومت کا ایجنٹ ہوں اور مسلمانوں کو

شک مبتلا کر کے اس تحریک سے الگ کرنا چاہتا ہوں جو حکومت سے مقابلہ کے لئے چلائی جا رہی ہے اور اس طرح میں ان نوجوانوں سے بالکل الگ ہو گیا جو انخوان المسلمین کی تحریک کے ساتھ کام کر رہے تھے۔ اور ان شیوخ سے بھی کٹ کر رہ گیا جو صوفی طریقوں کو اپنائے ہوئے تھے اور میری زندگی انتہائی سخت ہو گئی کہ ہم اپنے دیار میں بھی غریب الوطن ہو گئے اور اپنے عشیرہ اور قبیلہ میں بھی اجنبی معلوم ہونے لگے۔

یہ تو خدا کا فضل و کرم تھا کہ اس نے ہمیں دوسرے رفتار و احباب دیئے اور ہمارے پاس دوسرے شہروں سے نوجوان آنے لگے۔ اور حقائق کاظم حاصل کرنے لگے۔ اور اس کے نتیجے میں راہ حق پر آنے لگے کہ میں نے ان کو مطمئن کرنے میں اپنا سارا زور صرف کر دیا۔ اور اس طرح دارالحکومہ، اور قیران، اسوسہ، سیدی بوزہ وغیرہ میں مومنین کی ایک جماعت تیار ہو گئی۔ پھر میں نے گرمی کی تعطیل میں عراق کے سفر کے دوران یورپ میں فرانس وغیرہ میں اپنے بعض اصحاب سے ملاقات کی اور انہیں صورت حال سے آگاہ کیا تو بھلا اللہ وہ بھی راہ راست پر آ گئے۔

میں اپنی فرست و دست کا اندازہ نہیں کر سکتا تھا۔ جب میں نے بھٹا شرف میں السید محمد باقر الصدر سے ملاقات کی اور انہوں نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے علماء و افاضل کی جماعت سے میرا تعارف اس طرح کر لیا کہ ”یہ شخص تیونس میں مذہب آل محمد اور تشیع کا پہلا بیج اور سنگ بنیاد ہے۔ اور اس کے بعد اس امر کا اظہار فرمایا کہ جب میں نے انہیں پہلی مرتبہ منعقد ہونے والے جشن غدیر اور اپنے تشیع کے ساتھ اپنے اوپر ہونے والے حملوں اور عائد کئے جانے والے الزامات سے باخبر کیا تھا تو انہوں نے کافی گرمیہ فرمایا تھا۔ اور پھر ہم سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا کہ ”مشتقوں کو برداشت کرنا ضروری ہے کہ اہلبیت کا راستہ انتہائی دشوار اور مشکل ہے۔ ایک شخص سرکارِ دو عالم کی

خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ امتحانات کی کثرت کے لئے آمادہ ہو جا۔ اس نے کہا کہ میں آپ کے ابن عم علی بن ابی طالب کو بھی دوست رکھتا ہوں۔ فرمایا کہ کثرت اعداء کے لئے بھی آمادہ ہو جا۔ اس نے کہا کہ میں آپ کے فرزند حسن و حسین کو بھی دوست رکھتا ہوں۔ فرمایا فقر و بلاء کے لئے بھی تیار ہو جا۔ اور ہم نے حق و حقیقت سے دفاع کرنے میں کیا دیا ہے۔ جس طرح کہ امام حسینؑ نے اس کی قیمت اپنے خون سے ادا کی ہے اور اپنے اصحاب و اقرباء کی قربانی دی ہے اور ان کے شیعہ تاریخ کے ہر دور میں اور آج بھی اپنی نجات کی قیمت ادا کر رہے ہیں لہذا عزیز من راہ خدا میں قربانی اور مصائب کا برداشت کرنا ضروری ہے کہ اگر خدا نے تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت دیدی تو دنیا اور مافیہا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔

جناب بیدالصدر نے مجھے یہ بھی نصیحت کی خبردار گوشہ نشین ہو کر نہ بیٹھ جانا۔ اور اپنے احباب سے تعلقات کو بہر حال برقرار رکھنا اگرچہ وہ تم سے دور رہ جائیں گے لیکن نماز انہیں کے ساتھ پڑھنا تاکہ قطع تعلق نہ ہونے پائے۔ اور عوام الناس کو یہ تصور سمجھنا کہ یہ سب پر و پیکند ہے اور تحریف شدہ تاریخ کے مارے ہوئے ہیں ”اور یہ انسان کی فطرت ہے کہ جس چیز کو نہیں جانتا ہے اس کا دشمن ہو جاتا ہے۔

اسی طرح الید الخوی نے بھی مجھے یہ نصیحت فرمائی اور الید محمد علی علیہ السلامؑ الیکم بھی برابر اپنے خطوط میں ایسی ہی نصیحتوں سے سرفراز فرماتے رہے جس سے میرے ہم مسلک افراد نے کافی فائدہ اٹھایا۔

میں نے نجف اشرف اور علماء نجف اشرف کی مختلف مناسبات میں بار بار زائر

کی ہے اور میں نے یہ طے کر لیا تھا کہ ہر سال گرمیوں کی چھٹی سازاد امام علیؑ کی بارگاہ میں گزاردوں گا اور الید محمدیہ قراصلہ کے درس میں حاضر ہوتا رہوں گا کیونکہ ان سے میں نے بہت کچھ سیکھا تھا۔ اور ان کی صحبت نے مجھے سجدہ فائدہ پہنچایا تھا جس طرح کہ میں نے یہ بھی طے کر لیا تھا کہ بارہ اماموں کی زیارت کا شرف بھی حاصل کروں گا چنانچہ خدا کا شکر ہے کہ میری یہ آرزو بھی پوری ہو گئی اور میں نے امام ضیاء کی بھی زیارت کر لی جن کا مزار مقدس روس کی سرحد کے قریب مشہد (ایران) میں ہے اور وہاں بھی میں نے بہت سے علماء سے ملاقات کی ہے اور ان سے علمی استفادہ کیا ہے۔

جس طرح کہ میرے مقلد الید الخوئی نے مجھے خمس و زکوٰۃ کے اموال میں تصرف کرنے کی وکالت بھی دیدی ہے جس کے نتیجہ میں میں نے اپنے براءوران کی کافی خدمت کی ہے اور ان کے واسطے برابر کتابیں وغیرہ فراہم کرتا رہا ہوں اور ایک عظیم مکتبہ بھی قائم کر دیا ہے جس میں فریقین کی تمام کتابیں اور تحقیق کا سارا مواد موجود ہے۔ اس مکتبہ کا نام "مکتبہ اہل البیت" ہے اور اس نے کافی افراد کو ہدایت کا راستہ دکھلایا ہے۔

رب کریم نے میری فرست و مسرت کو اس وقت اور ودیالا کر دیا جب تقریباً ۱۵ سال قبل قفقہ کی بلدیہ کے کاتب عام کو یہ توفیق حاصل ہوئی کہ اس نے میری خواہش پر میرے مکان کے راستہ کا نام "شارع الامام علیؑ بن ابیطالب" رکھ دیا۔ اب میرا فرض ہے کہ میں اس کی اس عنایت کا شکریہ ادا کروں کہ وہ باعمل مسلمانوں میں ہے اور اسے ایام علیؑ کے کافی محبت ہے اور ان کی طرف کافی رجحان رکھتا ہے۔ میں نے اسے بھی کتاب "المرابعات" دی ہے اور وہ میرے ساتھیوں کے ساتھ کافی محبت اور احترام کا برتاؤ کرتا ہے۔ خدا سے جزائے خیر

کے برابر اس مرتبہ بھی ایک ٹکڑا اگل کر چلا گیا۔ اس طرح اس پرندے نے یہ عمل چار دفعہ انجام دیا۔ اس طرح یہ پورے جسم انسانی کو اگل کر چلا گیا۔ یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ ان ٹکڑوں میں حرکت ہوئی اور یہ سب ٹکڑے آپس میں مل کر ایک مکمل انسان کی صورت اختیار کر گئے۔ یہ ذلیل شخص اپنی طرف دیکھ رہا تھا کہ اس ہی دوران وہ ہیبت ناک پرندہ پھر آگیا اور اپنی چوٹی سے اس کا مخوس انسانی جسم کا ایک چوتھائی حصہ الگ کر دیا اور پھر فضا میں اڑ گیا۔ یہ عمل اس نے چار دفعہ کیا۔ اور ہر حصہ ایک حصہ جسم سے الگ کر دیتا تھا جس کو اپنے ساتھ لے جاتا تھا۔ باقی حصہ تڑپتا رہتا تھا۔ راہب کہتا ہے کہ میں اس عجیب و غریب منظر کو دیکھ کر بہت گھبرایا اور ڈر بھی گیا۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کاش یہ شخص جب مکمل انسان ہو اور میں اس سے اس کی اس عبرتناک سزا کے متعلق معلوم کرنا کہ تو کون ہے اور تجھ کو کیوں اس طرح کی سزا دی جا رہی ہے اور تو کیوں اس عذاب الیم اور عتاب عظیم کا باعث ہے۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ اسی جانور نے بدستور سابق چوتھائی بدن کو قے کر کے نکالا اور چاروں ٹکڑے باہم مل کر پورے بدن کی شکل میں مکمل ہو گئے۔ میں فوراً اس کے جسم کے پاس پہنچ گیا۔ اور اس کا حال دریافت کیا۔ اس ذلیل انسان نے جواب دیا میں دنیا کا وہ بدترین انسان عبدالرحمن ابن ملجم ملعون ہوں جس نے رسول آخر الزماں صلعم کے وصی حضرت علی ابن ابی طالب کو بے گناہ شہید کر دیا ہے۔ اسی روز سے پروردگار عالم نے یہ خوفناک پرندہ مجھ بدنصیب پر تعینات کر دیا ہے اور مسلسل اس ہی طرح عبرتناک عذاب میں اسی روز سے مبتلا ہوں۔ یہ پرندہ ہر روز کئی دفعہ اسی طرح مجھ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنی

چونچ سے قتل کر دیتا ہے پھر ایک ایک ٹکڑے کو ٹگل کر دوسری جگہ لے جا کر
قے کر دیتا ہے۔ جب چاروں ٹکڑے مکمل ہو جاتے ہیں تو اسی حالت کے
ساتھ مار ڈالتا ہے۔ مجھ کو ایسا لگتا ہے کہ قیامت تک اسی طرح ذلیل اور
عبرت ناک سزا ملتی رہے گی۔

آپ کی ولادت سے قبل کا معجزہ

صاحب، بحار الانور تحریر فرماتے ہیں کہ جب امیر المومنین بطنِ مادر میں تھے
اور جناب رسول خدا آپ کی والدہ کے پاس آتے تھے تو آپ رسول اللہ کی
تعظیم کیلئے کھڑی ہو جاتی تھیں۔ جناب رسول مقبول نے کہا کہ اے چچی آپ
بزرگ ہو کر میری تعظیم کے لئے کیوں کھڑی ہوتی ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ
جب آپ آتے ہیں تو یہ بچہ جو میرے شکم میں ہے مجھے کھڑے ہونے پر مجبور
کر دیتا ہے۔

زمانہ رسول میں آپ کے معجزات

۱۔ واقعہ یساطہ: اصحاب کہف کی باستہ اکثر صحابہ دریافت کیا کرتے تھے اور
جگہ دیکھنے کی خواہش کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک شخص ایران سے ایک
قالین لایا اور حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ قالین کے آتے ہی آپ نے حسب
ذیل صحابہ کو طلب فرمایا۔ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، انس بن مالک، سلمان
فارسی، ابوذر غفاری، اور حضرت عثمان۔ جب یہ لوگ آگئے تو آپ نے ارشاد
فرمایا کہ یا علی اس قالین پر بیٹھ جاؤ۔ اس کے بعد حضرت علی سے ارشاد فرمایا
کہ یا علی ان لوگوں کو اصحاب کہف کے رہنے کا مقام دکھاؤ۔ آپ قالین پر
تشریف لائے اور کچھ کلمات پڑھے۔ کلمات کا پڑھنا تھا کہ ہوانے جھک کر قالین

کو اپنے دوش پر اٹھالیا اور قالین فضا میں اڑتا ہوا ایک مقام پر پہنچا۔ آپ نے پھر کچھ کلمات بڑھے اور قالین زمین پر اتر گیا۔ آپ نے لوگوں سے کہا دیکھو یہ غار ہے جس میں اصحاب کھف محو خواب ہیں تم لوگ جا کر ان کو سلام کرو۔ لوگ باری باری غار کے پاس گئے اور سلام کیا۔ لیکن جواب نہ ملا۔ تب ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے سلام کا جواب ہی نہیں آیا۔ اب آپ جا کر سلام کریں۔ آپ غار کے قریب گئے اور فرمایا اے خاصانِ خدا تم پر میرا سلام ہو۔ وہاں سے جواب آیا اے ولیِ خدا و وصیِ رسول ہمارا آپ پر سلام ہو۔ لوگوں نے اعتراض کیا کہ ہمارے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا۔ جبکہ آپ کے سلام کا جواب دیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ ان ہی سے دریافت کرو۔ لوگوں نے کہا کہ جب ہمارے سلام کا جواب نہیں دیا تو بات کا جواب کیوں دیں گے۔ آپ ہی دریافت فرمائیں۔ آپ پھر غار کے پاس گئے اور کہا کہ اے خاصانِ خدا یہ اصحابِ رسول جو میرے ساتھ آئے دریافت کرتے ہیں کہ آپ لوگوں نے ان کے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا۔ انھوں نے جواب دیا۔ ہم کو سوائے نبی یا وصی رسول خلیفۃ اللہ کے اور کسی سے بات کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ وصی رسول خلیفۃ اللہ ہیں۔ اس کے بعد سب لوگ قالین پر بیٹھے اور آپ نے ہوا کو حکم دیا قالین فضا میں بلند ہوا اور مدینہ میں مسجد نبوی کے باہر اتر گیا۔ وہ عصر کا وقت تھا۔ رسول خدا نماز پڑھا رہے تھے۔ پہلی رکعت تھی۔ اور آپ سورۃ کھف کی تلاوت فرما رہے تھے جب نماز ختم ہوئی تو آپ نے دریافت حال کیا۔ سننے کے بعد آپ نے انس بن مالک سے کہا کہ دیکھو اس بات کو یاد رکھنا۔ ایک وقت میں علیؑ کو اس کی ضرورت ہوگی۔ چنانچہ کوفہ میں

جب حضرت امیرالمومنینؑ نے واقعہ عزیر کے متعلق سوال کیا اور تمہیں آدمیوں نے واقعہ کی گواہی دی اس وقت اُس موجود تھے آپ نے کہا اُس تم خاموش کیوں ہو۔ حالانکہ تمہارے سامنے دو واقعہ پیش آئے۔ ایک اصحاب کہف کا اور دوسرا عزیر کا۔ تو انہوں نے کہا کہ مجھے ضعیفی کی وجہ سے یاد نہیں۔ آپ نے فرمایا اُس تم نے میرے حق کو پوشیدہ کیا ہے۔ یاد رکھو کہ تم حرام میں مبتلا ہو کر مرو گے۔ کوئی تمہاری پیاس نہ بجھا سکے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ حرام میں مبتلا ہوئے اور آخر وقت پیاس پیاس کی صدا لگاتے تھے۔ جب پانی پیتے تو قے ہو جاتی اور پھر پیاس کی شدت سے تھپتے اور اسی حالت میں مرے۔ اس کو حجاب سید مرتضیٰ نے اور حجاب تجار نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔

۲۔ جبرائیل امینؑ کا انکی تعظیم کرنا: ایک مرتبہ جبرائیل امینؑ خدمت رسولؐ میں تشریف رکھتے تھے کہ امیرالمومنینؑ تشریف لے آئے تو جبرائیل فوراً تعظیماً اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ رسول اکرمؐ نے دریافت کیا کہ تم نے اس جوان کی تعظیم کس وجہ سے کی تو جبرائیل نے کہا کہ اگر میں ان کی تعظیم نہ کرتا تو ناشکروں میں شمار ہوتا کیونکہ جس وقت خداوند عالم نے مجھے خلق کیا۔ اور مجھ سے سوال کیا تو میں جواب دینے سے عاجز رہا تو اس نو جوان نے عالم نور سے مجھے جواب تعلیم فرمائے جس کی وجہ سے میری یہ منزلت ہے۔

در خیر کا اکھاڑنا حملہ مورخین نے لکھا ہے جو آپ کا معجزہ تھا۔ لیکن اس سے زیادہ عجیب بات یہ تھی کہ لوگوں نے رسول خداؐ سے بیان کیا کہ جب دروازہ کا پل بنا کر فوج کو دوسری طرف اتار رہے تھے۔ اس وقت آپ کے قدم زمین پر نہ تھے۔ بلکہ ہوا میں معلق تھے۔ آپ نے جواب دیا کہ علیؑ کے پیر پر جبرائیل کے

پر تھے اور وہ ان کو بلند کئے ہوئے تھے۔

۴۔ آپ کا پتھر کو سونا بنادینا: جناب سترانی اپنی کتاب میں واقعات فضہ کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب جناب فضہ نے کیمیا سے لوہے کا سونا بنا کر پیش کیا تو آپ مسکرائے اور حکم دیا کہ وہ سلمنے پتھر بڑا ہے اٹھا لاؤ۔ جناب فضہ پتھر اٹھا لائیں۔ آپ نے اشارہ کیا وہ پتھر سونا ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے زمین کی طرف اشارہ فرمایا وہ شق ہوئی تو فضہ نے دیکھا کہ سونے کی نہر جاری ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہم کو اس کو ضرورت نہیں ہے۔ پتھر اور تختی نہر میں ڈال دو۔ پھر آپ نے زمین کی طرف اشارہ فرمایا وہ برابر ہوئی۔ کتاب فقیہ میں یہ واقعہ تفصیلاً درج ہے۔ اسی قسم کا واقعہ جناب عمار یا سر کے ساتھ پیش آیا جبکہ ان کو ایک یہودی کا قرضہ ادا کرنا تھا۔ اس وقت بھی آپ نے ایک بڑے پتھر کی طرف اشارہ کیا اور وہ سونا ہو گیا۔ جناب عمار کو جتنا قرضہ ادا کرنے کی ضرورت تھی اس میں سے لے لیا اور زمین پر پھینک دیا۔ آپ نے اشارہ کیا وہ پتھر پتھر ہو گیا۔ یہ واقعہ بھی کتاب عمار یا سر میں تفصیل سے لکھا جا چکا ہے۔

(۴) جب آپ بچہ تھے تو آپ کی والدہ آپ کو پارہ قماطہ میں باندھ کر مصروف کام ہوتی تھیں لیکن آپ اس پارہ قماطہ کو پھاڑ ڈالتے تھے اسکے بعد سے انہوں نے آپ کو پارہ قماطہ میں باندھنا چھوڑ دیا

۵۔ سلمان فارسی کا واقعہ: زمانہ رسول خدا میں ایک روز امیر المومنین نے جناب سلمان سے کچھ مزاج فرمایا۔ جناب سلمان فارسی نے کہا کہ میں آپ سے سن میں اتنا بڑا ہوں اور آپ مجھ سے مزاج فرماتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ اگر

تم مجھ سے سن میں بڑے ہو تو یہ بتاؤ کہ تم کو شیر سے کس نے بچایا تھا اور وہ نشانی جو میں نے تم کو دی تھی وہ تمہارے پاس فلاں جگہ رکھی ہے اسے لا کر دکھاؤ جب جناب سلمان فارسی نے پہچانا اور کہا بیشک آپ ہی تھے جس نے شیر سے بچایا تھا۔

(۶) نبی البلاغہ کے خطبہ قاسیہ میں آپ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ کے ہمراہ غار حرا میں ساتھ جاتا تھا جس روز آپ مبعوث بہ رسالت ہوئے تو میں نے ایک چیخ مانی۔ میں نے رسول خدا سے پوچھا۔ یہ چیخ کیسی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ شیطان کی چیخ تھی۔ کیونکہ آج وہ مایوس ہوا۔ بیشک جو میں دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو اور جو میں سنتا ہوں تم بھی سنتے ہو۔

○○○

بصرے کا غرق ہونا

نخ البلاغہ میں حضرت علی کا اہل بصرہ سے خطاب مرقوم ہے آپ نے فرمایا خدا کی قسم تمہارا شہر ضرور غرق ہوگا۔ گویا میں اس کی مسجد کو دیکھ رہا ہوں جیسے سفینے کا ابھرا ہوا سینیہ ہو یا کوئی شتر مرغ زمین پر بیٹھا ہو۔ تمہارے شہر کی زمین پانی سے قریب اور آسمان سے دور ہے۔ شرارت کے دس حصوں میں سے نو حصے اس کے پاس ہیں جو اس میں آگیا وہ اپنے گناہوں میں قید ہو گیا اور جو اس زمین سے نکل گیا۔ اس کو اللہ نے معافی دے دی گویا میں تمہاری اس بستی (شہر) کو دیکھ رہا ہوں۔ اس پر پانی یہاں تک چھا گیا ہے کہ مسجد کی عمارت کے اونچے حصے کے سوا کوئی چیز اس بستی کی دکھائی نہیں دیتی۔

بصرہ ساحل سمندر پر ہے اور اس کے لئے غرق ہونے کی پیش گوئی ہے۔ بعد میں یہ شہر پانی میں ڈوب گیا تھا۔

مرغابیوں کی اطاعت

براد ابن عاقب سے روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین تشریف فرما تھے کہ مرغابیوں کی ایک قطار پرواز کرتی ہوئی آپ کے سامنے سے گزری۔ جو نبی آپ مد مقابل آئے انھوں نے بولنا شروع کر دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہ تمہیں اور مجھے سلام کہہ رہی ہیں۔ منافقین نے جب یہ حرکت دیکھی تو آوازے کسنا شروع کر دیا جو با آپ نے فوراً اپنے غلام قنبر کو حکم دیا کہ ان مرغابیوں کو آواز دو کہ تمہیں امیر المومنین رسول اللہ کے بھائی بلاتے ہیں اب جیسے ہی مرغابیوں نے آواز سنی راہ بدل کر مڑیں اور پر جوڑ کر صحن میں آکر اپنے پوٹے

ٹیک دئے اور سب ایک جگہ جمع ہو گئیں۔ آپ نے ان سے باتیں کرنا شروع کیں وہ اپنی گردنیں لمبی کر کے سنتی رہیں۔ پھر آپ نے یہ حکم دیا کہ تم واپس چلی جاؤ تو وہ اٹھ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئیں۔

قابل غور ہے کہ پرندوں نے تو آپ کی بات کو سمجھ لیا مگر منافقین جو آپ کے پاس بیٹھے تھے وہ نہ سمجھ سکے اور دور جدید میں بھی یہی حال ہے کہ جو اطاعت کرتے ہیں مولا ان کی مشکل کشائی بھی فرماتے ہیں۔

آدھامنہ کالا

مختلف کتب میں یہ معجزہ درج ہے اس واقعہ کو ہاشمی نے بیان کیا کہ انھوں نے شام میں ایک شخص کو دیکھا جس کا آدھامنہ کالا تھا اس سے جب دریافت کیا تیرا منہ نصف کالا کیسے ہو گیا تو اس نے عرض کی میں علی سے عداوت رکھتا تھا اور اکثر آپ کی شان میں برے الفاظ کہتا تھا۔ اکثر آپ کا ذکر برے الفاظوں سے کرتا تھا ایک رات میں سو رہا تھا کہ خواب میں دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص آیا اس نے آواز دی اور کہا کہ تو ہی وہ ہے جو علی کو برا کہتا ہے اس کے ساتھ ہی میرے منہ پر ایک زوردار طمانچہ مارا اس سے مجھ کو کافی تکلیف ہوئی صبح اٹھ کر جب میں نے اپنے ہنرے کو دیکھا تو جس طرف طمانچہ مارا گیا تھا وہ سیاہ ہو گیا تھا۔

مچھلیوں کی اطاعت

مختلف کتب میں اس معجزے کا تذکرہ ملتا ہے کہ جب حضرت علی امیر المومنین جنگ صفین سے فارغ ہو کر دریائے فرات کے لب پر پہنچے تو آپ نے تیر لیا اور فرات کی موجوں پر مارنے لگے اور زبان مبارک سے فرمایا اے دریا کے پانی پھٹ جا۔ آپ کے ارشاد کے مطابق دریا کا پانی پھٹ گیا۔

اس میں بارہ چشمہ مثل کوہ عظیم نظر آنے لگے۔ جس کو دیکھ کر آپ کا لشکر حیران رہ گیا۔ پھر آپ نے کلام کیا جس کو کوئی نہ سمجھ سکا۔ اس کلام سے دریا کی تمام مچھلیاں سطح دریا پر نمودار ہوئیں اور آسمان کی طرف منہ اٹھا کر تکبیر کی صدا بلند کرنے لگیں پھر ان مچھلیوں نے کہا۔ ”سلام ہو آپ پر بخت خدا۔ سلام ہو یا امیر المومنین اسلام ہو وصی رسول اور کہا کہ قوم نے تمہاری نصرت کو ترک کیا جیسا کہ ہارون بن عمران کی نصرت کو ترک کیا تھا۔“

امیر المومنین نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا لوگو! تم نے ان مچھلیوں کا کلام سنا اب گواہ رہنا اس پر یہ میری حجت ہے جس کی انھوں نے ابھی گواہی دی ہے۔

علیؑ کا امتحان

حضرت عمرؓ کے دور کا یہ معجزہ ہے کہ چند لوگوں نے آپ کا امتحان لینے کی خاطر یہ حرکت کی چونکہ آپ کا ہمیشہ بھی دعویٰ رہا جو کچھ پوچھا ہے مجھ سے پوچھ لو۔ اس قول کا امتحان لینے کے لے مہینہ کے چند آدمیوں نے ایک خاتون کے لڑکے کو کچھ لے دے کر اس بات پر راضی کر لیا کہ اسے مردہ سمجھ کر ہم حضرت علیؑ کے پاس لے جائیں گے اگر انہوں نے نماز جنازہ شروع کی تو ہم اس لڑکے کو کھڑا کر دیں گے جس سے علیؑ کے اس دعویٰ کی تردید ہو جائے گی۔ اس طرح اس لڑکے کو باقاعدہ مردوں کی طرح کفن پہنا کر جنازے میں ڈال کر حضرت علیؑ کی خدمت میں پیش کیا کہ یہ اس عورت کا لڑکا ہے جس کا اچانک انتقال ہو گیا ہے۔ آپ ان کی باتیں سن کر مسکرائے اور فرمایا اس کا وارث کون ہے لوگوں نے بتایا یہ خاتون ہے آپ نے اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس

لڑکے کی میں نماز جنازہ پڑھا دوں، یہ لڑکا مر گیا ہے، خاتون نے سر ہلایا آپ نے نماز جنازہ پڑھا دی۔ جب نماز ختم ہوئی تو انہی لوگوں نے جنازے پر سے چادر ہٹا کر اس لڑکے سے کہا اٹھ جا آج ہم نے دیکھ لیا حضرت علیؑ کچھ نہیں جانتے مگر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ لڑکا بچ بچ مر چکا ہے۔ یہ دیکھ کر عورت چلائی کہ میرا یہ اکلوتا لڑکا ہے اس کے سوائے میرا کوئی سہارا نہیں۔ اور اس عورت نے تمام واقعہ بیان کیا کہ یہ لوگ اس زندہ لڑکے کو آپ کو دھوکہ دینے کے لئے لائے تھے، آپ سے انتہائی عاجزی سے درخواست کی تو آپ اٹھے اور لڑکے کا پیر موڑ کر کہا اے لڑکے زندہ ہو جا۔ لڑکا پہلے جیسی حالت میں آگیا۔ سب لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے پھر آئندہ جرات نہ ہوئی کہ اس طرح کی حرکت کرے۔

جن کا خوف

ہر عام و خاص کتب میں درج ہے، رسول خدا کی خدمت میں ایک جن احکام دین کے مسائل دریافت کرنے کیلئے حاضر تھا۔ اتنے میں حضرت علیؑ تشریف لائے۔ حضرت علیؑ کو دیکھتے ہی یہ جن گھٹ کر چڑیا کی طرح ہو گیا اور آنحضرتؐ سے عرض کی مجھے اس نوجوان سے پناہ دلائیں۔ حضورؐ نے فرمایا تم اس نوجوان سے کیوں ڈرتے ہو۔ جن نے عرض کی جب میں حضرت سلیمانؑ پر سرکشی کی تھی اور سمندر کی طرف بھاگا تھا اس وجہ سے مجھے کوئی گرفتار نہ کر سکا۔ اتنے میں یہ نوجوان ظاہر ہوا اس کے ہاتھ میں ایک حربہ تھا اس نے مجھے مارا اب تک زخم کا نشان باقی ہے۔

(جواہر الاسرار)

خدا کی عنایت

ہمایوں مرزا لکھنوی نے اپنی کتاب "کرشمہ قدرت" میں مولانا شیخ ابو جعفر طوسی امام زین العابدین سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسالت مآب سرکار دو جہان نے اپنی ایک انگشتی حضرت علیؑ کو مرحمت فرمائی اور حکم دیا کہ نگینہ ساز سے اس نگینہ پر محمدؐ ابن عبد اللہ کندہ کرا لائیں نگینہ ساز نے کندہ کر کے انگشتی واپس دی۔ حضرت علیؑ نے جب انگشتی کو دیکھا کہ محمدؐ ابن عبد اللہ کی بجائے محمدؐ رسول اللہ کندہ تھا۔ حضرت نے نگینہ ساز سے ارشاد فرمایا کہ تم نے محمدؐ ابن عبد اللہ کی بجائے محمدؐ رسول کیوں کندہ کیا۔ نگینہ ساز نے عرض کی یا امیر المومنین آپ نے درست فرمایا ہے جب میں اس پر محمدؐ ابن عبد اللہ کندہ کرنے لگا تو میرے ہاتھ کاپٹنے لگے۔ خود بخود محمدؐ رسول اللہ کندہ ہو گیا۔ آپ یہ انگشتی لے کر حضور پاک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام کیفیت بیان کی۔ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا محمدؐ رسول اللہ اور محمدؐ ابن عبد اللہ دونوں ہی میرے نام ہیں۔ آپ نے یہ انگشتی اپنے دست مبارک میں پہن لی۔ دوسرے روز جب اس انگشتی پر نظر پڑی تو زیر نگینہ علیؑ ولی اللہ بھی کندہ تھا۔ اس اثنا میں حضرت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہؐ ارشاد رب العالمین ہے کہ جو کچھ آپ نے چاہا کندہ کرایا اور جو میں نے چاہا اپنی قدرت کاملہ سے اس پر نقش کیا۔

مردے کو زندہ کرنا

مشکل کشانے اپنی حیات میں کئی اہم موقعوں پر مردوں کو زندہ کیا جس کی گواہی تمام افراد نے دی اس طرح کا ایک اور واقعہ جس کی روایت مختلف

کتابوں میں مختلف طریقوں سے درج ہے مستند روایت کے ساتھ امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ حضرت علی امیر المومنین کی خدمت میں بنی مخزوم کا ایک جوان حاضر ہوا جس کی پریشانی اس کے چہرے سے عیاں تھی۔ آپ کی خدمت میں عرض کی "یا امیر المومنین میرا جوان بھائی مر گیا ہے جس کے صدمے سے میں بے حد بے قرار ہوں۔" آپ نے اس جوان سے فرمایا "تو کیا چاہتا ہے؟" جوان نے عرض کی میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ اٹھے، روانے رسول اوڑھ کر اس جوان کو ساتھ لے کر قبرستان تشریف لے گئے، آپ کی زبان سے چند ارشادات جاری ہوئے جسے کوئی بھی نہ سمجھ سکا پھر آپ نے قبر کو ٹھوکر ماری، اس سے ایک شخص برآمد ہوا فارسی میں باتیں کرنے لگا۔ حضرت نے فرمایا تو عربی ہو کر فارسی میں باتیں کرتا ہے۔ مردے نے جواب دیا کہ ہم فلاں کی سنت پر مرے۔ جس کی وجہ سے ہماری زبانیں بدل گئی ہیں۔ اس کے بھائی نے اسے دیکھا پھر مردہ قبر میں سو گیا اور قبر اس طرح بند ہو گئی جیسے پہلے تھی۔

(بحوالہ اصول کافی۔ بحار الانوار) (بحار الدرجات۔ علی علی)

علیؑ کی دعا اور ضرب

بڑا مشہور معجزہ ہے جسے محمد و صی خان نے اہل سنت کی چودہ اور اہل تشیع کی چھ سے زائد کتابوں کے حوالے مع نام کے ساتھ بیان کیا ہے انہی کے الفاظ میں میں تحریر کیا جا رہا ہے۔ جنگ حنین میں عبیدہ بن قریص لشکر کفار کے ساتھ آیا اور جنگ شروع ہونے پر صف سے نکل کر مبارز طلب ہوا خود امیر المومنین اس کے مقابلے کے لئے نکلے اور اس کو زیر کر لیا۔ جب اس نے دیکھا کہ جان نہ

بچ سکے گی تو اس نے اسلام لانا اس شرط پر منظور کیا کہ آپ اس کے لئے دعا کریں کہ وہ قیامت تک زندہ رہے۔ آپ نے دعا کی اور فرمایا جا روز محشر تک زندہ رہے گا۔ جب اس کو یہ معلوم ہوا تو وہ یہ کہہ کر بھاگا کہ آپ خود کہہ چکے ہیں کہ میں نہیں مروں گا لہذا اسلام نہیں لاتا۔ بھگنے کی کوشش کی تو آپ نے اس کے داسنی طرف ضرب لگاتے ہوئے فرمایا: اب تو بھاگ جا اور میری اس ضرب کا مزہ یوم حساب تک چکھتا رہ۔

مولانا فدا حسین صاحب مرحوم پروفیسر علی گڑھ یونیورسٹی نے یہ کتاب خود مجھے دکھائی تھی جس میں اس کا ذکر کیا ہے کہ ایران و افغانستان کی سرحد پر کفرستان کے نام سے بستی ہے میں خود وہاں گیا۔ اس نے دیکھا کہ لائپے قد کا شخص بستر پر بڑا ہے میں نے اس سے بات کی اس اہل مدینہ نے بعض اشخاص کے نام بتائے اور گھر کی نشانیاں بتائیں جب اس سے حضرت علی کی بابت دریافت کیا تو کالا کافر کانپ گیا اور کہا کہ ان کی بابت نہ پوچھو وہ (معاذ اللہ) بہت بڑے جادوگر تھے۔

بادل کا ٹکڑا

محمد صالح حنفی نے اپنی کتاب کو کب درمی میں حضرت امیر المومنین کے بے حد فضائل بیان کئے ہیں اور آپ کے بہت سے معجزات و کرامات اور مشکل کشائی کے واقعات کو مختلف مستند روایت کے ساتھ اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ جس کی روایت حضرت سلمان فارسی کرتے ہیں کہ ایک دن امام حسن نے اپنے والد حضرت امیر المومنین کی خدمت میں عرض کی کہ خدا نے حضرت سلیمان کو ملک عظیم عطا فرمایا آپ کو بھی اس سے بڑی بادشاہت

عطا فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ آپ نے وضو فرمایا دو رکعت نماز ادا کی اور دعا فرمائی اور ایک بدلی کی طرف اشارہ کیا اور نیچے اتر آئی اور اس سے آواز آئی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے رسول برحق ہیں اور تو اے علی اس کا وصی اور خلیفہ ہے جو تیرے بارے میں شک کرے وہ تباہ و برباد ہو گیا پھر دوسری بدلی کی طرف ارشاد فرمایا وہ بھی کہتی رہی۔

(بحوالہ کوکب دری)

درخت کی گویائی

کتاب بالا میں درج ہے جس کی روایت حضرت سلمان فارسیؓ کی ہے کہ ایک دن امام حسن اور چند دیگر صحابہ حضرت امیر المومنین کے ساتھ ایک بلند پہاڑ پر تشریف لے گئے تو وہاں ایک خشک درخت دیکھ کر حضرت امام حسن نے فرمایا۔ ”یا امیر المومنین یہ درخت کیوں سوکھ گیا ہے؟“ حضرت نے فرمایا ”اس درخت سے پوچھو۔“ آپ نے سوال کیا جواب نہ ملا تب حضرت نے فرمایا ”اے درخت فرزند رسول کو کوئی جواب نہیں دیتا“ اس درخت سے آواز آئی کہ تمہارے پدر بزرگوار ہر صبح آکر میرے نیچے دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور ایک بدلی آتی تھی جس سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور اس پر ایک کرسی رکھی تھی وہ اس پر سوار ہو کر چلے جاتے تھے۔ آج چالیس دن ہو گئے ہیں کہ تشریف نہیں لائے اس وجہ سے میں خشک ہو گیا ہوں۔“ پس امیر المومنین نے اس درخت کے نیچے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ درخت اسی وقت سرسبز ہو گیا۔

خدا کا تحفہ

سید محمد صالح حسنی سنی عالم اپنی کتاب کو کب درسی میں تحریر کرتے ہیں کہ امام حسین سے مروی ہے کہ ایک روز میرے والد بزرگوار دریائے فرات کے کنارے پر غسل فرما رہے تھے ناگاہ ایک موج اٹھی اور پیرا ہن مبارک بہا کر لے گئی۔ جب غسل سے فارغ ہوئے تو ایک ہاتھ غیبی نے آواز دی۔ اپنی دائیں طرف نظر کر دو اور جو ملے اسے لے لو جب حضرت نے دائیں طرف نگاہ کی تو دیکھا ایک پیرا ہن لپٹا ہوا ہے آپ نے اس کو لے لیا اور ایک پارچہ اس کے گرمیہ بان سے گرا جس پر لکھا تھا۔ یہ تحفہ خداوند کریم عزیز حکیم کی طرف سے علی بن ابی طالب کی طرف ہے یہ ہدیہ قمیض ہے جو عمران کو میراث میں دی گئی تھی اس طرح ہم اس کو دوسرے لوگوں کی میراث میں دیتے ہیں۔

سنبلیل سیکنہ حیدر آباد علیہ السلام ششم مادر میں گفتگو

مولا علیؑ مشکل کشا کے معجزات آپ کی ولادت سے قبل ہی عیاں ہونے لگے تھے مختلف طریقوں سے ایسی باتیں ظہور میں آنے لگیں کہ جس کے سامنے ہر ایک کو سرخم کرنا پڑتا ہے۔ آپ ابھی ششم مادر میں ہی تھے کہ آپ رسول خدا سے گفتگو فرماتے اس کی روایت سنی۔ شیعہ دونوں کتب میں موجود ہیں جس کی حقیقت سے کسی کو انکار نہیں۔ ایک روایت ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا حضرت ابو طالب کے گھر تشریف لے جاتے تو روئے مبارک امیرالمومنین کے رحم کی طرف کر کے فرماتے اے میرے وصی تجھ پر میرا سلام ہو اور امیرالمومنین ششم مادر سے جواب دیتے۔ علیک السلام یا رسول اللہ جس طرف آنحضرت ہوتے اپنا رخ اسی طرف کر لیتے اس بات سے مطلع

ہونے کے بعد آنحضرت نے فرمایا حق تعالیٰ اس کی ذات کو بزرگ و معزز کرے۔

(بحوالہ کوکب درمی، تمام سنی شیعہ کتب)

ایک سفید پرندہ

مشہور و معروف واقعہ جو ایک بڑا معجزہ ہے کہ آپ کا نام خدا تعالیٰ نے خود رکھا اور یہ نام آپ کی ولادت سے قبل کسی کا نہ تھا۔ اس کی روایت تمام سنی شیعہ کتب موجود ہے۔ یہاں ہم محمد صالح سنی حسنی کی کتاب کوکب درمی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ مادر حضرت علیؑ، بی بی فاطمہ بنت اسد جب درد سے بے چین ہوئیں تو کعبہ کی طرف روانہ ہوئیں، غیب سے آواز آئی اے معظمہ باہر نہ رہ گھر کے اندر چلی آ۔ جب بی بی فاطمہ بنت اسد کعبہ کے اندر تشریف لے گئیں تو ایک پردہ نظر آیا اس پردہ میں پوشیدہ ہو گئیں۔ جناب امیر کی ذات اس ایک سفید پرندے نے چھت کی طرف سے آکر اپنی چونچ سے جناب امیر کے سینہ پر اسم علیؑ تحریر کیا اور اس سے پہلے عالم شہود میں کسی کا نام علیؑ نہ تھا۔

ابو جہل کی گردن

مولا علیؑ مشکل کشا کے معجزات کا شمار انسانی قوت سے بالاتر ہے آپ ابھی اس دنیا میں تشریف لائے ہی تھے اس وقت آپ کی حیات صرف چند گھنٹوں کی ہوگی کہ اس وقت کے دستور کے مطابق کسی کے یہاں بچہ پیدا ہوتا تو ابو جہل بتوں کے پاؤں کی خاک کا سرمہ اس بچے کی آنکھوں میں لگاتا۔ جب سلطان ولادت کی خبر اس لعین کو پہنچی تو سنتے ہی اس طرف کا رخ کیا۔ اس

بدبخت نے جب امیر المومنین کو دیکھا تو دستور کے مطابق آپ کی آنکھوں میں بتوں کی خاک پا کا سرمہ لگانا چاہا، ہر چند زور لگایا، حضرت کو نہ اٹھا سکا۔ جب کہ ابو جہل کس قدر بڑا اور طاقت ور ہو گا اور اس وقت آپ انتہائی کسن صرف گھنٹوں کے ہی تھے اس وقت ہی آپ کی روحانی طاقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ابو جہل بدبخت نے اپنی نگلیاں آپ کی آنکھوں پر رکھیں تاکہ کھول کر سرمہ لگائے۔ ہر چند کہ اس بدبخت نے زور لگایا مگر آنکھیں نہ کھلیں اس وقت شاہ ولایت جناب امیر نے ولایت کی قوت سے ایک طمانچہ اس کے منہ پر مارا کہ یہ پیچھے کو پھر گیا۔ طمانچہ کی قوت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس طمانچہ سے ابو جہل کی گردن ٹیڑھی ہو گئی اور اس کی گردن کبھی بھی سیدھی نہ ہوئی آخری وقت تک یہ بدبخت ایسا ہی رہا جس کو سارے زمانے نے دیکھا۔

(بحوالہ کوکب دری)

آنحضرت کو دیکھا

مشہور روایت ہے کہ حضرت علی جب اس دنیا میں تشریف لائے تو سب سے پہلے آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے فیضیاب ہوئے جس کی روایت ہر عام و خاص کتب اور یورپین مورخین نے بھی اپنی کتب میں اس معجزہ کو درج کیا۔ حضرت علی جب اس دنیا میں تشریف لائے تو آپ نے آنکھیں نہ کھولیں جس پر آپ کی والدہ محترمہ محزون و غمگین ہوئیں اور کہا کہ اے فرزند تو آنکھ کیوں نہیں کھولتا اس عالم کا مشاہدہ کیوں نہیں کرتا۔ کہیں تو نابینا تو نہیں۔ اس وقت خدا کی طرف سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو بشارت ہوئی کہ تیرا ابن عم پیدا ہو چکا ہے۔ جلد جا کے اس کی خبر گیری کر۔ آفتاب رسالت نے اس طرف رخ فرمایا اور جا کر آسمان ولایت کو اپنے دامن عاطفت میں بٹھایا۔ جب حیدر کرار کو آپ کی خوشبو پہنچی آپ کے جمال و جہاں آرا کی زیارت کے لئے آنکھیں کھولیں اور سلام و تحیت کی رسم ادا فرما کر آپ کی مدح و ثنا میں زبان کھولی آنحضرت نے اپنے ہاتھوں سے حیدر کرار کی آنکھوں میں سرمہ لگایا۔

(بحوالہ کوکب دری)

اصحاب کہف کا بیان

کوکب دری کے مولف محمد صالح کشفی السنی، الحنفی، احسن الکبار کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انس بن مالک سے مروی ہے کہ آنحضرت نے ایک دن چند اصحاب کو بلانے کے لئے بھیجا میں ان اصحاب کو بلا کر لایا تو آپ نے ایک فرش پکھایا اور سب کو اس پر بیٹھنے کے لئے فرمایا۔ حضرت علی سے بھی فرمایا کہ اس پر بیٹھو جب ہم سب بیٹھ گئے تو آپ نے حضرت علی سے فرمایا۔ اے بھائی ہوا سے کہو کہ اس فرش کو اٹھائے۔ حضرت علی کے حکم سے فرش ہوا میں اڑنے لگا پھر فرمایا نیچے اتارو یہ فرش نیچے اتر آیا۔ آپ نے اصحاب سے فرمایا یہ کونسی جگہ ہے۔ وہ بولے ہم نہیں جانتے پھر آپ نے فرمایا ہم غار اصحاب کہف کے دروازے پر آئے ہیں جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے پھر آپ نے سب اصحاب سے کہا کہ اٹھ کر اصحاب کہف کو سلام کرو۔ سب اصحاب نے اٹھ کر سلام کیا۔ مگر سلام کا جواب نہیں ملا۔ حضرت علی اٹھ کر گئے تو سبقت کرتے ہوئے اصحاب کہف نے سلام کیا جس پر اصحاب نے کہا کہ ہم

نے سلام کیا تھا تو کسی نے جواب نہیں دیا اور آپ کو سلام کرنے میں انہوں نے سبقت دکھائی۔ اس پر اصحاب کہف نے جواب دیا کہ ہم نہ سلام کرتے ہیں اور نہ کسی کے سلام کا جواب دیتے ہیں مگر نبی کو یا اس کے وصی کو۔ آپ کی اطاعت خدا اور رسول کے حکم سے تمام جن دانس پر واجب ہے۔ اس معجزہ کے بعد آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اس فرش پر بیٹھ جاؤ سب اس فرش پر بیٹھ گئے۔ حکم امیر سے یہ فرش بلند ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد امیر کے حکم سے زمین پر اتر ا۔ امیر المؤمنین نیچے اترے اور زمین پر پاؤں مارا۔ مٹھے پانی کا ایک چشمہ ظاہر ہوا۔ وضو کیا اور اصحاب سے بھی فرماتے کہ وضو کریں اور فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ صبح کی ایک رکعت حضور اکرم کے ساتھ ادا کریں گے۔ بعد ازاں امیر کے حکم سے فرش بلند ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد نیچے اترے تو ہم سب نے اپنے کو مسجد نبوی میں پایا۔ حضور نے ایک رکعت نماز ادا کی بعد میں حضور نے فرمایا جو کچھ ہوا تم بیان کرو گے یا میں بتاؤں۔

انس نے کہا آپ ہی فرمائیں۔ آپ نے تمام گذشتہ حالات بیان کئے اصحاب بساط سے منقول ہے کہ جب ہوا بساط کو اٹھاتی تھی تو اس قدر بلند ہو جاتی تھی کہ ہم آسمانی فرشتوں کی آوازیں سنتے تھے کہ وہ دشمن آل محمد پر لعنت کرتے تھے۔

درخت کی نماز

کوکب دری کے مولف محمد صالح کشفی السنی الحنفی لکھتے ہیں کہ ابو الزبیر نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے پوچھا کہ تم کو امیر المؤمنین کا کوئی معجزہ یاد ہے جابر نے فرمایا ایک روز چند اصحاب کے ساتھ حجاب امیر جارہے تھے۔ ایک

بیری کا درخت آیا آپ نے فرمایا تم ٹھہر جاؤ میں اس درخت کے نیچے دو رکعت نماز پڑھتا ہوں۔ آپ نماز میں مشغول ہو گئے خدا کی قسم میں نے درخت کو دیکھا کہ رکوع اور سجود میں حضرت کا ساتھ دیتا ہے ہم حیران ہو کر کھڑے ہو گئے یہاں تک آپ نماز سے فارغ ہوئے آپ کے ساتھ درخت کی شاخیں بھی درود پڑھتی رہیں بعد ازاں فرمایا خدا محمد وآل محمد کے دشمنوں پر لعنت کر اور محمد وآل محمد کے حبا داروں پر رحم کر تمام ہستیوں نے کہا آمین آمین۔

حدیث سے انکار

مشہور و معروف حدیث جو ہر خواہل و عام کتب میں موجود ہے اس حدیث سے انکار کرنے والوں کا انجام جابر انصاریؓ سے اس طرح مروی ہے کہ ایک دن حضرت امیر المومنینؓ مہر پر تشریف لائے خطبہ پڑھا جس میں حمد و ثنائے باری تعالیٰ کے بعد نعت محمدؐ مصطفیٰؐ ہنایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان فرمائی۔ بعد ازاں اشعث بن قیسؓ۔ خالد بن ولیدؓ۔ براء بن عازبؓ اور انس بن مالکؓ سے خطاب کر کے ارشاد فرمایا "اشعث اگر تو نے حدیث من کنت مولا فعلى مولا جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہو اور تو انکار کرے اور شہادت نہ دے۔ اے خالد اگر تو نے یہ حدیث سنی ہو اور آج میری ولایت کے لئے گواہی نہ دے تو خدا تجھے جاہلیت کی موت دے۔ اے عازب تو نے اس حدیث کو رسول خداؐ سے سنا ہے اگر تو گواہی نہ دے تو اللہ تعالیٰ تجھے سفر میں موت دے۔ اے انس اگر تو گواہی نہ دے تو تجھے خدا ایسے مرض میں مبتلا کرے جسے تیرا عمامہ بھی ڈھانپ نہ سکے۔ انس نے جواب میں عرض کیا یا امیر المومنینؓ بڑھاپے کی وجہ سے مجھ پر لسیان غالب آگئی ہے اور اس وقت مجھے یہ حدیث یاد نہیں ہے اس طرح دیگر تینوں نے بھی عذر پیش کر کے اس حدیث کی شہادت کو چھپایا۔

جابر انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے اشعث کو دیکھا کہ اس کی دونوں آنکھیں اندھی ہو گئیں اور کہا کرتا تھا کہ خدا کا شکر ہے کہ امیر المومنینؓ نے میرے حق میں صرف اس دنیا کے لئے بددعا فرمائی۔ عذاب آخرت کے لئے بددعا نہ فرمائی۔ خالد جب مرا تو اس کے کنبہ والوں نے اسے گھر

میں دفن کیا اور جاہلیت کی رسم ادا کی اور ابن عازب کو معاویہ نے یمن کا ولی مقرر کیا اس نے وہیں انتقال کیا اس نے یمن سے ہجرت کر کے موت پائی تھی اور میں نے انس بن مالک کو دیکھا کہ وہ برص کے مرض میں مبتلا ہو گیا ہر چند کے ان داغوں کو عمامہ سے چھپاتا مگر یہ داغ نہ چھپتے غرض یہ کہ جو کچھ امیرالمومنین نے ان چاروں کے لئے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

دو بچیوں کا کلام

کفایت المومنین شیخ عبدالواحد بن زید قدس سرہ سے مروی ہے کہ میں ایک دفعہ حج کو گیا اٹھائے طواف میں دو لڑکیوں کو دیکھا جو طواف میں مشغول تھیں اور آپس میں اپنے مدعا کے مطابق اس طرح قسمیں کھاتی تھیں ترجمہ: اس شخص کے حق کی قسم ہے جو وصیت کے واسطے برگزیدہ اور منتخب کیا گیا ہے اور راستی کے ساتھ حکم کرنے والا ہے جو معاملات اور مقدمات میں عدل کا حکم دینے والا ہے اور خاتون جنت فاطمہ کا شوہر ہے۔ میں نے ان سے دریافت کیا تم ان کا نام جانتی ہو؟ انھوں نے جواب دیا: وہ امیرالمومنین علی بن ابی طالب کل غالب ہیں پھر میں نے پوچھا کیا تو ان کو جانتی ہو؟ ان دونوں بچیوں نے کہا کیوں نہیں ہمارا باپ جنگ صفین میں ان کے ساتھ تھا اور شہید ہوا۔ ہمارے باپ کی شہادت کے بعد آپ ہمارے گھر تشریف لائے۔ ہماری ماں سے دریافت فرمایا اے ضعیفہ کیسی ہو اور کسی طرح گزر رہی ہے۔ میری ماں نے جواب دیا۔ یا امیرالمومنین خیریت سے گزرتی ہے۔ ہم دونوں ہمیں آپ کو چھوڑنے کے لئے گھر سے باہر نکلیں۔ میری چھوٹی بہن باپ کی جدائی کے غم میں روتے روتے اندھی ہو گئی۔ جب حضرت امیرالمومنین کی نظر فیض اثر ہم پر پڑی آپ کی

زبان سے بے اختیار یہ کلام جاری ہوا۔ (ان کا باپ مر گیا ہے جو مصیبتوں، حادثوں اور سفر میں ان کی کفالت و خبر گیری کرتا تھا۔) بعد ازاں آپ نے اپنا دست مبارک اس کی آنکھوں پر پھیرا۔ وہ فوراً ایسی روشن ہو گئیں کہ اندھیری رات میں سوئی میں دھاگا پرو لیتی ہے۔

معراج سے انکار

ایک روز امیر المومنین حضرت علیٰ منبر پر وعظ فرما رہے تھے کہ جب آنحضرت سرکار دو جہاں نے اس خاک دان دنیا سے سفرِ اعلیٰ کی طرف روانگی کا عزم کیا تو اس وقت پانی سے بھرا ہوا کوزه آپ کے سرہانے رکھا ہوا تھا جب روانگی کے وقت حضرت کا دامن اس سے لگا تو وہ زمین پر اوندھا ہو گیا اور پانی گرنے لگا۔ اور براق نے برق کی طرح چلنا شروع کیا جب حضرت رسول کریم معراج سے واپس آئے تو کوزے سے پانی بہہ رہا تھا اور بستر مبارک اسی طرح گرم تھا جیسا کہ آپ چھوڑ کر گئے تھے۔ ایک یہودی بھی اس مجلس میں تھا اس نے جناب امیر کا یہ کلام سنا تو انکار کی حالت میں اٹھ کر اپنے گھر کی طرف چلا گیا۔ گھر جا کر دیکھا بیوی آٹے میں ہاتھ دھرے بیٹھی ہے۔ آٹا گوندھنا چاہتی ہے مگر پانی نہیں ہے اور پانی کا انتظار کر رہی ہے جب اس عورت نے شوہر کو دیکھا تو کہا گھر میں اتنا بھی پانی نہیں ہے کہ میں آٹا گوندھ سکوں جاؤ گھڑا بھر کر چشمہ سے لے آؤ۔ یہ یہودی گھر سے گھڑائے ہوئے چشمہ کی طرف روانہ ہوا۔ چشمہ پر پہنچا گھڑے کو بھر کر چشمہ کے کنارے رکھا اور خود غوطہ لگانے کی غرض سے چشمہ کے کنارے پر پہنچا۔ اتفاق سے گھڑا گہڑا اور پانی بہنے لگا۔ یہودی نے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھے اور اس نے پانی میں غوطہ مارا۔ ہنا کر جب

چشمہ سے باہر نکلا تو اپنے آپ کو ایک برسہ لڑکی پایا۔ اپنی اس تبدیلی پر بڑا حیران ہوا، نہ کوئی جان پہچان والا نہ کوئی آشنا بڑا حیران و پریشان ہوا آخر کچھ بھی نہ بن پڑا تو وہاں سے روانہ ہوا۔ دور سے ایک ہندی آتی ہوئی دکھائی دی جب قریب آئی تو اسے حیرت ہوئی اور برسہ حالت میں دیکھ کر ترس آیا اور اسے بھنسنے کے لئے کپڑے دیئے۔ پھر اس کا حال دریافت کیا۔ اس نے اپنا تمام حال بیان کیا۔ آخر کپڑے پہن کر شہر کی طرف روانہ ہوئی۔ شہر پہنچی تو دیکھا کہ ہر آدمی اس کا خریدار ہے آخر ایک مالدار نے اس سے عقد کر کے اپنے گھر میں داخل کر لیا۔ چھ سال اس مالدار کے گھر میں بسر کئے اس عرصہ میں پانچ بچے جنے۔ ایک روز یہ عورت اسی چشمہ کی طرف روانہ ہوئی اور اسی چشمہ میں غوطہ لگایا۔ جب ہنا کر اپنا سر باہر نکلا تو اپنے آپ کو اصلی حالت میں دیکھا وہی چشمہ جہاں پہلے غوطہ لگایا تھا کپڑے بدستور اسی پتھر پر رکھے ہوئے ہیں اور پانی اس طرح گڑھے سے گر رہا ہے۔ یہ حالت دیکھا کہ وہ سخت متحیر و پریشان ہوا۔ کپڑے پہنے گھڑے کو بھرا۔ گھڑے کو سر پر اٹھا کر گھر کی راہ لی گھر کے اندر داخل ہوا تو اپنی بیوی کو اسی حالت میں پایا کہ ہاتھوں میں آٹا ہے اور آٹا گوندھنے کے لئے پانی کا انتظار کر رہی ہے۔ یہودی نے گھڑے کو گھر میں رکھا اور سیدھا مسجد کی طرف روانہ ہوا وہاں جا کر دیکھا کہ امیر المومنین وعظ فرما رہے۔ اس یہودی نے معراج کی تصدیق کی اور ہنایت نادم و خرمسار ہو کر گریہ کرنے لگا اور جناب امیر المومنین کی خدمت میں عرض کی مجھ کو اسلام کا طریقہ فرمائیں اور کفر کے زنگ سے میرا سینہ صاف کر دیں۔ کیوں کہ میں کفر اور کافری سے سخت پریشان ہوں اور ہنایت اعتقاد اور عقیدت مندی کے ساتھ اسلام کی طرف

متوجہ ہوا ہوں۔ آپ نے یہودی سے فرمایا جب تک پانچ نیچے نہ جئے ہماری تم نے تصدیق نہ کی بعد ازاں آپ نے اسے کلمہ پڑھایا اور کفر کے رنگ سے اس کے دل و جان کو پاک کیا اور وہ یہودی پکا مسلمان رہا اور مسلمان کی حیثیت سے اس نے انتقال کیا۔

پانی کا ایک بیبالہ

حضرت علی امیر المومنین جنگ نہراون فتح پا کر واپس آئے تو راستے میں دورا ہا تھا ایک راستے سے پانی سیراب تھا اور دوسرا راستہ غیر آباد تھا جہاں پانی نہ تھا۔ حضرت امیر المومنین اپنے لشکر کو بن پانی والے راستے سے لے کر روانہ ہوئے اور ہنایت تیزی سے اس دشت بے آب کو عبور کیا چونکہ ہوا ہنایت خشک و گرم تھی۔ اہل لشکر پر پیاس کا غلبہ ہوا۔ کثرت حرارت سے ان کے منہ اور لب خشک ہو گئے۔ بعض منافقوں نے طعن و ملامت شروع کی دیگر اہل لشکر جو مومن تھے ان کی باتوں سے بہت دل آزرہ ہوئے اور حضرت امیر المومنین کی خدمت میں ان کی سخت کلامی کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا سب اہل لشکر حاضر ہوں اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھیں۔ تمام لشکر جمع ہوا۔ حضرت کے خیمہ کے آگے پشتہ تھا آپ نے قبر کو حکم دیا کہ اس کو کھودا جائے۔ نیچے سے ایک بھاری پتھر نکلا آپ نے اس پتھر کو خود اٹھا کر دور پھینکا۔ آپ نے قبر سے فرمایا اس کے نیچے اترو اور دیکھ بھال کر ساری کیفیت بیان کرو۔ قبر حسب ارشاد اندر گئے۔ زینہ کے ذریعہ نیچے اترے واپس آکر عرض کی، جب میں بتیس زینے نیچے اترتا تو پتھر کا ایک دروازہ نظر آیا۔ جس پر قفل لگا ہوا ہے معلوم نہیں اس کی کنجی کہاں ہے اور ویسے بھی اس دروازے کا کھولنا میرے

بس سے باہر ہے حضرت نے اپنے دست مبارک سے ایک کنجی عطا کی اور فرمایا دروازہ کھول کر پانی کا ایک پیالہ لے آؤ۔ قبر نیچے گیا اس کنجی سے دروازہ کھلا ایک حوض نظر آیا۔ اس کے کنارے پر ساقی کوثر کو موجود پایا، یہ دیکھ کر قبر کو حیرت ہوئی۔ جناب امیر نے پانی سے بھر کر ایک پیالہ سے دیا اور فرمایا قبر پانی لے جاؤ اور پیاسوں کی حاجت روائی کرو۔ قبر پانی کا پیالہ لے کر باہر آیا۔ جناب حضرت امیر المومنین کو کھڑا پایا۔ چاہا کہ کچھ زبان سے کہے اور راز کو افشاں کرے۔ جناب علی نے فرمایا کیا تو نے دشت ارژنہ کا قصہ نہیں سنا جو یہاں تعجب کرتا ہے پھر حضرت نے اس پیالے کو تمام اہل لشکر کو دیا سب نے سیر ہو کر پانی پیا اپنے تمام حیوانات کو بھی سیراب کیا اس کے بعد دیکھا کہ وہ پیالہ پانی اسی طرح بھرا ہوا تھا۔

ابلیس اور دیو

سرایت سے منقول ہے کہ ایک روز مامون خلیفہ نے مجھ کو بلایا اور کہا کہ میں تجھ سے دیوؤں کا قصہ سننا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا میں نے محمد بن عبد اللہ سے سنا ہے اور وہ ام سلمہؓ سے روایت کرتا ہے کہ اس معظّمہ نے فرمایا، ایک دن رسول خداؐ نے صحرا کا عزم کیا اور مجھ سے فرمایا کہ جب میرا بھائی آئے تو اس سے کہنا کہ مشکیزہ پانی سے بھر کے پہاڑوں کے درمیان میرے پاس لائے جب حضرت علی امیر المومنین آئے تو میں نے رسول خداؐ کا پیغام دیا۔ آپ نے اپنی ذوالفقار کر میں لگا کر مشک پانی سے بھری اور پھر آپ آنحضرتؐ کے بتائے راستے پر روانہ ہوئے۔ امیر المومنین سے روایت ہے کہ جب میں ان دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا تو ایک بڑھے کو دیکھا جو اپنی بکریاں چرا رہا تھا میں

نے اس بڑھے سے پوچھا تجھے معلوم ہے رسول خدا کہاں ہیں؟ اس نے کہا رسول خدا کون؟ میں نے جواب دیا محمد بن عبد اللہ۔ بڑھے نے جواب میں کہا کہ میں خدا اور رسول کو نہیں جانتا۔ میں نے ایک پتھر اٹھا کر مارا جس سے اس کا سر زخمی ہو گیا اس نے فریاد شروع کی اس بڑھے کی فریاد سن کر بے شمار سوار اور پیادے ان پہاڑوں کے درمیان آکر جمع ہو گئے۔ ان سب نے مجھ پر حملہ کیا۔ میں نے ان سے مقابلہ کیا یہاں تک کہ وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ آگے چل کر میں نے ایک عورت دیکھی جو کالی رات سے بھی سیاہ تھی اس کی آنکھوں سے آگ اور ناک سے دھواں نکلتا تھا مجھے پکڑ کر اس نے زمین پر ہاتھ مارا۔ سات دیو نمودار ہوئے۔ انہوں نے مجھ پر حملہ کیا۔ ان میں سے ایک دیو کے میں نے ٹکڑے کئے باقی دیو یہ دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ عورت نے آہ بھری اور کہا کہ میری کمر ٹوٹ گئی۔ اس عورت نے مجھے پر حملہ کیا۔ اس عورت کے بھی میں نے دو ٹکڑے کر دیئے۔ اس وقت ان دونوں پہاڑوں کے درمیان عجیب طرح کا دھواں ظاہر ہوا۔ میں نے نماز ادا کی جب غماز سے فارغ ہوا تھا تو دھواں غائب ہو چکا تھا اس کے بعد آنحضرت کے پاس پہنچا آپ کو سخت پیاس لگی تھی آپ نے پانی نوش فرما کر مجھ سے فرمایا "اتنی دیر کیوں لگائی؟" میں نے جناب کی خدمت میں ساری سرگذشت عرض کی۔ آپ نے فرمایا "وہ بڑھا چرواہا ابلیس تھا۔ وہ اپنے لشکر کو تم پر چڑھا کر لایا تھا اور وہ عورت بھی اسی بد سے تعلق رکھتی تھی۔ جب تم نے اس ملعون کو قتل کیا ملائکہ آسمان پر متعجب ہوئے اور اہل بہشت نے مسرور و خوشحال ہو کر کہا، سبحان اللہ آج تو نے ہم کو وہ نعمت عطا کی ہے کہ آج تک ایسی نعمت نصیب نہیں ہوئی تھی۔ بہشت نے کہا مجھ کو بھی

شرف کافی ہے کہ میں علی بن ابی طالب کا مسکن ہوں۔"

زمین سے کلام

اسماء بنت عمیسؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت فاطمہؓ بنت محمدؐ نے ذکر کیا جس رات جناب امیر میرے پاس تشریف لائے میں نے زمین کی آواز کو سنا وہ آپ سے باتیں کر رہی تھی اور وہ زمین سے باتیں کرتے تھے۔ میں نے صبح کو اپنے والد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو حضرت سجدے میں گر گئے اور کچھ دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا "اے فاطمہؓ تجھے بشارت ہو پاک نسل کے ساتھ بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرے شوہر کو تمام خلقت پر فضیلت عطا کی ہے اور زمین کو حکم دیا ہے کہ جو کچھ اس پر گزرنے والا ہے مشرق سے مغرب تک اس کو کہہ سنائے۔"

اونٹ سے فیصلہ

عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ میں حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ناگاہ کوفہ کی مسجد سے ایک آواز آئی۔ حضرت نے فرمایا اے عمارؓ ذوالفقار کو لاؤ میں نے حضورؐ کی خدمت میں ذوالفقار کو پیش کیا۔ آپ نے مجھ سے کہا اے عمارؓ باہر چلے جاؤ اور اس آدمی کو عورت پر ظلم کرنے سے منع کرو۔ اگر وہ خود باز آگیا تو درست ہے ورنہ میں خود اسے درست کر دوں گا۔ عمارؓ کہتے ہیں کہ میں باہر گیا تو دیکھتا ہوں کہ ایک مرد اور عورت دونوں اونٹوں کی مہار پکڑے ہوئے جھگڑ رہے ہیں۔ عورت کہتی ہے کہ میرا اونٹ ہے مرد کا دعویٰ ہے کہ میرا اونٹ ہے۔ میں نے اس مرد سے کہا کہ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ تم اس عورت پر ظلم نہ کرو۔ اس مرد نے کہا کہ اب علیؑ یہ چاہتے ہیں کہ میں

اپنا اونٹ اس جھوٹی عورت کے حوالے کر دوں یہ کیسے ممکن ہے، عمار کہتے ہیں کہ میں واپس گیا اور امیر المومنین کو خبر دی آپ یہ سن کر باہر تشریف لائے غصہ کے آثار آپ کے چہرے پر نمایاں تھے۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا: تم پر افسوس ہے تو اس عورت کے اونٹ کو چھوڑ دے۔ "مرد نے کہا" یہ اونٹ میرا ہے۔ یہ عورت جھوٹی مکار ہے۔" امیر المومنین نے فرمایا: "اے لعین تو جھوٹا ہے یہ اونٹ اس عورت کا ہے۔ مرد نے کہا کہ اس کی کیا گواہی ہے؟ آپ نے فرمایا: تو گواہی طلب کرتا ہے اس کا فیصلہ وہ کرے گا جو کوفہ والوں نے بھی نہ دیکھا ہو گا جس کو تو نہ بھٹلا سکے گا۔" مرد نے کہا: "اگر ایسا ہوا تو میں اونٹ اس عورت کے سپرد کر دوں گا۔" حضرت امیر المومنین نے اونٹ سے کہا: "اے اونٹ تو خود ہی فیصلہ کر کہ تو کس کی ملکیت ہے۔ اونٹ حکم خدا سے بولنے لگا: "اے امیر المومنین میں اس عورت کی ملکیت ہوں اور تقریباً دس سال سے ہوں۔ جب اونٹ کی گویائی دیکھی تو یہ شخص بڑا شرمندہ ہوا اور اونٹ اس عورت کے حوالے کیا۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا جا اور اپنا اونٹ لے جا۔"

نوشیرواں کا بوسیدہ سر

جناب عمار کا بیان ہے کہ حضرت امیر المومنین کے ساتھ ذلف بن منجم تھا جب زوال کا وقت آیا تو حضرت نے فرمایا میرے ساتھ چلو ذلف کے ساتھ سا باط کی جماعت بھی تھی۔ حضرت امیر المومنین نے کسریٰ کے محل میں کھونا شروع کیا اور حضرت فرماتے جاتے تھے کسریٰ کا یہ مکان اس کام کے لئے مخصوص تھا۔ راوی کا بیان ہے خدا کی قسم ذلف حضرت کے کلام کی تائید کرتا

جاتا تھا۔ اس حالت میں حضرت نے تمام محل کو ملاحظہ فرمایا ذلف اس کے ہمراہ کہتے جاتے تھے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام چیزوں کو آپ نے اس مقام پر رکھا ہے۔

حضرت نے ایک بوسیدہ کھوپڑی کو ملاحظہ فرمایا اور اسے اٹھالانے کا حکم دیا پھر ایوان کسریٰ میں تشریف لائے۔ اور ایک تھال طلب فرمایا۔ تھال میں پانی ڈال کر اس میں بوسیدہ کھوپڑی ڈال دی پھر حضرت نے فرمایا "اے کھوپڑی میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں مجھے آگاہ کرو کہ میں کون ہوں، تم کون ہو۔" کھوپڑی بزبان فصیح گویا ہوئی "آپ امیر المومنین ہیں۔ ظاہر و باطن میں متقین کے امام ہیں۔ آپ تعریف سے بہت بلند ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کی لونڈی کا بیٹا کسریٰ نوشیرواں ہوں۔" اس کے بعد اہل سابط اپنے اپنے وطن چلے گئے اور اپنے خاندان والوں کو تمام واقعات بتائے۔ ان لوگوں نے سن کر پریشانی ظاہر کی۔ حضرت امیر المومنین کی حقیقت کو سمجھنے میں اختلاف کیا۔ کچھ لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ان لوگوں نے آپ کے متعلق آگاہ کر کے ہمارے دلوں کو خراب کر دیا ہے۔ بعض لوگوں نے حضرت امیر المومنین کے لئے ایسا کہنا شروع کر دیا جیسا نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کے متعلق کیا تھا۔ اے حضرت اگر آپ نے انھیں اس حالت میں چھوڑ دیا تو یہ کافر ہو جائیں گے۔ آپ نے سن کر فرمایا آپ لوگ چاہتے ہیں کہ میں انھیں آگ میں جلوادوں انھوں نے جواب دیا ہاں آپ نے ان لوگوں کو طلب کیا اور فرمایا تم میرے لئے کیا عقیدہ رکھتے ہو انھوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم نے بوسیدہ کھوپڑی سے آپ کو کلام کرتے سنا ہے اور دیکھا

ہے یہ بات خدا تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں کر سکتا اس لئے ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے۔ حضرت نے فرمایا تم لوگ اپنی بات سے باز آ جاؤ خدا تعالیٰ سے توبہ کرو۔ ان لوگوں نے کہا ہم اپنی بات سے باز نہ آئیں گے۔ آپ جو سزا دینی ہے وہ دے لیں۔ حضرت نے دیکھا کہ حقیقت نہیں ملتے تو ان سب کو آگ میں جلا دینے کا حکم دیا۔

علی کرم اللہ وجہہ سے بغض

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز میں نے صبح کی نماز رسول خدا کی اقتدا میں ادا کی۔ جب رسول خدا نماز و تسبیح سے فارغ ہو چکے تو آپ ہنایت لطف و مہربانی کے ساتھ پیش آئے۔ آپ نے ہم سے باتیں کرنا شروع فرمائی۔ اتنے میں ایک انصاری حاضر ہوا اور آپ کی خدمت میں عرض کرنے لگا "یا رسول اللہ فلاں انصاری کے کتے نے میرے کپڑے پھاڑ ڈالے اور میری پنڈلی کو ہولان کر ڈالا جس کی وجہ سے آج میں آپ کے ساتھ نماز ادا نہ کر سکا۔" آپ نے سننے کے بعد فرمایا جب کتا کا منہ ہے تو اس کا قتل واجب ہے تم میرے ساتھ چلو۔ ہم سب لوگ آنحضرت کے ساتھ اس انصاری کے گھر گئے۔ انس بن مالک نے آگے بڑھ کر دروازے پر آواز دی کہ دروازے پر رسول خدا موجود ہیں۔ انصاری نے آگے آکر دروازہ کھولا آپ کی تشریف آوری سے بے حد خوش ہوا اور جناب کی خدمت میں عرض کی کہ آپ نے خود کیوں زحمت کی ہے مجھے حکم دیا ہوتا میں حاضر ہو جاتا۔ آپ نے اس انصاری سے فرمایا کہ کائے والے کتے کو لایا جائے جس نے اس کے کپڑے پھاڑے ہیں۔ اس کا قتل کرنا واجب ہے کیوں کہ اس نے پہلے بھی مسلمانوں کی راہ میں آکر کپڑے پھاڑے

ہیں۔ وہ شخص دوڑ کر گیا اور اس کتے کے گلے میں رسی ڈال کر لے آیا۔ کتا آنحضرتؐ کے سامنے لب ہلاتا ہو عرض کرنے لگا "یا نبی کریم آپ یہاں کیوں تشریف لائے ہیں آپ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں۔ رسول خداؐ نے کتے کو پورا واقعہ سنایا کہ تم نے فلاں فلاں آدمی کے کپڑے پھاڑے، فلاں کی پنڈلی کو زخمی کیا، فلاں کو نماز سے روکے رکھا۔" کتے نے عرض کی "یا رسول اللہؐ یہ لوگ منافق اور ناصبی ہیں۔ یہ لوگ امیرالمومنین حضرت علیؑ سے بغض رکھتے ہیں، اگر یہ لوگ ایسے نہ ہوتے تو میں ہرگز ان کی راہ نہ روکتا میں ان کے کپڑے نہ پھاڑتا اور نہ ہی زخمی کرتا یہ سب بغض رکھتے ہیں۔" رسول خداؐ نے کتے کا یہ کلام سننے کے بعد اسے چھوڑ دیا۔ اور اس کے مالک کو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی ہدایت فرمائی اور آپ وہاں سے واپس تشریف لے آئے۔

پتھر پر انبیاء کے نام

حضرت عمارؓ سے روایت ہے کہ امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ کو فہ سے باہر روانہ ہوئے اس علاقہ کو طے فرمایا جس کو بجلہ کہتے ہیں جو کوفہ سے دو فرسخ کی مسافت پر ہے۔ بجلہ کے پچاس یہودی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی خدمت میں عرض کی یا امیرالمومنینؑ ہمارے پاس ایک پتھر تھا جس پر چھ انبیاء کے نام درج تھے۔ اب وہ پتھر ہم سے گم ہو چکا ہے ہم نے بہت تلاش کیا مگر وہ ہمیں کہیں نہیں ملا اگر آپ امام برحق ہیں تو وہ پتھر ہمیں تلاش کر دیں۔ حضرت نے ان یہودیوں سے فرمایا میرے ساتھ چلے آؤ۔ عمارؓ کا بیان ہے کہ وہ سب آپ کے پیچھے پیچھے چلتے رہے حتیٰ کہ خشکی کے ایسے مقام پر وارد ہوئے جہاں ریت کا ایک بہت بڑا پہاڑ موجود تھا۔ حضرت نے ہوا سے

مخاطب ہو کر فرمایا۔ ”اے ہوا اس ریت کو پتھر سے اڑا دے۔ ایک گھنٹہ کے اندر تمام ریت اڑ گئی اور پتھر ظاہر ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا یہی تمہارا پتھر ہے یہودیوں نے عرض کی ہم نے سنا ہے کہ اس پتھر پر چھ انبیاء کے نام درج ہیں۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں اس پر وہ نام درج نہیں ہیں جن کو ہم نے اپنی کتاب میں پڑھا ہے اور سنا ہے۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا نام اس پر درج ہیں جس طرح یہ زمین پر موجود تھا۔ اس کو الٹو۔ ان تمام نے مل کر اس پتھر کو الٹنے کی کوشش کی مگر وہ سب ناکام رہے۔ حضرت نے فرمایا تم سب الگ ہو جاؤ آپ نے ہاتھ بڑھا کر پتھر کو الٹ دیا۔ پتھر پر ان چھ انبیاء کے نام موجود تھے۔ جو صاحب شریعت ہیں حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت محمد مصطفیٰؐ، یہودیوں نے حسب منشاء مراد پائی تو بے اختیار سب نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمد مصطفیٰؐ خدا کے رسولؐ ہیں۔ آپ امیر المومنین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی زمین پر بخت اللہ ہے جس نے آپ کو پہچانا نیک بخت ہوا اور نجات پاگیا۔ جس نے آپ کی مخالفت کی وہ گمراہ ہو کر جہنم میں گرا۔ آپ کے فضائل شمار کرنے سے زیادہ ہیں آپ کے احسانات ان گنت ہیں اور تمام یہودی مسلمان ہو گئے۔

سبز درخت سے آگ

حضرت ابو زر غفاریؓ سے روایت ہے کہ میں ایک جنگ میں رسولؐ کے ساتھ تھا جب رات کا وقت ہوا تو سخت ٹھنڈی ہوا چلی آسمان پر چاروں طرف بادل منڈلانے لگے اور بارش برسا شروع ہوئی نصف رات کے قریب گزر چکی

تھی۔ آپ کے معروف صحابہ کی جماعت جناب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ لوگ سردی میں مبتلا ہیں ان کے دست پناہ اور چتھماق بھیک گئے آگ جلانے کی کوئی چیز نہیں درخت بھی ہرے بھرے ہیں اور پانی کی وجہ سے تر ہیں جس کی وجہ سے آگ جلانا ممکن ہے۔ سخت سردی کی وجہ سے اہل لشکر ہلاکت کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ اگر آگ کا انتظام ہو تو بہتر ہے۔ رسول خدا نے اہل لشکر کی مجبوری سنی تو آپ نے حضرت علیؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے ہلی اٹھو ان لوگوں کے لئے آگ مہیا کرو۔ حضرت اٹھے ایک سبز درخت کی چھال کو توڑا جس میں آگ جلنا مشکل تھی۔ مگر اس سے آپ نے آگ جلائی۔ لوگوں نے اپنے اپنے مقام پر آگ جلا کر اپنے آپ کو گرم کیا اور سب نے خدا کا شکر ادا کیا۔ رسول اللہ اور امیر المومنین کی تعریف کی۔

ہر ایک کو تین دینار

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت اپنے عہد خلافت میں ایک مرتبہ منبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں حکم دیا کہ سب حاضر ہوں جب سب حاضر ہو گئے تو آپ نے اعلان کیا کہ کسی شخص کو مجھ سے نفرت ہے۔ جب آپ نے یہ آواز بلند فرمائی تو ہر طرف سے آواز آنے لگی۔ ہم راضی ہیں ہم تسلیم کرتے ہیں۔ ہم رسول اور اس کے ابن عم کی اطاعت کرتے ہیں۔ آپ نے عمار سے فرمایا۔ بیت المال چلے جاؤ ہر ایک آدمی کو تین دینار دے دو اور ہمارے لئے بھی تین دینار لے آؤ۔ عمار اور ابو ہشیم ایک جماعت کے ساتھ بیت المال کی طرف چلے گئے انہوں نے بیت المال میں دیناروں کو شمار فرمایا وہ تین لاکھ تھے جبکہ لوگوں کی تعداد ایک لاکھ تھی سب کو تین تین دینار دے گئے آپ کے حصہ میں بھی تین دینار آئے۔ عمار نے کہا خدا کی قسم حق تمہارے واسطے آیا نہ مال کا علم تھا نہ مال کے لینے والوں کا علم تھا صرف یہ معجزہ دلالت کرتا ہے کہ اس آدمی کی اطاعت تم پر واجب ہے جس نے اپنے علم سے دیناروں اور لوگوں کی صحیح تعداد بیان فرمائی۔

قاتل کی خبر

حضرت علی امیر المومنین اپنی شہادت سے خود خبر رکھتے تھے جس کی بہت سی روایت ہیں ابن سیرین سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی موت سے باخبر تھا کہ وہ کب آئے گی وہ علی بن ابی طالب ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق سے روایت ہے حضرت علی نے حکم دیا جو اشخاص کو فتنے میں رہتے ہیں ان کے

نام لکھ لئے جائیں۔ کوفہ کے رہنے والوں نے تمام نام لکھ کر جناب کی خدمت میں پیش کئے حضرت نے ان ناموں کو پڑھنا شروع کیا جب ابن ابی ملجم کا نام پر پہنچے تو اپنی انگلی اس کے نام پر رکھ دی اور فرمایا خدا تجھے قتل کرے۔ کسی نے پوچھا جب آپ کو علم ہے کہ یہ شخص آپ کو قتل کرے گا تو آپ اسے خود قتل کیوں نہیں کر دیتے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نگاہ سرزد ہونے سے پہلے سزا نہیں دیتا۔

شہروں کی بربادی

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب نے اپنے ایک خطبہ میں مختلف شہروں کی تباہی و بربادی کے لئے پیشن گوئی فرمائی ہے۔ سعید بن سبب روایت کرتے ہیں کہ کسی نے ایک آیت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا خدا تعالیٰ قیامت سے قبل آٹھ بسیوتوں کو تباہ یا عذاب دیں گے۔ فرمایا سمرقند، جانج، خوارزم، اصفہان اور کوفہ کو ترک اور ہمدان تباہ و برباد کریں گے، رے کو ولیم اور طبرہ برباد کر دیں گے۔ مدینہ اور فارس بھوک اور قحط سے تباہ ہوں گے، مکہ کو حبشی تباہ کریں گے بصرہ اور بلخ غرق ہوں گے، سندھ کو ہند تباہ کرے گا۔ اور ہند کو تبت، تبت کو چین، بدخشاں صافان کرمان تباہ کریں گے، شام کا کچھ حصہ کھوڑوں کی ٹاپوں اور قتل کی وجہ سے تباہ ہوگا، شاماں طاحون میں مبتلا ہو کر تباہ ہوگا، حر دکا شہر ریت سے ہرات سانپوں سے نیشاپور نیل کے ختم ہونے سے آذر بایجان کھوڑوں کی ٹاپوں اور بجلیوں کی وجہ سے بخارا غرق بھوک اور لوگوں کے چھوڑ جانے کی وجہ سے تباہ ہوگا۔ بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کے حصے کو اوپر کر دیا جائے گا۔

لوہے کا موم بن جانا

ابو سعید خمری، جابر انصاریؓ اور عبداللہ بن عباسؓ ایک طویل روایت بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولیدؓ نے کہا میں جب اہل روکی جنگ سے واپس لوٹا تو حضرت علیؓ میرے لشکر میں تشریف لائے۔ میں نے کہا علیؓ آپ ہیں۔ کسی نے یہ بات جا کر حضرت علیؓ سے کہہ دی یہ بات سن کر آپ غصہ میں آئے اور بادل کی طرح گرجتے ہوئے تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا تم نے یہ بات کہی ہے میں نے جواب دیا ہاں میں نے یہ بات کہی ہے آپ کی دونوں آنکھیں سرخ ہو گئیں آپ نے غصہ کے عالم میں فرمایا تم جیسا آدی میرے جیسے سے آگے بڑھنا چاہتا ہے تم جیسے کو یہ جرات ہو جائے کہ تو میرا نام اپنے تالو کے اندر کھاتا رہے۔ آپ نے مجھے کھوڑے سے نیچے گرایا جسے میں روک نہ سکا اس طرح مجھے گھسیٹتے ہوئے حارث ابن کلای چکی کے پاس لے گئے آپ نے لوہے کی موٹی کیل کو جو کہ چکی چلنے کا دار و مدار تھی اپنے ہاتھوں سے اکھاڑا اس طرح موڑ کر میرے گلے میں ڈال دی جس طرح چڑے یا موم کو موڑا جاتا ہے۔ میرے ساتھی یہ منظر اس طرح دیکھ رہے تھے کہ گویا وہ موت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ رہے ہیں میں نے آپ کو داسٹے دے کر آپ نے مجھے نہ چھوڑا۔ لوگوں نے یہ واقعہ اصحاب سے بیان کیا انہوں نے اس کیل کو گلے میں سے اندر لے کے لئے لوہاروں کی ایک جماعت کو بلایا۔ ان سب نے بھی کہا کہ یہ کیل اس وقت تک نہیں نکل سکتی جب تک لوہے کو گرم نہ کیا جائے اگر گرم کیا جاتا ہے تو اس کی موت واقعہ ہو جائے گی اس طرح کئی روز تک پھرتے رہے اور لوگ دیکھ دیکھ کر ہنستے رہے۔ کسی نے کہا کہ حضرت علیؓ سفر سے واپس تشریف لائے

ہیں تم دیگر صحابہ کو لے کر جاؤ۔ چند صحابہ کے ساتھ خالد حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان سب نے اس کی سفارش کی کہ اس کے گلے سے یہ کیل اتار دی جائے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا جب اس نے اپنے لشکر اور سپاہیوں کی زیادتی کی تو اترا گیا اور منزلت کا ارادہ کیا۔ میں نے کیل اس کے گردن میں ڈال دی ہے تاکہ اس کا مزاج درست ہو جائے۔ پھر تمام حضرات نے حضرت علیؑ کو قسمیں دیکر کہا اب اس کی عطا معاف فرمائیں اور یہ کیل اس کی گردن سے نکال دیں۔ آخر حضرت کو ترس آیا آپ نے اس کیل کو تھوڑا تھوڑا کر کے اتارتے گئے اس طرح جس طرح موم کو توڑا جاتا ہے یہ فعل اس طرح کیا جس طرح حضرت داؤد کو خدا نے لوہا نرم کرنے کی صلاحیت عطا کی تھی۔

کر بلا کی زمین:

ازالۃ الخفا میں شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں معتبر روایت سے یہ پیش گوئی حضرت علیؑ نے پچیس برس پہلے ہی فرمائی تھی کہ حضرت امام حسینؑ اور ان کے رفقاء کر بلا کی سر زمین پر لب فرات پر شہادت پائیں گے۔ اصنع سے روایت ہے کہ ہم حضرت علیؑ امیر المومنین کے ساتھ جا رہے تھے آپ کا گذر کر بلا سے ہوا تو آپ نے فرمایا اس جگہ امام کی قبر بنے گی۔ اس جگہ اونٹ ٹھہریں گے اور اس جگہ پالان رکھا جائے گا۔ اس جگہ خون بہایا جائے گا۔ اس مقام پر آل مصطفیٰ کے جوان شہید ہوں گے جس پر آسمان زمین روئیں گے یہ پیش گوئی آپ نے جنگ صفین پر جاتے ہوئے فرمائی تھی تاریخ نے آپ کی پیش گوئی درست کر دکھائی۔

اونٹ کا کھام

ازالۃ الحفا سے نقل کیا جا رہا ہے جو انہوں نے حارث سے بیان کیا ہے۔
حارث بیان کرتے ہیں میں حضرت علیؑ کے ساتھ تھا۔ شام کے ایک اونٹ کو
میں نے دیکھا کہ وہ آیا اور اپنے سوار اور پاندان کو گرا کر صفوں کے اندر گھستا
چلا گیا اور حضرت علیؑ کے پاس پہنچ کر اپنی تھو تھنی کو آپ کے سر اور کندھے کے
درمیان رکھ دیا اور سر اور کندھے کو اپنی گردن سے چلانے لگا۔ حضرت نے فرمایا
یہ ایک نشانی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائی تھی لوگوں نے
اس دن بہت مستعدی دکھائی اور سخت معرکہ ہوا۔

حضرت شمیم تمار کی شہادت:

مناقب مرتضوی میں مولانا محمد صالح کشفی چشتی نے لکھا کہ ایک روز
حضرت علیؑ امیر المومنین اپنے خاص صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے جن میں
شمیم بھی شامل تھے آپ نے شمیم سے مخاطب ہو کر فرمایا اے شمیم اگر حاکم شام
تجھے بلانے اور مجھ سے اظہار بے زاری کرنے کو کہے تو تو کیا کرے گا۔ جناب شمیم
نے عرض کی یا امیر المومنین میں یہ کام کبھی نہ کروں گا۔ آپ کی محبت کا دامن
کبھی نہ چھوڑوں گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا خدا کی قسم وہ تجھے قتل کر دے گا تجھے
سولی پر چڑھانے کا حکم دے گا اور تیرے منہ میں لگام بھی ڈلوائے گا جناب شمیم
نے کہا یا امیر المومنین میں صبر کروں گا۔ میں اپنا سرو جان بچانے کے خاطر
کبھی بھی آپ کی محبت مودت سے گم نہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا تو بہشت
میں ہمارے ساتھ ہو گا۔

وقت گزرنے کے بعد وہ وقت آگیا کہ حاکم شام کے حکم سے شمیم کو گرفتار کر
کے اس کے سامنے لایا گیا۔ تو حاکم شام نے کہا اے شمیم اگر تو اپنی زندگی چاہتا

ہے تو علی بن ابی طالب سے نفرت کر جناب شیم نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنین کے دشمنوں سے نفرت کرتا ہوں ان پر لعنت بھیجتا ہوں۔ حاکم شام غصہ میں آیا اور جناب شیم کو عمران بن حارث کے گھر کے دروازے پر لٹکا دیا گیا چار روز بعد آپ کے دہن سے خون جاری ہو گیا لیکن اس حالت مرگ میں بھی آپ نے محبت علی سے گریز نہ کیا اور بھی کہتے رہے آؤ اور مجھ سے پوچھو میں نبی امیہ کے عیب و فسادات ظاہر کروں جب اس کی اطلاع حاکم کو پہنچی اس نے حکم دیا کہ فوراً اس کے منہ میں لگام دی جائے تاکہ یہ بات بھی نہ کر سکے۔ پس جناب شیم کے منہ میں لگا دے دی گئی اس روز آپ کی شہادت ہوئی۔ حضرت علی نے جو کچھ آپ کی شہادت کے لئے بیان کیا تھا وہ سب صحیح ثابت ہوا۔

سبیلِ سیکنہ حیدرؑ بالطف آباد

زنہ کی ہمت

ایک شخص جن کا نام ثابت تھا جو اپنے زہد تقویٰ کی وجہ سے بڑی شہرت رکھتے تھے ایک مرتبہ مدینہ سے مکہ کی طرف ایک قافلہ روانہ ہوا تو آپ نے حضرت علیؑ سے کہا کہ مجھے سالار قافلہ کے ہمراہ کر دیں۔ آپ نے جب فرمائش انھیں اس قافلہ کے سالار کے سپرد کر دیا تھا کہ وہ انھیں حفاظت سے مکہ پہنچا دیں۔ ثابت ایک خوبصورت و جلیہ نوجوان تھے آپ کی عبادت گزاری کی وجہ سے تمام قافلے کے افراد آپ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ ثابت کی خوبصورتی اور جوانی کو دیکھ کر قافلہ کی ایک نوجوان عورت آپ پر عاشق ہو گئی۔ قافلہ نے رات کو ایک مقام پر قیام کیا یہ خوبصورت عورت رات کی تاریکی میں آپ کے خیمہ کے اندر آ گئی۔ ہر طرح سے اپنی طرف متوجہ کرنے کی

کوشش کی مگر نیک شخص ذرا بھر بھی اس عورت کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ آخر اس عورت نے ثابت کو مزید متوجہ کرنے کے لئے نیم برسہ لباس میں اپنے آپ کو پیش کیا مگر ثابت ذرا بھر بھی اس کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ جب اس عورت نے دیکھا کہ یہ شخص کس طرح بھی اس کے جال میں آنے کو تیار نہیں تو یہ عورت یہ کہہ کر چلی گئی کہ میں تجھے ایسے الزام میں گرفتار کراؤں گی جس کی شرمندگی تیرے دامن کو سیاہ کر دے گی۔ آپ اس کی باتوں سے ذرا بھر بھی خوف زدہ نہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا خدا بڑا عادل ہے وہ ہی مجھے اس ذلت سے نجات دلائے گا۔ غرض کے غلبہ شہوت کی وجہ سے اس عورت نے اپنی مراد ایک غلام سے پوری کی اور وہ اس غلام سے حاملہ بھی ہو گئی۔ جب اسے اپنے اس حمل کا علم ہوا تو اس عورت نے ثابت کو رسوا کرنے کے لئے یہ حمل اس کے سر تھوپنے کا منصوبہ بنایا۔ ایک رات ثابت کو سوتا پا کر اس نے اپنے زیورات کا ڈبہ اس کے سامان میں رکھ دیا۔ دوسرا لمحہ ہی شور مچانا شروع کر دیا کہ میرا زیورات کا ڈبہ چوری ہو گیا ہے۔ جب سالار قافلہ نے سنا تو تمام قافلے والوں کی تماشائی لی گئی مگر کسی کے پاس زیورات نہ برآمد ہوئے اس عورت نے اپنا شک ثابت پر ظاہر کیا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بیان بھی دیا کہ میں اب اس راز کو کھولتی ہوں کہ اس شخص نے فلاں رات میرے خیمہ میں گھس کر میرے ساتھ زنا کیا۔ میں نے شور مچانا چاہا تو اس نے جان سے مارنے کی دھمکی دی میں جان کے خوف سے خاموش رہی۔ اس رات اس نے مجھ سے زنا کیا جس کی نشانی یہ حمل ہے اور میرا شک بھی سچی ہے کہ میرے زیورات کا ڈبہ اسی نے چوری کیا ہے۔ سالار قافلہ پریشان ہوا کیونکہ وہ ثابت کے لئے بہت اچھی طرح

جلنٹے تھے کہ یہ شخص بہت نیک ہے الغرض کہ سالار قافلہ نجات کی نکاشی لینے کے لئے مجبور ہوئے۔ جب نکاشی لی گئی تو اس کے سامان سے عورت کا زیورات کا ڈبہ برآمد ہو گیا جس کی وجہ سے تمام اہل قافلہ اور سالار قافلہ کا شک یقین میں بدل گیا۔ حقیقت سب کے سامنے تھی۔ سالار قافلہ نے اسے حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت عمرؓ نے تمام قافلے والوں سے گواہی طلب کی سب نے ایک زباں ہو کر کہا کہ زیورات کا ڈبہ ثابت کے سامان سے برآمد ہوا ہے۔ حضرت عمرؓ نے تمام واقعات کی تصدیق کرنے کے بعد ثابت کو چوری اور زنا کے جرم میں سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ اس کی خبر مکہ تادمینہ تک پھیل گئی جو بھی سنا وہ حیران رہ جاتا۔ جب حضرت علیؓ کو اس کی خبر ملی تو آپؓ نے حضرت امام حسنؓ کو روانہ کیا اور فرمایا کہ ابھی انھیں سزا نہ دی جائے۔ میں ابھی آتا ہوں۔ کچھ دیر بعد آپؓ دارالشرع پہنچ گئے آپؓ نے اس عورت کو طلب کیا۔ عورت آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپؓ نے اس عورت سے مخاطب ہو کر فرمایا مجھے جانتی ہے میرا نام کیا ہے مجھے علی بن ابی طالب کہتے ہیں۔ سچ بٹا یہ حمل کس کا ہے۔ عورت نے عرض کی یا امیر المومنین ثابت پر جرم ثابت ہو چکا ہے۔ تمام قافلہ کے افراد گواہ ہیں۔ جب دیکھا کہ عورت کسی طرح بھی سچ بیان نہیں کرتی تو آپؓ نے امام حسنؓ کو حکم دیا کہ جاؤ گھر اندر فلاں مقام پر نیم عصا اور پلاس کا ٹکڑا لے آؤ۔ امام حسنؓ نے یہ چیزیں حضرت علیؓ کی خدمت میں پیش کیں۔ آپؓ نے ایک پردہ میں عورت کو لٹا کر نیم عصا اور کپڑا اس کے پیٹ پر رکھا۔ اسم حسی میں ایک اسم پڑھ کر فرمایا۔ اے پیٹ کے بچہ جو کچھ بھی حق اور سچ ہے وہ بیان کر۔ بچہ حکم قادر مختار بلند آواز سے کہنے لگا۔ خدا

ایک ہے محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء ہیں مرتضیٰ علیٰ حضرت مصطفیٰ کے وصی ہیں آپ نے فرمایا میں یہ نہیں پوچھتا تم بتاؤ تم کس کے لطف سے ہو اور یہ زیورات کا ڈبہ ثابت کے سامان میں کیسے پہنچا بچہ شکم مادر سے عرض کرنے لگا یا امیرالمومنین اس عورت نے جو میری ماں بننے والی ہے اس نے اپنے آپ کو ثابت کے سامنے کئی مرتبہ پیش کیا مگر وہ نیک شخص ذرا بھر بھی مائل نہ ہوا اور اس عورت نے اپنی خواہش ایک غلام سے پوری کی اور میں اس غلام کا لطفہ ہوں۔ زیورات کا ڈبہ اس عورت نے ثابت پر چوری کا الزام لگانے کے لئے فلاں رات کو فلاں وقت اس کے سامان میں رکھا تھا تمام خلقت جس میں حضرت عمرؓ اور سالار قافلہ بھی تھے اس معجزے کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ حقیقت کھل جانے کے بعد اس عورت نے بھی سب کے سامنے اپنے گناہ اور ثابت پر الزام لگانے کا اعتراف کیا۔ اس کے بعد اس عورت کو اس کے گناہ کی سزا دی گئی۔ حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ یہ نیم عصا اور پلاس کیا چیز ہے۔ حضرت علیؓ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ایک دن کا ذکر ہے کہ میں اسی مسجد میں بیٹھا تھا۔ آنحضرت بھی ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ثابت آئے جو اس وقت بہت کم عمر تھے آپ اس سے بڑی لطف و مہربانی سے پیش آئے۔ آپ نے اس وقت ثابت کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ اس نیک پر فلاں دور میں فلاں چوری اور زنا کی ہمت لگائی جائے گی اور اسے سنگسار کا حکم دیا جائے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ اس کی خلاصی کی تدبیر کیا ہوگی اس وقت یہ لکڑی اور گڑی کا ٹکڑا دے کر فرمایا جب اس قسم کا واقعہ درپیش آئے تو اس کو عورت کے پیٹ پر رکھ دینا۔ رحم میں جو لطفہ ہو گا وہ

کلام کرے گا اور جو کچھ حق اور سچ ہو گا وہ بیان کر دے گا۔

خولہ کا بیان

حضرت ابو بکرؓ کے دور خلافت کا اہم واقعہ جو حضرت علیؓ مشکل کشا نے اپنے روحانی کشف سے حل فرمایا آپؐ نے خالد بن ولید کو ایک جماعت کے ساتھ قبیلہ بنی حنیفہ کی طرف روانہ کیا جو زکوٰۃ ادا کرنے میں تاخیر کر رہے تھے۔ خالد اس قبیلہ پر غالب آیا اور بہت سامان غنیمت اور اسیروں کو لے کر حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان اسیروں میں سردار قبیلہ کی بیٹی بھی تھی جب اس کی نظر قبر منور پر پڑی تو بے انتہا گریہ کرنے لگی اور عرض کی یا رسول اللہ میں آپ کے پاس فریاد لے کر آئی ہوں حضرت ابو بکرؓ نے دریافت کیا تیری کیا شکایت ہے اس نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں پھر ہمیں کیوں اسیر کیا گیا ہے۔ آپؐ نے کہا کہ تم لوگوں نے زکوٰۃ روک لی ہے۔ اس خاتون نے کہا حقیقت یہ ہے رسول اللہ کے زمانے سے یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ مالدار لوگ اپنے غریب کو زکوٰۃ ادا کرتے رہے ہیں۔ ہم اسی دستور کو باقی رکھنا چاہتے ہیں۔ مگر خالد نے اس التماس کو قبول نہ کیا۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے کہا کہ اے امیر اس لڑکی کی باتوں کا خیال نہ کریں یہ ایسے ہی کہتی رہتی ہے۔ آپؐ نے کہا کہ عہد رسول اللہ میں یہ قاعدہ تھا کہ اصحاب میں سے جو شخص کسی اسیر کے سر پر کپڑا ڈالتا تھا وہ اس سے منسوب کر دی جاتی تھی تم لوگ بھی ایسا ہی کرو۔ اس غرض سے دو شخصوں نے آگے بڑھ کر اس لڑکی کے سر پر کپڑا ڈالا تاکہ آپؐ کو اپنی زوجہ بنا سکیں۔ خولہ نے فرمایا خدا کی قسم یہ ہر گز نہیں ہو سکتا۔ یہ امر محال ہے جو ممکن نہیں سوائے اس شخص کے جو میری ولادت کے حالات

بتائے جو کلام میں نے پیدائش کے وقت کیا تھا وہ بیان کرے۔ ایک شخص نے یہ بات سن کر کہا چونکہ یہ لڑکی اسیری کے عالم میں ہے اس لئے ایسی باتیں کرتی ہے جو قطعی ناممکن ہیں۔ خولہ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میں سچ بیان کرتی ہوں میری شادی صرف اس شخص سے ہی ممکن ہے جو یہ کچھ بیان کرے۔

اتفاق سے کچھ دیر بعد حضرت علیؑ بھی تشریف لے آئے آپ نے اس لڑکی سے مخاطب ہو کر فرمایا تم کیا چاہتی ہو۔ اس نے اپنا مدعا بیان کیا آپ نے فرمایا غور سے سن جب تیرے پیدا ہونے کا وقت قریب آیا تو تیری ماں نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی تھی اے خدا مجھ کو اس بچہ کی ولادت میں سلامتی فرما۔ اس کی دعا قبول ہوئی اور تو نے پیدا ہو کر کہا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور کہا اے میری ماں میرا نکاح سردار حیدر سے کرنا جن سے میرے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو لوگ اس وقت وہاں موجود تھے وہ تیری باتوں سے متحیر ہوئے۔ اور جو کچھ تجھ سے سنا تھا اسے ایک تنبے کے ٹکڑے پر لکھا ہوا اس کو تیری ماں نے پیدائش کے مقام پر دفن کر دیا۔ جب اس پر موت کے آثار نمودار ہوئے تو مجھے اس کی حفاظت کرنے کی وصیت کی اور اسیر ہوتے وقت تو نے اس تنبے کے ٹکڑے کو کوشش سے نکال کر اپنے بازو پر باندھ لیا اور سن اس فرزند کا باپ علی بن طالب ہوگا۔

خولہ نے بازو پر بندھے ہوئے اس ٹکڑے کو نکال کر سب کے سامنے ڈال دیا۔ تمام اصحاب رسولؐ موجود تھے جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہ اس پر درج تھا۔ سب نے یک زبان ہو کر فرمایا قول رسولؐ ہے۔ شہر علم میں ہوں اور علیؑ اس کا

دروازہ ہے۔ اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا ابو الحسن یہ لڑکی آپ کی امانت ہے آپ کے حق میں ہے آپ نے خولہ کو اسماء بنت عمیس کے سپرد کیا جو ان دنوں حضرت ابو بکرؓ کی زوجہ تھیں چند دنوں بعد جب خولہ کا بھائی آیا۔ بہن کی طرف سے وکیل ہوا اور پھر آپ حضرت امیر المومنین کے عقد میں آئیں۔

ایک یتیم پر ظلم :

جب بھی مشکل کا وقت آیا آپ نے ہی مشکل آسان فرمائی بھی وجہ ہے کہ آپ مشکل کشا ہیں یہ شرف آپ ہی کو حاصل ہے کہ آپ نے اپنے کشف سے مجال امر کو آسان کر کے ظالم سے مظلوم کا حق دلایا۔ اس طرح کا ایک واقعہ حضرت عمرؓ کے دور میں پیش آیا جسے حضرت علیؓ نے اپنی روحانی قوت سے حل فرمایا۔ حضرت عمرؓ کے دور میں جناب ابو عبد اللہ انصاری نے وفات پائی آپ نے اپنے پیچھے اسی ہزار دینار اور ایک تین برس کا لڑکا چھوڑا۔ آپ کی بیوی نے آپ کے انتقال کے کچھ عرصے بعد دوسری شادی کر لی اس طرح وقت گزر گیا بچہ بھی پہلے سے سنبھل چکا تھا اپنے اچھے برے کی تمیز رکھتا تھا۔ ایک دن اس نے دیکھا کہ وہ اپنے باپ کے چھوڑے ہوئے مال میں سے اس کی ماں اپنے شوہر کو کچھ درہم دے رہی ہے لڑکے نے جب اپنی ماں کی یہ حرکت دیکھی تو اس نے اپنی ماں سے احتجاج کیا۔ عورت نے اس وقت تو کچھ نہ کہا مگر دل میں سوچا کہ اس کا ابھی سے یہ حال ہے تو سچہ نہیں آگے چل کر یہ کیا کچھ کرے جس سے میری زندگی تلخ نہ ہو جائے اس نے اپنے موجودہ شوہر کے ساتھ مل کر یہ بات مشہور کر دی کہ یہ میرا بیٹا نہیں ہے بلکہ ابو عبد اللہ انصاری کا زرخرید

غلام ہے بچہ کی شفقت و محبت سے پرورش کی تھی جس کی وجہ سے یہ لڑکا اس غلط فہمی کا شکار ہو گیا کہ میں اس کی سگی ماں ہوں جب اس لڑکے نے اپنی سگی ماں سے یہ کلام سنا تو اسے بہت دکھ ہوا۔ جس کی فریاد اس نے حضرت عمرؓ کے دربار میں پیش کی۔ امیر المومنینؓ مجھے میری ماں سے میرا حق دلایا جائے میری ماں مرحوم باپ کی رقم کو آہستہ آہستہ اپنے شوہر پر خرچ کر رہی ہے اس لئے مجھے میری ماں سے میرا حق دلایا جائے۔ جب ماں کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے چند لوگوں کو دولت کا لالچ دے کر جھوٹی گواہی کے لئے تیار کیا۔ اس کی ماں حضرت عمرؓ کے دربار میں پیش ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے اس کی ماں سے کہا کہ تو اپنے بیٹے کا حق کیوں نہیں دیتی۔ اس عورت نے جواب دیا کہ یہ لڑکا میرا حقیقی بیٹا نہیں ہے یہ ان کا زرخرید غلام ہے اسے میں نے اپنے اولاد کی طرح پالا ہے۔ اب بلا وجہ اپنا حق جتا رہا ہے۔ گواہی میں چند لوگوں کو پیش کیا گیا گواہی مکمل ہونے کے بعد اس عورت کو آپ نے بری کر دیا اور اس لڑکے کو قید میں ڈال دیا چند ہی دنوں میں یہ لڑکا قید میں بہت کمزور ہو گیا۔ ایک دن قید خانے کے محافظ سے اس نے ہنایت عاجزی کے ساتھ درخواست کی میرا اس قید خانے میں دم گھٹتا ہے خدا کے لئے مجھے کچھ دیر کے لئے باہر نکال دے تاکہ میں تازہ ہوا لے سکوں۔ اس محافظ کو اس لڑکے پر ترس آیا اور اس نے اس لڑکے کو کچھ دیر کے لئے باہر نکال دیا لڑکا قید خانے سے باہر سر جھکائے ہنایت یاس حسرت مایوسی کے عالم میں بیٹھا تھا کہ اتفاق سے حضرت عمرؓ کے صاحبزادے کا گزر ہوا انہوں نے جب اس لڑکے کی یہ حالت دیکھی تو ترس کھا کر اس سے پوچھا کیا بات ہے جو تم اس قید خانے میں اس پریشانی کی حالت میں بیٹھے ہو۔

اس لڑکے نے اپنی تمام کیفیت بیان کی تو آپ نے جواب دیا کہ تم حضرت علی کے پاس چلے جاؤ۔ ان ہی کے وسیلے سے تمہیں اس تکلیف سے نجات مل سکتی ہے۔ لڑکے نے کہا کہ مجھے کون یہاں سے جانے دے گا آپ نے اپنی ضمانت پر اس لڑکے کو حضرت علی کے گھر تک جانے کی اجازت دی۔ لڑکا گرنا پڑتا حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت علی نے جب اس لڑکے کو اس حالت میں دیکھا تو ہنایت شفقت و محبت سے پیش آئے اسے ہنلا دھلا کر صاف ستھرے کپڑے پہنائے فرمایا گھبراؤ ہمیں خدا تمہیں تمہارا حق ضرور دلانے گا۔ اس لڑکے نے جناب کو اپنی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ آپ نے اس لڑکے کو ساتھ لے کر دارالشرع گئے حضرت عمرؓ بھی موجود تھے آپ نے فرمایا اس یتیم پر ظلم ہوا ہے۔ حضرت عمرؓ نے گوشہ کاروائی بیان کی اور مسکرا دیئے اور فرمایا اس کی ماں کو دوبارہ طلب کیا جائے۔ عورت حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوئی اس عورت نے وہی قول دہرایا۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا کیا تو سچ سچ نہیں بتائے گی مگر عورت اپنے قول پر پختہ رہی آپ نے فرمایا خدا کے حکم سے ایسا معجزہ ظاہر ہوگا جو حق ہوگا وہ سب کے سامنے آجائے گا۔ آپ نے فرمایا فصد کرنے والے کو بلایا جائے اور ایک طشت طلب کیا جب یہ چیزیں حاضر ہو گئیں تو آپ نے فرمایا کہ لڑکے کے لئے دائیں ہاتھ سے اور عورت کے بائیں سے فصد کریں۔ دونوں کا طشت میں خون لیا گیا۔ آپ نے اس خون پر اسمائے حسنی سے ایک اسم پڑھ کر دم کیا فوراً اس طشت سے آواز آئی۔ یا امیرالمومنین میں اس لڑکے کی حقیقی ماں ہوں دنیاوی اغراض کے خاطر میں نے اسے اپنا بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا میں نے اپنے بیٹے سے میراری کی

تھی تمام حاضرین نے اس خون سے آواز سنی سب حاضرین متحیر ہو گئے پھر آپ نے فرمایا ان جھوٹے گواہوں اور اس عورت کو تعزیر دی جائے اور ابو عبد اللہ کا ترکہ اس کے بیٹے کے سپرد کیا جائے آخر اس عورت نے بھی اعتراف کیا۔

ایک لڑکی کی فریاد :

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مدینہ میں ایک شخص جس کا نام عبد اللہ تھا رہا کرتا تھا جو اہل حجاز کا سردار تمام عرب میں کرم و سخا کی سبب مشہور و ممتاز تھا اس کی شان و شوکت و دبہ کے لحاظ سے سب اس کی عزت و توقیر کرتے۔ بکثرت بزرگانہ اسباب و سامان موجود تھا۔ غرض کہ ہر لحاظ میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ خاندان مصطفیٰ کا دوست دار تھا اور حضرت علیؓ امیر المومنین کی محبت پر بے حد فخر و مباہات کیا کرتا تھا۔ اس کے دس بیٹے تھے جو اپنے باپ کی طرح کی شان و شوکت میں ممتاز مقام رکھتے تھے اس سردار کی ایک لڑکی تھی جو ہنایت خوبصورت جوان تھی اپنی پاک دامنی، نیکو کاری اور عبادت کی وجہ سے کافی شہرت رکھتی تھی۔ خصوصی طور پر حب اہلبیت سے اس کا دل سرشار تھا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ وہ خوبصورت لڑکی ہنسنے کی غرض سے پانی میں اتری تاکہ غسل کر کے عبادت الہی میں مشغول ہو۔ اتفاقاً ایک کرم اس کے رحم میں داخل ہوا۔ اس لڑکی کو ذرا بھر بھی خبر نہ ہوئی۔ وہ کرم روز بروز رحم میں پلنے اور بڑھنے لگا۔ اس سبب سے اسے تکلیف ہونے لگی اور یہ کرم اس حالت تک پیٹ میں بڑھ گیا کہ اس دوشیزہ کا پیٹ مثل حاملہ عورت لگنے لگا اور اسے حاملہ عورتوں جیسی تکلیف ہونے لگی۔ یہ بات گھر کی چار دیواری

سے نکل کر عام لوگوں میں پھیلی اس پاک دامن لڑکی کے ہر طرف چرچے ہونے لگے۔ یہ لڑکی اپنی پاک دامنی کا یقین دلاتی مگر ایک بھی ایسا نہ تھا جو اس پر یقین کرنا کیونکہ ظاہر میں آنکھوں کے سامنے مثل حاملہ پیٹ تھا۔ الغرض کہ کوئی شخص بھی کان نہ دھرتا۔ آخر یہ خبر تصدیق کے ساتھ اس کے باپ اور بھائیوں کو پہنچی تو انہوں نے اپنا عمامہ زمین پر دے مارا۔ غم و غصہ میں اپنا لباس تار تار کر ڈالا اور کہا کہ میں اب عرب میں رسوا ہو گیا میری تمام عزت و دبدبہ ختم ہو گیا میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہا۔ آخر انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس لڑکی کے ٹکڑے کر دیئے جائیں تاکہ اس باپ کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔ سردار نے اپنی لڑکی کے گلے میں رسی ڈال کر گھر سے باہر نکالا۔ اس حال سے لڑکی پریشان حال ہوئی۔ اس پاک دامن نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر بارگاہ الہی میں دعا کی۔ اے خدائے غیب دان تو میرے حال سے خوب آگاہ ہے۔ مجھ سے کوئی حرکت ایسی سرزد نہیں ہوئی۔ جس سے میں اس سزا و عذاب کی حق دار بنوں تو ہی جانتا ہے۔ میں کس غم و الم میں گرفتار ہوں۔ مریم بنت عمران کی پاک دامنی کا واسطہ پیغمبر آخر الزماں کی دختر نیک اختر کا واسطہ اس چادر کی حرمت کا واسطہ جس کا اشارہ توریت میں مذکور ہے مجھے کو اس ہمت سے چھڑا تو بہتر جانتا ہے میں نے کسی مرد سے قرابت حاصل نہیں کی پھر یہ عذاب مجھ پر کیوں، میری عفت و عصمت تجھ پر ظاہر ہے۔ میں موت سے نہیں ڈرتی۔ موت سب کو آنا ہے۔ مجھے اپنے باپ اور جوان بھائیوں کی رسوائی کا غم ہے وہ میری وجہ سے خلقت میں شرمسار ہو رہے ہیں میں ان کا یہ غم دیکھ کر پریشان ہوں جو میری وجہ سے ندامت و حسرت کے آنسو بہا رہے

ہیں۔ اس لڑکی کے دل میں یکایک حضرت علیؑ امیر المومنین بن ابی طالب کا خیال آیا..... کوفہ کی طرف منہ کر کے درد بھرے دل سے یوں فریاد کرنے لگی۔ اے میرے آقا میری خبر لیجئے۔ جلدی کیجئے آپ میرے طبیب ہیں۔ میں بیمار ہوں تیرے ہی شفا خانے سے مجھے دوائے شفا عطا ہوگی۔ عین اس وقت حضرت امیر المومنین کوفہ میں مجمع کثیر سے مسجد کے اندر خطاب فرما رہے تھے کہ ناگاہ عالم غیب سے اس لڑکی کا حال معلوم ہوا اور اس کی رہائی کے لئے ایک ہاتف نے تاکید کی۔ اس وقت اہل مجمع سے آپ نے فرمایا اے مومنین اس وقت ایک مشکل پیش آئی ہے جو باعشر رخ و ملال ہے اور میرے بغیر اس کا حل ہونا محال ہے۔ اب میں اس عقدہ کو حل کرنے کے لئے مدینہ منورہ جاتا ہوں۔ وہاں سے واپسی پر اس کا حال بیان کروں گا۔ قبر نے آپ کے ساتھ جانے کی درخواست کی جو آپ نے منظور فرمائی اور قبر سے فرمایا اٹھ اب جلدی کر۔ ویر کا موقعہ نہیں دیر کی صورت میں اک بے گناہ پر سہ نہیں کیا گذرے۔ الغرض آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور جتنی دیر میں آصف برخیا تخت بلقیس کو سبا سے اٹھا کر سلیمان کے دربار میں لائے تھے۔ اس سے بھی جلدی جناب امیر مدینہ میں پہنچ گئے۔ جب مدینہ پہنچے اس وقت عام ہل چل پریشانی و غوغا کے آثار نمایاں تھے۔ اس لڑکی کے چرچے عام تھے اس جہوم میں سردار اور اس کے دس جوان بہادر بیٹے ننگی تلواریں لئے اس لڑکی کے ٹکڑے کرنے کے درپہ تھے اور لڑکی غم سے نڈھال آنسوؤں بہائے جارہی تھی۔ آپ وہاں پہنچے ان سب کو فرمایا خبردار اس لڑکی کو کوئی قتل نہ کرے یہ پاک دامن ہے اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ تمام حاضرین آپ کی آمد سے متوجہ ہوئے لڑکی کے باپ نے فوراً آپ کے

قدموں میں حاضری دی اور عرض کی اس لڑکی کی وجہ سے میں کہیں کا نہیں رہا۔ میری سرداری، میری شان، میری عزت سب تباہ و برباد ہو کر رہ گئی ہے۔ میں کہیں کا نہیں رہا۔ حضرت امیر المومنین نے ہنایت لطف و مہربانی کے ساتھ اسے اپنے قریب بلایا اور فرمایا تو اس بات سے غمگین نہ ہو۔ کسی قسم کا غم نہ کر تیری لڑکی گناہ کی آلائش سے قطعی پاک ہے۔ دیکھو ۲، متقال وزن کا ایک کرم اس کے رحم میں داخل ہوا ہے جو اس کی ذلت و رسوائی کا باعث بنا ہے۔ آپ نے فرمایا اب سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ اہل مدینہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تم اس پاک دامن لڑکی پر کچڑا چھالتے ہو۔ یہ پاک دامن ہے آپ نے ایک طشت طلب فرمایا۔ اور کہا کہ اسے برسات اور برف کے پانی سے بھر لاؤ۔ حاضرین نے عرض کی اس موسم میں نہ بارش ہے نہ برف۔ جناب امیر نے اپنی انگشتی مبارک کا ٹکدہ آسمان کی طرف بلند کیا۔ فوراً حکم خدا سے دو سیاہ بادل کے ٹکڑے ظاہر ہوئے اور برسنے شروع کیا اور اس طشت کو برسات کے پانی سے بھر دیا۔ بعد ازاں اوپر کی طرف سے برف کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا۔ پھر آپ نے کچھ لوشن منگا کر پانی اور برف میں ملایا اور حکم دیا کہ اس جنگل میں ایک خیمہ کھڑا کر دیں اور اس لڑکی کو اس طشت میں بٹھادیں۔ پھر سب خدا کی قدرت کی طرف متوجہ ہوں جب تمام کام حضرت کے مطابق ہوتا چلا گیا تو وہ کرم کے رحم سے نکل کر پانی میں آہٹا۔ اس طرح اس پاک دامن عورت کو اس عذاب سے نجات ملی جب ترازو میں اس کو تولایا تو اس کا وزن ٹھیک بہتر متقال نکلا آخر اس لڑکی کے باپ اور بھائیوں کو اس پریشانی سے نجات دلائی اور سب خوشی خوشی اپنے گھروں کی طرف چلے گئے سردار اور اس کے بیٹے آپ

کی مدح و ثنا تو پہلے ہی سے کرتے تھے اس نجات کے بعد یہ سب ہر وقت آپ کی مدح و ثنا و آل محمد کے فضائل بیان کرتے رہتے۔

بعض منافقین

خطیب اہل سنت محمد افتخار الحسن اپنی کتاب خاک کربلا تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۱۰۵ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ کے بعض منافقین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر اعتراض کیا تو حضرت علی امیر المومنین کو سچہ چلا تو آپ نے سارے شہر میں منادی کرا دی جب مدینہ کے تمام لوگ مسجد نبوی میں جمع ہو گئے تو آپ نے منبر رسول پر تشریف فرما ہو کر حاضرین سے خطاب کیا۔ اے مدینہ والوں تم سے بعض نے میرے نبی کے علم غیب پر اعتراض کیا ہے۔ سفر میں نبی نہیں علی ہوں۔ نبی کا غلام ہوں۔ جو کچھ تم کو پوچھنا ہے مجھ سے پوچھو میں تمہیں عرش اعظم کی باتیں بھی بتاؤں گا۔ جب آپ نے یہ دعویٰ فرمایا تو آزمائش کے خاطر ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کی اے علی کیا آپ نے کبھی اپنے رب کو دیکھا ہے۔ حیدر کی علی جلالت جوش میں آئی اور فرمایا خدا کی قسم میں ایک سجدہ کرتا ہوں دوسرا اس وقت تک نہیں کرتا جب تک کہ خدا کو نہ دیکھ لوں۔

حضرت جبرئیل کا سوال

خطیب اہل سنت محمد افتخار الحسن، فیصل آباد اپنی کتاب خاک کربلا میں ترمذی المجالس جلد ۲ صفحہ ۲۱۰ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں حضرت علی امیر المومنین کا ہمیشہ بھی دعویٰ رہا کہ جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھو اس طرح آپ نے ایک مرتبہ بھرے مجمع میں فرمایا مجھ سے پوچھو اور میں زمین و آسمان

کی ہر چیز جانتا ہوں۔ حضرت جبرئیل انسانی صورت میں اس مجمع میں تشریف لائے اور آپ سے فرمایا اگر آپ اپنے دعویٰ اور علم میں سچے ہیں تو بتاؤ اس وقت جبرئیل کہاں ہیں۔ حضرت علیؑ نے زمین و آسمان پر نظر ڈالی مگر آپ نظر نہ آئے۔ مشرق و مغرب، جنوب و شمال چاروں طرف دیکھا وہاں بھی نظر نہ آئے۔ فضاؤں میں تلاش کیا وہاں بھی نظر نہ آئے۔ آپ نے سوال کرنے والے کی شکل پر نظر ڈالی تو مسکرا دیئے۔ فرمایا جبرئیل تم ہی ہو۔ جب آپ کی یہ معجزہ منافی دیکھی تو کسی نے پوچھا آخر اتنا علم آپ کے پاس کہاں سے آیا، اس لعاب نبیؐ کا اثر ہے جو میں نے اس دنیا میں آنے کے بعد سب سے پہلے متاول فرمایا تھا۔

حضرت جبرئیلؑ کا فخر

حضرت امام حسن سے روایت ہے کہ ایک رات والد بزرگوار امیر المومنین نے فرمایا کہ اے بیٹا گھر میں پانی موجود نہیں اور مجھے غسل کی ضرورت ہے امام حسن فرماتے ہیں رات بڑی اندھیری تھی میں اٹھ کر پانی لینے گیا۔ اسی اثنا میں ایک ہاتھ نے آواز دی اے امیر المومنین پانی کا طشت لیجئے۔ میں یہ طشت بہشت عبر سرشت سے لایا ہوں۔ پس حضرت نے اس سے طہارت کی اور نماز تہجد میں مصروف ہو گئے جب میں پانی لے کر واپس آیا دیکھا کہ آپ نماز میں مشغول ہیں۔ میں نے عرض کی پدر بزرگ وار پانی کہاں سے آیا۔ فرمایا حق تعالیٰ نے پانی کا طشت بھیجا تھا اور جب میں غسل سے فارغ ہوا تو کوئی یوں پکار رہا تھا۔ اے علیؑ تیرے مانند کون ہو سکتا ہے کہ جبرئیل امین تیرے غسل کے لئے پانی بہشت سے لاتا ہے۔ نیز جبرئیل نے مجھ سے کہا اس

عمل سے مجھ کو فرشتوں کے درمیان بڑا فخر حاصل ہوا اور میں قیامت تک اس شرف پر فخر و مباہات کرتا رہوں گا۔

ایک سوداگر کی امانت :

حضرت ابو بکر صدیق کے زمانہ خلافت میں ایک سوداگر ہزار دینار حضرت ابو بکر کے سپرد کر کے حج کو گیا۔ جب کچھ مدت کے بعد مدینہ واپس آیا تو آپ انتقال فرما چکے تھے اور حضرت عمرؓ آپ کے جانشین ہو چکے تھے۔ سوداگر نے دارالشرع میں آکر ہزار دینار کا مطالبہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ مجھے اس بات کی کچھ خبر نہیں۔ بی بی عائشہؓ سے تحقیق کرنا چاہئے مگر انھیں بھی کچھ معلوم نہ تھا۔ سوداگر ہنایت پریشان ہوا۔ پرانی واقفیت کی بناء پر حضرت سلمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام حال بیان کیا۔ سلمانؓ اس سوداگر کو لے کر حضرت علیؓ بن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سوداگر نے اپنا تمام حال امیرالمومنین کی خدمت میں بیان کیا۔ امیرالمومنین نے مسجد سید المرسلین میں تشریف لا کر حضرت عمرؓ فرمایا کہ بی بی عائشہؓ سے اجازت لو تاکہ جس جگہ امانت دفن ہے میں اس جگہ کا نشان دوں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا ابو الحسن کیا حضرت ابو بکرؓ آپ کو اس راز سے آگاہ فرما گئے تھے۔ آپ نے فرمایا جب تم سے ہی یہ بات انہوں نے نہیں کہی تھی پھر مجھے کس طرح بتاتے لیکن خالق اکبر نے زمین کو حکم فرمایا ہے کہ مشرق سے مغرب تک جو واقعات اس پر گزریں وہ مجھ سے بیان کر۔ بعد ازاں آپ دیگر اصحاب، ہمراہ بی بی عائشہؓ کے گھر پر تشریف لے گئے اور ایک جگہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس جگہ قہ آدم کھودیں۔ جب مقررہ حد تک کھودا گیا تو ایک برتن برآمد ہوا تو اس میں

ہزار دینار تھے اس طرح امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کے طفیل یہ امانت حق دار کو پہنچی تمام حاضرین آپ کے کشف کی داد دینے لگے سب نے تعریف کی۔
حضرت اویس قرنیؓ :

ابن عباس سے منقول ہے کہ جب حضرت علی امیر المومنین عہد و میثاق لینے کے لئے مقام ڈی قار میں فردکش ہوئے۔ نرمایا کل صبح ہزار مرد کوفہ سے ہمارے پاس پہنچیں گے۔ میں متفکر ہوا کہ مبادا کم اور زیادہ نہ ہوں اور لوگ بے اعتقاد نہ ہو جائیں۔ اگلے روز صبح کو جب وہ لوگ آئے تو میں راستے میں جا کر شمار کرنے لگا نو سو ننانوے شخص آئے اور گزر گئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا تعجب ہے کہ ایک آدمی کم ہوا۔ اتنے میں ایک شخص صوف کی قباعت سے اور لڑائی کے آلات تن پر سجائے بیابان سے ظاہر ہوا اور آکر امیر المومنین کی خدمت میں عرض کی یا امیر المومنین وصی خیر المرسلین اپنا دست حق پرست نکالنے تاکہ آپ کی شرف بیعت کی برکت سے دونوں جہاں میں سرفراز اور ممتاز رہوں۔ حضور آپ کی طرف سے جنگ کر کے درجہ شہادت پر فائز ہوں۔ یہ سعادت اپنے ساتھ بہشت میں لے جاؤں امیر المومنین نے اپنا دست مبارک اسے دیکر فرمایا مجھے میرے بھائی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی کہ اویس نامی میری امت کے ایک مرد سے تمہاری ملاقات ہوگی جو خدا کا آزاد کردہ ہے اور قبیلہ ربیعہ اور مصر کے گوسفندوں کے بالوں کے شمار کے موافق میری امت کے آدمی اس کی شفاعت سے بہشت میں جائیں گے اور وہ شہید ہوگا جب کہ اہل بغاوت سے تمہاری لڑائی ہوگی۔ راوی کہتا ہے جب ہزار آدمی ٹھیک ہو گئے تو میں بہت خوش ہوا اور حضرت اویس قرنیؓ جنگ صفین میں جناب امیر المومنین کی طرف سے شہید ہوئے۔

اسلام

(۱) میں اسلام کی ایسی تفسیر کروں گا جیسی مجھ سے پہلے آج تک کسی نے نہ کی ہوگی۔ اسلام تسلیم کا نام ہے اور تسلیم یقین ہے اور یقین تصدیق ہے اور تصدیق اقرار ہے اور اقرار ادا نیگی ہے اور ادا نیگی عمل ہے۔

(۲) لوگوں پر ایسا دور گزرنے والا ہے کہ جب بنام قرآن فقط اس کا رسم الخط باقی رہے گا اور بنام اسلام فقط اس کا نام۔

(۳) بلاشبہ یہ اسلام اللہ کا دین ہے جسے اس نے خود اپنے لئے چنا اور اپنے سامنے اسے تشکیل دیا ہے۔

(۴) سلام سے بلند تر کوئی شرف نہیں۔

(۵) اسلام یہ ہے کہ تمہارا دل سالم ہو جائے اور تمہاری زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(۶) لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو تو بچے مسلمان ہو جاؤ گے۔

(۷) سب سے زیادہ ذمہ دار سب سے بہتر اسلام والا ہوتا ہے۔

(۸) بہترین مسلمان وہ ہے جس کی لگن اور تیاری آخرت کے لئے ہو اور جس کی امید و خوف دونوں مساوی رہیں۔

(۹) اللہ نے تمہارے لئے دین اسلام بنایا اس کے احکام آسان کئے اور اس کے خلاف لڑنے والوں پر اس کے ارکان کو استحکام عطا کیا۔

(۱۰) اسلام کا ہدف و مقصد (خدا کے سامنے) سر تسلیم (خم کرنا) ہے۔

توحید

(۱) اول دین اللہ کی معرفت ہے اور کمال معرفت الہی، اس کی تصدیق اور کمال تصدیق، اسے یکتا واحد سمجھنا ہے اور کمال توحید اس کے لئے اخلاص پیدا کرنا، اور کمال اخلاص صفات کو اس سے نفی کرنا ہے (یعنی وہ کسی صفت سے متصف نہیں)۔

(۲) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں، وہ اکیلا اور لاشریک ہے۔ ایسا اول کہ جس سے پہلے کچھ نہیں اور ایسا آخر کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ لکریں اس کی کسی صفت سے باخبر نہیں ہو سکتیں اور نہ ہی اس کے لئے کوئی کیفیت دلوں میں ٹھہر سکتی ہے۔

(۳) بابرکت ہے وہ خدا جس تک بلند پرواز ہمتیں بھی پہنچنے سے قاصر ہیں، ذہنوں کی گہری سوچیں بھی اسے پا نہیں سکتیں۔ ایسا اول جس کی کوئی غایت نہیں کہ اس طرح وہ منتہی ہو جاتا اور اس کی ذات کا کوئی آخر نہیں کہ اس طرح وہ ختم ہو جاتا۔

(۴) تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جو عرش و کرسی، زمین و آسمان، جن و انس سب سے پہلے موجود تھا اور اسی طرح موجود رہے گا اسے واپسوں کے ذریعے نہیں جانا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کا، فہم و فراست کے ذریعے اندازہ لگایا جاسکتا ہے، اسے کوئی سائل (دوسرے امور سے) غافل نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس سے کچھ لے لینے والا اس کے عطا و بخششوں میں کمی لاسکتا ہے۔ نہ اسے آنکھوں کے ذریعے دیکھا جاسکتا ہے اور نہ ہی زمان (و مکان) میں محدود کیا جاسکتا ہے۔ جوڑے کے ذریعے اس کی توصیف ممکن نہیں وہ کسی وسیلے کے ذریعے خلق

ہیں کرتا (یوں ہی وہ جو چاہے خلق کر دے) حواس کے ذریعے اس کا ادراک نہیں ہو سکتا اور نہ ہی لوگوں سے اس کا موازنہ ممکن ہے۔

(۵) (وہ خدا جو) ایک ہے مگر کسی حدود سے نہیں، ہمیشہ رہنے والا ہے مگر مدت کے تعین کی وجہ سے نہیں، استوار ہے مگر ستونوں کے سہاروں پر نہیں، اذیان اسے سمجھتے ہیں مگر شعور و حواس کے ذریعے نہیں، اور دیکھی جانے والی اشیاء اسکے لئے گواہی دیتی ہیں مگر اس کے حاضر ہونے بغیر۔

(۶) جس نے اسے مختلف کیفیتوں سے متصف کر دیا اس نے اسے یکتا نہیں سمجھا اور وہ (ایسا شخص) حقیقت تک نہیں پہنچ سکا جس نے اس کا مثل ٹھہرایا اور اس (شخص) نے اس کا قصد نہیں کیا جس نے کسی کو اس کا شبہیہ قرار دیا اور اسے اس نے بے نیاز نہیں سمجھا جس نے اس کی طرف اشارہ کیا یا اسے اپنے خیالوں میں لے آیا۔

(۷) اور جان لو..... اے میرے بیٹے! اگر تمہارے پروردگار کا کوئی شریک ہوتا تو اس کے رسول بھی تمہارے پاس ضرور آتے اور تم یقیناً اس کی مملکت و حکومت کے آثار بھی دیکھتے (بالکل) اسی طرح اس کے افعال و صفات کی معرفت بھی تمہیں حاصل ہوتی مگر سچ یہ ہے کہ وہ خدا اپک ہے جیسا کہ اس نے خود اپنی توصیف کی ہے۔

(۸) توحید یہ ہے کہ تم اسے خیالوں اور وابہوں میں بھی نہ لاؤ۔

(۹) توحید نفس کی حیات ہے۔

(۱۰) جو بھی خدا کو پہچان لے گا وہ اسے یکتا (ہی) مانے گا۔

(۱۱) جو بھی اللہ کا مقرر ہوگا وہ اسے مخلوقات سے تشبیہ نہیں دے گا۔

عدل

(۱) آپ سے پوچھا گیا۔ ”عدل وجود میں سے کون افضل ہے؟“ تو آپ نے فرمایا ”عدل امور کو ان کے ٹھکانوں پر رکھنا ہے اور جو داغ نہیں اپنی جگہوں اور جہتوں سے ہٹا دینا ہے۔ عدل عام سیاست ہے اور جو دو خاص عارض ہونے والی چیز ہے لہذا عدل ان دونوں میں سے افضل و اشرف ہے۔“

(۲) عدل اسلام کے ستونوں میں سے چار شعبوں میں بٹا ہوا ہے، عمیق فہم، گیرائی علم، حسن قضاوت اور استحکام حلم لہذا جو سمجھ گیا وہ علم کی گہرائیوں سے روشناس ہو گیا اور جو علم کی گہرائیوں سے واقف ہو گیا وہ احکام کے سرچشموں سے سیراب نکل آتا ہے اور جو حلم اختیار کرتا ہے وہ اپنے کام میں کوتاہی نہیں کرتا اور اسی لئے وہ لوگوں کے درمیان قابل ستائش بن کر رہتا ہے۔

(۳) گمان پر بھروسہ کر کے فیصلہ کر دینا عدل نہیں ہے۔

(۴) عادلانہ روش کے ذریعے مخالف کو شکست دی جاسکتی ہے۔

(۵) توحید یہ ہے کہ تم اس کو گمان میں بھی نہ لاؤ اور عدل یہ ہے کہ تم اس پر ہمت نہ باندھو۔

(۶) عدل کو بروئے کار لاؤ اور ناحق شدت و ظلم کی طرف میلان سے دور رہو

کیونکہ شدت لوگوں کو ترک وطن پر، اور ظلم انھیں تلوار کی طرف بلاتا ہے۔

(۷) ظالم کے خلاف عدل کا دن، مظلوم پر ظالم کے ظلم کے دن سے زیادہ شدید ہوگا۔

(۸) امام عادل موسلا دھار بارش سے بہتر ہوتا ہے۔

- (۹) جو جہالت کی پیروی کرتا ہے وہ عدل کی راہ کو چھوڑ دیتا ہے۔
- (۱۰) عدل امارت کی زینت ہے۔
- (۱۱) جو اپنے ماتحت افراد کے ساتھ عدل روا رکھتا ہے وہ اپنے سے بلند والوں سے عدل پاتا ہے۔
- (۱۲) عدل ایک شکل اور ظلم کئی صورتوں والا ہے اسی لئے ظلم کرنا آسان ہے اور عدل کرنا مشکل۔ یہ دونوں تیر اندازی میں صحیح اور غلط نشانے کی طرح ہیں یقیناً تیر کے ٹھیک نشانے پر بیٹھ جانے کے لئے بڑے زمانے اور ریاضت کی ضرورت ہوتی ہے، جب کہ نشانہ خطا ہو جانے کے لئے ان سب میں سے کسی ایک کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔
- (۱۳) سب سے افضل ”والی“ وہ ہے جس کی یاد عدل کے ذریعے باقی رہے اور اس کے بعد آنے والا اسی سے مدد حاصل کرے۔
- (۱۴) عدل کو سخت گیری پر مقدم رکھو گے تو محبت کی کامیابی سے ہمکنار ہو جاؤ گے اور جہاں بات سے کام نکل جائے وہاں عمل میں مشغول نہ ہو۔
- (۱۵) سلطان کا عدل زمانے بھر کی سرسبزی و شادابی سے بہتر ہوتا ہے۔
- (۱۶) رعایا کا دل اپنے مالک کے لئے ایک خزانے کی طرح ہوتا ہے لہذا وہ اس میں جو بھی عدل و ظلم رکھے گا بعد میں وہاں سے وہی پائے گا۔
- (۱۷) عدل بہترین قضاوت ہے۔
- (۱۸) عدل لوگوں کے لئے استحکام کا باعث ہے۔
- (۱۹) عدل سلطان کی فضیلت ہے۔

امامت

(۱) جس نے خود کو لوگوں کا امام بنایا اسے دوسروں کی تربیت سے پہلے خود اپنی تربیت کا آغاز کر دینا چاہئے اور اپنی زبان کے ذریعہ (دوسروں کو) ادب سکھانے سے پہلے اسے اپنی سیرت کو تادیب کا ذریعہ بنانا چاہیے۔ خود اپنے آپ کو تعلیم دینے اور سدھارنے والا، لوگوں کو تعلیم و تربیت دینے والے سے زیادہ قابل احترام ہے۔

(۲) اللہ نے امانت (امامت) کو امت کے نظام کو برقرار رکھنے کیلئے فرض کیا اور اطاعت کو امامت کی تعظیم کے لئے واجب کیا۔

(۳) بلاشبہ عظیم ترین خیانت، امت کے ساتھ خیانت ہے اور بدترین دھوکا رہبروں کا دھوکا ہوتا ہے۔

سمیل سیکنہ حیدر آباد سندھ پاکستان

(۴) بدترین آدمی وہ ظالم رہبر ہے جو خود تو گمراہ ہوتا ہی ہے اور اسکی وجہ سے دوسرے لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں (کیونکہ) وہ معروف سنت کو مردہ اور متروک بدعتوں کو زندہ کر دیتا ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے عادل اماموں پر واجب کیا ہے کہ وہ اپنے معیار زندگی کو (مالی اعتبار سے) کمزور طبقہ کے مطابق رکھیں تاکہ فقیر کو اس کی فقیری نافرمانی پر نہ اکسائے۔

(۶) اللہ نے منصف رہبروں پر فرض کر دیا ہے کہ وہ خود کو عوام (کے معیار زندگی) کے مطابق رکھیں تاکہ فقیر کو اپنا فقر برا نہ لگے۔

(۷) امام عادل موسلا دھار بارش سے (بھی) بہتر ہے۔

- (۸) جس نے امام (عادل) کی اطاعت کی اس نے اپنے رب کی اطاعت کی۔
- (۹) امام کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے چاہنے والوں کو اسلام و ایمان (اور احکام کی حدود سے روشناس کرائے)۔
- (۱۰) تمہارے لئے اپنے اماموں کی اطاعت لازم ہے کیونکہ وہ لوگ آج تمہارے (اعمال کے) گواہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور کل اللہ کے نزدیک بھی لوگ تمہارے شفیع ہوں گے۔
- (۱۱) ائمہ (حق) ہی اللہ کی مخلوقات کے لئے اس کے نمائندے اور لوگوں کے لئے اللہ کو پہنچانے والے ہیں، جنت میں صرف وہی جاسکتا ہے جسے یہ لوگ، (ائئمہ) اور جو ان لوگوں کو پہچانتا ہوا اور جہنم میں وہی جائے گا جو ان کا، اور یہ جس کا انکار کریں گے۔

آخرت

(۱) اے لوگو دنیا صرف ایک گزرگاہ ہے اور آخرت جائے استقرار ہے لہذا تم لوگ اپنی گزرگاہ سے اپنے مستقر کا کچھ سامان کر لو اور اپنے اسرار کا پردہ اٹھاؤ جو ان سے واقف ہے۔

(۲) جو اپنی آخرت سنوار لے گا، اللہ اسکی دنیا سنوار دے گا۔

(۳) جو آخرت چاہتا ہے اسے دنیا چاہتی ہے یہاں تک کہ وہ اسی (دنیا) سے اپنا رزق مہیا کر لیتا ہے۔

(۴) مجھے اس پر تعجب ہے جو اپنی دوسری خلقت سے انکار کرتا ہے جبکہ وہ اپنی پہلی خلقت کا مشاہدہ کر رہا ہوتا ہے اور دار بقا کو چھوڑ کر دار فنا کو آباد کرتا ہے۔

(۵) آپ نے موعظہ کی خواہش کا اظہار کرنے والے ایک شخص سے فرمایا "ان لوگوں میں سے نہ ہونا جو عمل کے بغیر آخرت کے طلب گار ہوتے ہیں۔"

(۶) امام حسن علیہ السلام سے وصیت میں فرمایا "جان لو بیٹا تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کہ دنیا کے لئے، تم فنا کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کہ بقا کے لئے اور تم موت کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کہ زندگی کے لئے۔"

(۷) دنیا کی تنگی، آخرت کی مٹھاس اور دنیا کی حلاوت آخرت کی تنگی ہے۔

(۸) اللہ نے دنیا کو خراب اور آخرت کو آباد کرنے والوں کے علاوہ سب سے منہ موڑ لیا ہے۔

(۹) جس نے اپنے دن کی ابتدا آخرت کی فکر میں کی وہ بغیر دولت کے غنی، بغیر اہل کے مانوس اور بغیر خاندان کے عزت دار ہو جاتا ہے۔

- (۱۰) دنیا، دولت سے حاصل کی جاتی ہے اور آخرت اعمال سے۔
- (۱۱) متاع آخرت (دنیا میں) سستی ہے لہذا اس وقت اس کی زیادہ خریداری کرو۔
- (۱۲) حقیقتاً جس پر سعادت کا عنوان صادق آتا ہے وہ آخرت کی سعادت ہے اور اس کی چار قسمیں ہیں ایک ایسی بقا جس میں فنا نہیں، ایک ایسا عالم جس میں جہل نہیں، ایک ایسی قدرت جس میں عجز نہیں اور ایک ایسی بے نیازی جس میں فقر نہیں۔
- (۱۳) جو اپنی آخرت سنوار لیتا ہے اللہ اسکی دنیا سنوار دیتا ہے۔
- (۱۴) آخرت خوش قسمتوں کی کامیابی ہے۔
- (۱۵) فائدہ میں وہی شخص ہے جس نے دنیا کو آخرت کے لئے فروخت کر دیا۔
- (۱۶) مال و اولاد دنیوی زندگی کی زینت ہیں اور اعمال صالح آخرت کی کھیتی ہیں۔
- (۱۷) حالات دنیا اتفاقات پر، اور احوال آخرت تواثر پر مبنی ہوتے ہیں۔
- (۱۸) دنیا (ایک ٹکڑے ہوئے) دسترخوان کی طرح ہے جہاں نیک و بد سب ہی (ایک ساتھ) کھاتے ہیں مگر آخرت دار حق ہے اور وہاں ایک قادر بادشاہ کا حکم چلے گا۔
- (۱۹) دور اندیش وہ ہے جسے دنیا کی فریب کاریاں آخرت کے لئے کام کرنے سے باز نہ رکھ سکیں۔
- (۲۰) آخرت دار مستقر ہے لہذا اسکے لئے ایسی چیزیں تیار رکھو جو تمہاری خاطر باقی رہنے والی ہوں۔

شفاعت

- (۱) جان لو کہ یہ قرآن شفاعت شدہ شافع اور تصدیق شدہ قائل ہے اور یہ کہ قرآن روز قیامت جس کی شفاعت چاہے گا اس کی شفاعت ہو جائے گی اور قرآن جس کی شکایت کرے گا وہ قبول کر لی جائے گی۔
- (۲) روز قیامت نہ کوئی شفیع ہوگا اور نہ دوست ہوگا جو کچھ فائدہ پہنچا سکے اور نہ ہی کوئی بہانہ ہوگا جو عذاب الہی دور کر سکے گا۔
- (۳) یہ نقص ہے کہ تمہاری شفاعت کرنے والا تمہارے ذات اور صفات سے ہٹ کر کوئی اور شے ہو۔
- (۴) شفاعت کرنے والا طالب شفاعت کے لئے بال و پر کا درجہ رکھتا ہے۔
- (۵) توبہ سے زیادہ کامیاب کوئی شفیع نہیں۔
- (۶) اللہ کے نبیوں کے بلاوے پر بلید کہو اور ان کے احکامات کے سامنے سر تسلیم خم کرو ان کی اطاعت کرو تب جا کر تم ان کی شفاعت (کے دائر میں) داخل ہو پاؤ گے
- (۷) اعتراف مجرم کا شفیع ہے۔
- (۸) مجرم کا شفیع اس کا انکساری کے ساتھ معذرت کرنا ہے۔
- (۹) شافع خلق حق پر عمل اور صدق کی پابندی ہے۔
- (۱۰) گناگار کا بہترین شفیع اس کا اقرار ہے۔
- (۱۱) عذر خواہی سے زیادہ کامیاب کوئی شفیع نہیں۔

حق

- (۱) یقیناً حق ثقیل اور قابل ستائش ہے اور باطل ہلکا اور وباد والا ہے۔
- (۲) جو بھی کاپلی کا پابند رہا اس نے (دوسروں کے) حقوق ضائع کر دیئے۔
- (۳) ہر نعمت میں اللہ کا حق ہوتا ہے لہذا جو اس کے حق کو ادا کر دیتا ہے اللہ اس کی نعمتوں کو بڑھا دیتا ہے اور جو اس کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے اللہ اس کی نعمتوں کو زائل کر دیتا ہے۔
- (۴) دوسروں کے کام میں غور و فکر کرنے والا حق نہیں پاسکتا اور جو جہالت کی وجہ سے بکثرت تنازعہ کرے گا حق کے بارے میں اس کا اندھا پن ہمیشگی اختیار کرے گا۔
- (۵) آدمی اپنے حق کی تاخیر کے لئے مطمئن نہیں کیا جاتا بلکہ وہ ان چیزوں کے لینے پر برا سمجھا جاتا ہے جو اس کے لئے نہ ہوں۔
- (۶) مومنین کے گمانوں سے ڈرو کیونکہ اللہ نے حق کو انکی زبانوں پر قرار دیا ہے۔
- (۷) (معاویہ کو خط میں تحریر فرمایا) آگاہ ہو جا جسے حق نے اپنا لیا وہ جنتی ہے اور جو باطل کا لقمہ بنا وہ جہنمی ہے۔
- (۸) بہترین اخلاق حق کے معاملے میں صبر ہے۔
- (۹) اللہ کی نعمتیں کسی پر بھی ہست زیادہ نہیں ہوتیں جزویہ کہ اس پر اللہ کا حق بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔
- (۱۰) دو آنکھوں والے کے لئے حق کتنا واضح ہے۔
- (۱۱) حق منورہ اور باطل وبال جان ہے۔

- (۱۲) حق کی طرف جانے کے لئے سختیاں اٹھاؤ۔
- (۱۳) جو حق سے تجاوز کرتا ہے اس کا راستہ تنگ ہو جاتا ہے۔
- (۱۴) حق سے روشناس کرانے والے کا حق پہچانو چاہے وہ بلند مرتبہ امیر یا کوئی پست (آدمی) کیوں نہ ہو۔
- (۱۵) اپنے بھائی کا تعلقات کی بنا پر حق ضائع نہ کرو وہ تمہارا بھائی نہیں ہے جس کا تم حق ضائع کر دو۔
- (۱۶) حق نجات دیتا ہے اور باطل برباد کر دیتا ہے۔
- (۱۷) حق کے ساتھ اس دن کیلئے عمل کرو جس دن صرف حق سے فیصلہ ہوگا۔
- (۱۸) شریف ناحق قتل ہو جاتا ہے (مگر روز قیامت) اسے اپنے حق سے زیادہ ثواب عطا کیا جائے گا۔
- (۱۹) صاحب تفرقہ لوگ باطل ہوتے ہیں بھلے ہی وہ زیادہ ہوں اور ہم آہنگ لوگ اہل حق ہوا کرتے ہیں بھلے ہی وہ کم ہوں۔
- (۲۰) بلاشبہ اللہ کا دین لوگوں سے نہیں پہچانا جاسکتا لہذا حق کو پہچان لو تو اہل حق کو جان جاؤ گے اور بلاشبہ حق بہترین بات ہے اور اس پر علی الاعلان عمل کرنے والا مجاہد ہوتا ہے۔
- (۲۱) جو اپنے حق سے زیادہ کا سوال کرتا ہے وہ محرومیت کا مستحق ہوتا ہے۔
- (۲۲) حق ایسی روشنائی ہے جو نا انصافی اور کٹختی سے منزہ ہوتی ہے۔
- (۲۳) حق ہر عامل کے لئے نجات کا ذریعہ ہے۔
- (۲۴) حق اہل باطل کے لئے تلوار ہے۔
- (۲۵) حق اتباع کے لئے سب سے زیادہ مناسب ہے۔

حکمت

(۱) حکمت جہاں ملے لے لو کیونکہ حکمت اگر منافق کے سینے میں ہوتی ہے تو وہاں اس وقت تک متحرک رہتی ہے جب تک کہ وہاں سے نکل کر اپنے (حقیقی) مالک مومن کے سینے میں نہ منتقل ہو جائے۔

(۲) حکمت مومن کی گمشدہ (چیز) ہے لہذا حکمت لے لو بھلے ہی وہ صاحب حکمت منافق ہی کیوں نہ ہو۔

(۳) یقیناً حکماء کا کلام اگر درست ہوتا تو دوا کی طرح (مفید) ہوتا ہے لیکن اگر غلط ہوتا ہے تو بیماری ہوتا ہے۔

(۴) یقین (جو ایمان کے ستونوں میں سے ہے) کے چار حصے ہیں نظر و ذہن کی چابکی، ادراک حکمت، عبرت کا حصول اور اولین کی روش، لہذا جو ذہانت کے معاملے میں دور اندیشی سے کام لیتا ہے اس کے لئے حکمت واضح ہو جاتی ہے اور جس کے سامنے حکمت واضح ہو گئی وہ عبرت ناک چیزوں سے سبق حاصل کرے گا اور جس نے عبرت ناک اشیاء کو پہچان لیا تو گویا وہ اولین کے گروہ میں شامل ہو گیا۔

(۵) اپنے دل کو موعظے کے ذریعے زندہ کرو اور زہد کے ذریعے مار ڈالو (یعنی دل میں پیدا ہونے والی خواہشات کو ختم کر ڈالو) یقین کے ذریعے اس کو تقویت پہنچاؤ اور حکمت سے اسے منور کرو۔

(۶) جو (علم و) حکمت میں معروف ہوتا ہے اس کی طرف پروقار نگاہیں اٹھا کرتی ہیں۔

فکر

- (۱) فکر ایک صاف و شفاف آئینہ ہے۔ (۲) تفکر جیسا کوئی علم نہیں۔
- (۳) جو (کلام میں) زیادہ روی کرتا ہے وہ بکواس کرنے لگتا ہے اور جو غور و فکر کرتا ہے وہ صاحب بصیرت ہو جاتا ہے۔
- (۴) جو غور و فکر کرتا ہے وہ عبرت حاصل کر لیتا ہے، جو عبرت حاصل کر لیتا ہے وہ لوگوں سے دور ہو جاتا ہے اور جو لوگوں سے دور رہتا ہے وہ سالم رہتا ہے۔
- (۵) ہر وہ خاموشی جس میں غور و فکر نہیں، غلطی ہے۔
- (۶) عقلیں، افکار کی امام ہیں اور افکار، قلوب کے امام ہیں اور قلوب حواس کے امام ہیں اور حواس اعضاء کے امام ہیں۔
- (۷) تفکر کے ذریعہ اپنے دل کو جگاؤرات کو (اللہ کی عبادت میں) بیٹھ کر گزارو اور اپنے پرورگار سے ڈرو۔
- (۸) حکمت اور دانش مندی کی باتوں کے علاوہ کسی اور چیز کے بارے میں غور و فکر کرنا ہوس ہے۔
- (۹) اللہ کی نعمتوں کے بارے میں غور و فکر بہترین عبادت ہے۔
- (۱۰) غور و فکر ہدایت کی طرف لے جاتی ہے۔
- (۱۱) غور و فکر متقیوں کی تفریح ہے۔
- (۱۲) غور و فکر عقلوں کی جلا ہے۔
- (۱۳) سب سے افضل عبادت غور و فکر ہے۔

نماز

- (۱) نماز ہر مستحق کے لئے اللہ سے تقرب کا وسیلہ ہے۔
- (۲) مجھے ایسے گناہ کی پرواہ نہیں جس کے بعد مجھے اتنی ہمت مل جائے کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں اور خداوند عالم سے طلب عافیت کر لوں۔
- (۳) اللہ اللہ نماز بلاشبہ تمہارے دین کا ستون ہے۔
- (۴) خشوع، نماز کی زینت ہے۔
- (۵) جو نماز کی تیاری اس کے وقت سے پہلے نہیں کرتا وہ نماز کا احترام نہیں کرتا۔
- (۶) نماز غلطیوں کے لئے صابون ہے۔
- (۷) مومن اور کافر کے درمیان صرف نماز کا فرق ہے لہذا جو نماز چھوڑ کر ایمان کا دعویٰ کرے اس کا عمل اس کی تکذیب کرے گا اور خود اس کے خلاف گواہی دے گا۔
- (۸) میرے شیعوں کو دو عادتوں سے پہچانو: نماز کے وقت کی پابندی اور اپنے بھائیوں کا دولت کے ذریعے تعاون اور اگر یہ (صفات) نہ پائی جاتی ہوں تو ان سے دور ہو جاؤ۔ ان سے دور ہو جاؤ۔
- (۹) نماز رحمان کا قلعہ اور شیطان کو بھگانے کا ذریعہ ہے۔

روزہ

(۱) کتنے ایسے روزہ دار ہیں جنہیں انکے روزوں سے صرف بھوک اور پیاس ہی ملتی ہے اور کتنے شب کو نماز قائم کرنے والے ایسے ہیں کہ جن کے حصے میں صرف رت جگا اور ٹھکن کے علاوہ کچھ بھی نہیں آتا، کتنی اچھی ہے دوراندیش لوگوں کی نیندیں اور انکا افطار کرنا۔

(۲) ہر شے کی ایک زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزے ہیں۔

(۳) اللہ نے روزے کو مخلوقات کے اخلاص کو آزمانے کے لئے فرض کیا ہے۔

(۴) آپ نے کسی عید کے موقع پر فرمایا۔ ”یہ صرف اس شخص کی عید ہے جس کے روزوں کو اللہ نے قبول کیا اور جس کی نمازوں کا اس نے شکر یہ ادا کیا اور وہ دن جس میں اللہ کی معصیت نہ کی جائے عید ہے۔“

(۵) روزہ، بندہ و خالق کے درمیان ہونے والی عبادت ہے جس سے اس کے علاوہ اور کوئی مطلع نہیں ہو سکتا اسی طرح اس کا اجر بھی اسکے علاوہ اور کوئی نہیں دے سکتا۔

(۶) روزہ کھانا پینا چھوڑ دینے کا نام نہیں ہے بلکہ روزہ یعنی ہر اس چیز کو ترک کر دینا جو اللہ تعالیٰ کو نا پسند ہو۔

(۷) مجھے مہربانی دنیا سے تین چیزیں پسند آئیں، مہمان کی عزت کرنا، گرمیوں میں روزہ رکھنا اور اللہ کی راہ میں تلوار چلانا۔

(۸) ہر مہینے کے ”ایام بیض“ (تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں تاریخ) میں روزے رکھنا، درجات کو بلند اور ثواب کو عظیم کر دیتا ہے۔

جہاد

(۱) جہاد جو اسلام کے ستونوں میں سے ایک ہے چار شعبوں میں تقسیم ہوتا ہے، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، ہر موقع پر سچ اور فاسقوں سے نفرت کرنا لہذا جس نے امر بالمعروف کیا اس نے مومنوں کی کمر مضبوط کی اور جس نے نہی عن المنکر انجام دیا اس نے کافروں کی ناک زمین پر رگڑ دی اور جو اکثر مقام پر سچ بولتا ہے وہ اپنے لئے مضراشیاء کو (اپنے سے) دور کر دیتا ہے اور جس نے فاسقوں سے اظہار نفرت کیا اور اللہ کے لئے (ان پر) غضبناک ہوا تو اللہ بھی اس کی خاطر (اس کے دشمنوں پر) غضبناک ہوگا۔ اور روز قیامت اسے راضی کر دے گا۔

(۲) جس جہاد کے ذریعے تم سب سے پہلے مغلوب ہو گے وہ ہاتھوں سے جہاد ہے، پھر زبان سے اور پھر دلوں کے ذریعے، لہذا جو دل سے کسی اچھے کام پر خوش اور برے کام پر اظہار نفرت نہ کرتا ہو اس طرح الٹ دیا جائے گا کہ اس کا اوپری حصہ نیچے اور نچلا حصہ اوپر ہوگا۔

(۳) حج ہر کمزور شخص کا جہاد ہے اور بہترین شوہر داری (خاندان داری) عورت کا جہاد ہے۔

(۴) اما بعد، بلاشبہ جہاد، جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے اللہ نے اپنے خاص دوستوں کے لئے کھول رکھا ہے وہی لباس تقویٰ اللہ کی مضبوط زرہ اور بھروسے مند سپر ہے لہذا جو جہاد کو ناپسندیدگی کی بنا پر ترک کر دیتا ہے اسے اللہ ذلت کا جامہ پہنا کر بلاؤں کی ردا اوڑھا دیتا ہے اور وہ

(۱۲) دین میں یقین کا درست ہونا سر فہرست ہے۔

(۱۳) دین کا بہترین معاون صبر ہے۔ (۱۴) حسد دین کی آفت ہے۔

(۱۵) اس کا کوئی دین ہمیں جس کی کوئی نیت نہ ہو۔

(۱۶) (دین کو) سبک سمجھنا دین کے لئے آفت ہے۔

(۱۷) آپ سے پوچھا گیا "کون سب سے زیادہ بد بخت ہے؟" تو آپ نے فرمایا "جو دوسروں کی دنیا کے لئے اپنا دین بیچ دے۔"

(۱۸) آپ سے پوچھا گیا کہ کون سی مصیبت سب سے زیادہ سخت ہے تو آپ نے فرمایا "دین کی مصیبت۔"

(۱۹) جو جدل و کٹ جتنی کے ذریعے دین چاہے گا وہ زندیق ہو جائے گا۔

(۲۰) اس کے پاس کوئی دین نہیں جس نے مخلوق کی اطاعت، اللہ کی معصیت کرنے کے لئے اختیار کی۔

(۲۱) بدعت کے جیسا کسی نے دین کو برباد نہیں کیا اور نہ طمع کی طرح کسی اور شے نے مردوں کو خراب کیا۔

(۲۲) تمہارا بھائی تمہارا دین ہے لہذا اپنے دین کے لئے جس طرح چاہو احتیاط کرلو۔

(۲۳) دینداروں کی کچھ علامتیں ہیں جن کے ذریعے وہ پہچانے جاتے ہیں: سچی بات، ادا ئے امانت ایفاء، عہد، صلہ رحم، کمزوروں پر رحم، نیکی انجام دینا، خوش اخلاقی، علم اور ہر اس چیز کی پیروی جو اللہ کی قربت کا باعث ہوتی ہو۔

(۲۴) دین سب سے زیادہ با فضیلت مطلوب ہے۔

دنیا

(۱) دنیا و آخرت دو متفاوت دشمن اور مختلف راستے ہیں لہذا جو دنیا کو دوست رکھتا ہے اور اسے ہی پسند کرتا ہے وہ آخرت سے نفرت و عداوت رکھتا ہے یہ دونوں مشرق و مغرب کی مانند ہیں کہ ان کے بیچ میں چلنے والا ایک سے جتنا قریب ہوتا جائے گا دوسرے سے اتنا ہی دور ہوتا چلا جائے گا اور یہ (دنیا و آخرت) ایک دوسرے کی سوتیلی بہنیں ہیں۔

(۲) دنیا میں سے اتنا ہی لو جتنا تمہارے پاس (خود بخود) آجائے اور اس سے اتنا ہی دور رہو جتنا وہ تم سے دور رہے اور اگر تم ایسا نہیں کرتے تو (کم از کم) اپنی خواہشوں میں ہی کچھ کمی کر لو۔

(۳) اگر دنیا کسی کے پاس آتی ہے تو دوسرے کی خوبیاں بھی (وقتی طور پر) اسے ہی سونپ دی جاتی ہیں۔ اور اگر یہ دنیا کسی سے روٹھ جاتی ہے تو خود اس کی خوبیوں کو بھی اس سے سلب کر لیتی ہے۔

(۴) جو دنیا کو چاہے گا موت اسے اس وقت تک ڈھونڈتی رہے گی جب تک اسے اس دنیا سے نکال نہ لے جائے اور جو آخرت کا طالب گار ہو گا تو دنیا اس کی طالب رہے گی یہاں تک کہ وہ اپنی روزی اسی دنیا سے حاصل کر لیا کرے گا۔

(۵) اے جاہل، دین اور دنیا کا استحکام چار لوگوں پر منحصر ہے: اپنے علم پر عمل پیرا عالم، تعلم سے گمزنہ کرنے والا جاہل، اپنے عطیات میں بخل نہ کرنے والا سخی اور دنیا کے بدلے آخرت نہ بیچنے والا ہمتی دست۔